

نقل پروانہ عطیہ سرکار درباب ترجمہ گلستان موسوم بہ نگار راضی

حکیم صاحب دلایر کٹر آف پبلک انشٹرنشن بہادر ممالک مغربی
ملاحظہ فرمائیے
مختصر تاریخ نگار راضی
۱۶۶

رفتہ عورتیں دیوان جانی بہار پال وکیل ریاست پور پور ترجمہ ترجمہ اردو نظم گلستان موسوم بہ نگار راضی بجا
حسب الحکم چھٹی گورنمنٹ ممالک مغربی نمبری ۱۶۰۲۔ الف مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۸۶۹ء لکھا جاتا ہے
کہ جس دماغ سوزی سے آپ نے گلستان کو اردوی نظم کیا ہے قابل تحسین ہے اور
گورنمنٹ آپ کی مشکور ہے۔ اور منظر قدردانی سے کارسوجلدین کتاب نگار راضی کی
انعام میں شینے کے لئے طلباء کے خرید فرمانا چاہتی ہے۔ اسلئے آپ سوجلدین
اوسکی بزرگیہ پارسل خدمت میں صاحب کیوریتھر بہادر ممالک مغربی کے بمقام اللہ آباد
بہجدرین۔ اور پور سپر شہر صاحب مدوح سے طراء سکوتیمت کتب کے بل کے
ساتھ اس شہر میں روانہ کریں۔ اور جو خرچ روانگی پارسل میں پڑے اوسس کا
بل علیحدہ بنا کر آپ خدمت میں صاحب کیوریتھر بہادر کے بیجدرین اوسس کا روپیہ
سرفت صاحب مدوح کے آپ کو ملے گا فقط

تحریر ۱۵ ستمبر ۱۸۶۹ء کتب نئی تال

نذر کر ایسی آرسی اس جا
 پہہ پسندین نظر ہوگی
 دخترین آپ چاہینگے دیکھا
 مردوزن اپنے بچوں کے لایق
 اسلئے اب یہ محنت یکساں
 ہوئی منظور مہربانی سے
 ہے یقین گزری جو میں نظر
 فیض و الوان کر کے جاتے ہیں
 ترخہ بھی تھا گلستان کا
 شکر ہے آپ نے پسند کیا
 آفرین نامہ سے عنایت کی
 پاکے ترغیب قدر دانی سے
 اب لگا یا ہے بوستان بند
 آپ سے عرض دل مفضل کیا
 روز افزون ہو عمر و جاہ و حلال
 کر نہ کچھ شرم و عار سی اس جا
 زینت دست پر ہوگی
 کیونکہ ہے آرسی نہیں نہ سیا
 دیکھ کر کیوں نہ ہو نیگے شایق
 نذر کرنا ہوں اے بلند اقبال
 کچھ نہیں دور قدر دانی سے
 کر گیا مستفیض خویش اثر
 نہیں محروم اللہ آئے ہیں
 تحفہ مردم سخندان تھا
 سہرا حقیر کو ارجمند کیا
 قدر دانی سے نہایت کی
 قدر دانی جاودانی سے
 قابل سیر و ستان پسند
 پیش خورشید نور مشعل کیا
 فضل از دوسے مثل ہلال

نذر کر ایسی آرسی اس جا
 پہہ پسندین نظر ہوگی
 دخترین آپ چاہینگے دیکھا
 مردوزن اپنے بچوں کے لایق
 اسلئے اب یہ محنت یکساں
 ہوئی منظور مہربانی سے
 ہے یقین گزری جو میں نظر
 فیض و الوان کر کے جاتے ہیں
 ترخہ بھی تھا گلستان کا
 شکر ہے آپ نے پسند کیا
 آفرین نامہ سے عنایت کی
 پاکے ترغیب قدر دانی سے
 اب لگا یا ہے بوستان بند
 آپ سے عرض دل مفضل کیا
 روز افزون ہو عمر و جاہ و حلال

سائے کرتے ہیں ہمیں کاش
 سب سے بڑے سب سے اور خواری
 کہیں کیونکہ علم سے الفت
 نقش ہے شوق علم خوانی کا
 یہ ہے شہرہ نجفائش
 روشنی طبیعت علم
 آفتاب چراغ کنون
 وحید ہیں کہ عالم ان دن
 ہزارے ہیں جہد حضرت سے
 سرخروئی حصول کرتے ہیں
 پاؤں گارایے ہیں سراسر
 زود صدمہ کا ہونا عیان

رقبہ کے تحصیل علم کی خواہش
 جوین تحصیل علم سے عاری ہی
 ہمسر نہیں ہوتے ہیں ملت
 فیض شاہر ہے قدر دانی کا
 تا ابو علم و ہنر کی افزائش
 کہوئے ہمارے کئی دل جہلا
 ہووے پیدا برنگ بگ فکون
 کہتے ہیں اپنا سب طرح روان
 سخن کہہ سخنہ گا و فکرت سے
 اپنی محنت وصول کرتے ہیں
 نامہ اراہے ہیں سراسر
 حشر اول ملین تا عیان

رجوع بطلب

چشم انصاف سے اسے مستطاب
 چونکہ کثرت ہے ہوا لعل
 جلوہ گر ساری ہمارے ہیں

گریںے ہوگی یہ شہر
 پسند سعدت کی ہیں ہزار ہی لعل
 اب یہ آرزو کی اس میں ہیں

وقت کی بات تھی دلیر نہ تھی
 رکھ لیا مرگ لے کچھہ انکا نام
 ناصیہ سائی کرتے پاپڑ کر
 رو برو خصم کو زبونی ہے
 برو باری ہیں بزرگ جہان
 ہیں صفارو کبار شہرمان
 ایک عالم ہے مع خوان انکا
 دیدہ روزگار ہے نگران
 روز امیدوار آتے ہیں
 نامداری سے کام کرتے ہیں
 اہل علم نہرین اب نازان
 روزگار لسنے ہی موافق تیار
 تیز تھی فہم کہتے ہیں ایسی
 نبوش افزا ہیں ہوشیارونکے
 وہ کتابین بنائی جاتی ہیں
 یہ ترقی ہے علم کو حاصل

ایسے کچھہ معرکہ کے شیر نہ تھی
 زندہ رہتی تو دیکھتے انجام
 جان نزاری دکھائے یا لڑ کر
 سر اٹھائے ہیں سرنگونی
 فضل باری سے ہیں سنگمان
 ہی ہی کامدار شہرمان
 نیک کیا کم ہی مع وان انکا
 بار امیدوار ہے نہ گران
 نخل خدمت سے بار پاتے ہیں
 کامداری سے نام کرتے ہیں
 نیکی بخت پر نہیں نازان
 کہ ہیں یہ قدر دان بلندہ قان
 تیز فہم ہوں کو چاہے جیسی
 قدر افزا ہیں علم دارونکے
 جو دلو نہیں صفائی لاتی ہیں
 عورتیں ہی ہیں شہین پائل

وقت فرحت سدا رہی موجود
 سے تفتیش و فکر سے آزاد
 صحبت نیک سے ہو خوش خاطر
 اول و آخر اسکا ہو و نیک
 حرص دنیا سے ہو و سے آزاد
 ہو لے دل سے عداوت ماضی
 لیک چشم غصے و کینہیں ن
 پار و شہن کسے کہ نہ آئے نظر
 فوج نعم ہر طرف کے لائے زور
 ٹوٹے اکبار رشتہ امید
 یہہ شقاوت ہی قہرین نازل
 ناز زیبا ہے زاہلستان پر
 یہہ شجاعت پناہ زور آور
 نامداری ہیں جہان قائم
 شیطری انکے حضور میں سید
 گیور تم گذر گئے آگے

نظر آجائے صورت ہیو و
 خانہ دل ہو خور می آباد
 صحبت بد سے ہو بدل نافر
 باطن و ظاہر اسکا ہو و ایک
 غش و نیا ہو پیش افتادہ
 ہو و ریاضی بحالت راضی
 لگے تار یک آنکھو نہیں پہچان
 خانہ گلخن سے کہ نہ آئے نظر
 نہیں پائے مفر سوائے گور
 لوٹے ادبار شتہ امید
 وہ سعادت ہے مہرین حاصل
 ہند کو بلکہ سارے کیہان پر
 رستم وقت جنگے میں چاکر
 رہیں خورشید شادمان دایم
 خود شرمائی سی دور میں سید
 اب نکر تے جو کر گئے آگے

انکی نصفت کو رعب کو مار کے
 باد و گل آب و نار کی مانند
 از نیل خطاب پایا ہے
 نام نوشیروان ہو ا معدوم
 رنگ رزرد رہتا ہے ہر دم
 یہہ مجنت ہی اُسکو انکے ساتھ
 نے طلب سے بہین طلب جیسی
 لوگ کہتے ہیں تھا سخی حاتم
 ساکن صحرا تھا نہ تھا ایسا
 رہتا اب تک اگر نہیں مرتا
 وہ تھا چھوٹے سے ملک کا سرد
 لطف کی یہہ اگر نظر فرمائیں
 یاس ہرگز نہ آس پاس ہی
 مہر اقبال نور افشان ہو
 شے پشانی سے خطا و بار
 یار خوشحال خصم ہو پامال

میں مخالف ہی صلح جو سارک
 ناموافق بہین یار کی مانند
 نخل نصفت یہہ بار لایا ہے
 نام انکا جہان ہو معلوم
 سے جدائی کا اسکے دل غم
 بے مروت مگر بہین انکی ہاتھ
 کب کوئی پاتی بہین طلب جیسی
 تھا ولیکن حقیقتہ تھا کم
 نام صحرا سے پا گیا ایسا
 خود کمی پر مگر قسین کرتا
 یہہ بہین ویسے ہزاروں کی افسر
 ابھی ادنیٰ ہی جاگہ برتر پائیں
 یاس ہو دور پاس آس ہی
 ماہ ابرام و عیش خوشان ہو
 آسمان ہو موافق و عمخوار
 خصم پامال یار ہو خوشحال

خامتہ از طرف مترجم

ہوا اردو میں ترجمہ یہ تمام
 پیری محنت پر آفرین ہو سدا
 باقیام اپنا یادگار کیسا
 بہر تفریح دوستان پسند
 رکبہ دلارام راضی اسکامام
 شیشہ مے سے جیو فری ظاہر
 فارسی دانوں کو ہے فائدہ مند
 فائدہ مند ہو گئی ہیں نہ کم
 جو سمجھتے ہیں سارے خورد و کلان
 نائب حکمران ہندستان

جب بلطف عمیم رب انام
 غیب سے آئی یک ایک یہ ~~صدا~~
 خوب محنت کی خوب کار کیا
 ہوا سر سبز بوستان پسند
 دلکو اس فکر سے ملا آرام
 سال تجری ہی اس کے بظاہر
 فارسی میں تھی یہ نصیحت پسند
 اب یہ اردو میں ہو گئی ہیں رقم
 کیونکہ اردو ہی ہند میں وہ زبان
 لیکتا حاکم عظیم الشان

قصیدہ در مدح جناب آئریل سرولیم مورصا لفتنت کو زہرا

نارتیہ ویسٹرن پرائونٹس

عدل سے جو میں حامی عالم
 واقع نقص ماہ آسائش

جو دے جو میں نامی عالم
 نور افزا سے مہر خنائش

غصہ ہووے اگر بقدر گناہ
 پہنچوں جا پر جویر الطف پوہتہ
 تو معاون ہو کون ورد کہا
 روز محشر کو ہوونگے دو فریق
 بے عجب دست راست پر ہواہ
 دل کو ہر وقت رہتی ہے یہ امید
 ہی عجب جو وہ مجھ سے شہ لگے
 کیا نہ یوسف نے جب بلا دی
 آل یعقوب کو معاف کیا
 بنین بے معنی صاف صورت
 بخش دی انکی ساری تقصیرات
 معتقدین تری عنایت پر
 بے بضاعت امیدوار آیا

بھیج دو زخ میں ترازو چاہ
 تو گرائے نہ کوئی کپڑے ہاتھ
 کری یا خود کون تو جو بجا
 کیا خیر کو نسا ملیکا
 جز کثیری کچھ نہیں کیا دخواہ
 کہ خدا کو ہی شرم موی سپید
 جب بنین مجھ کو اس سہم آئے
 اور سب بلبند جا دی ہی
 انکی جانب سے دلکوش کیا
 کیا صفائی ہے جب کہ ورت سے
 بنین کی بضاعت فرجاً
 غفور کرم سے بے بضاعت پر
 غفور کرمین گناہ گار آیا

اک ہون نے استین اگر
 سگ و مسجد میں تو مناسب کہا
 کیا کیا ہی جو چاہتا ہی بہشت
 سکے یہ بات اسکی ہواست
 کیا عجیب لطف یارا
 نہیں کہتا کہ سن تو عذر مرا
 مجکو شرم آئے پیش لطف کریم
 ضعف پیری گرا لی جب پاسے
 ضعف سے میں ہوں سپر افتادہ
 نہیں کہتا کہ دی بزرگی وجاہ
 دیکھتا ہی جو یار تھوڑا زلل
 تو ہی بنیا ہے ظاہر و پنیان
 پردہ پوشی تری عنایت سے
 حال ظاہر سے ہم میں چلائے
 کیا ہی باطن میں تو ہی صاحب ہوش
 جرم بخشے اگر موافق جو د

پکڑی کا عقل و دین سی باہر
 جاہیان سے نہیں بہ پیری جا
 ناز زینا نہیں جو چہرہ ہر شست
 بولا ہوں است چہرہ میرد است
 کہ گنہگار امیدوار
 حق معاون کباب تو بہ کہلا
 جو کہوں عفو سے گنہ کو عظیم
 اٹھے بے دستگیری کب جا
 ای خدا لطف سے کہ استادہ
 دی مجھے عاجزی و بخش گناہ
 کرتا ہی جا بجا جہا نہیں مثل
 رہتے ہیں یکدگر سے ہم ترسان
 ہم میں پردہ دری نہایت سے
 کیا ہی باطن میں کہ نہیں پائے
 تو ہی تہا ہی سب کا پردہ پوش
 کوئی مجرم نہو لقب د جو د

ہوا شفقت کا اور اسیر ضلال
 یا تو جو کام میرا ہے سو بنا
 لیون وہ کرتا تاپیش تباری
 اک حقائق شناس سیڑ ہوا
 کہ یہ برگشتہ نجات سنگ پر
 دست کا تنگ کفر پر مایل
 جب ہوا اسکو فکر سے سرام
 بت کر کے یہ پر خط عقل
 اپنی درگاہ سے ہی ہو ورد
 چاہتے اپنا دل صمد سو لگا
 نہیں ممکن بیان جو عجز کساتہ
 ای خدا بن نہ کوئی کار آیا

میں نے پوجا پھر عیب کئی سال
 ورنہ کرتا ہونین خدا سے دعا
 کام بر لایا ناگہ ان باری
 وقت صفا اسکا شک تیرہ ہوا
 بادۂ بکھ سے ہوا ہی مست
 پایا ایزد سے کام دل حاصل
 عیب سے آیا ایک بیک پیغام
 رویا از نس ہوئی دعا نہ قبول
 فرق کیا کہتا ہی صنم سے صمد
 بیج ہے وہ جو ہے صمد کو سوا
 سر رکھے آکے جائی خالی رہتہ
 ہوں گنہگار امیدوار آیا

حکایت ۶

کہتے ہیں ایک بادہ سو سرشار
 آستان کرم پر روکے کہا

ایک سجد میں آگیا یکبار
 ای خداوی بہشت میں چھو جا

حکایت ۴

کہا اس ناواں نے خوب سخن
ور نہ ہم سست عہدین ہم
تو ہی رہو رنار سے نہ جلا
ہے خبار گنہ فلک پر چڑھا
پیش باران خبار آڑا ہے کہ
پر نہیں دوسری دیار میں راہ
دلفگار و نکا تو ہے مہر مہسا

شب کو ماتب تباہی تو بہ شکن
تو بہ وہ بخشے تباہی قائم
تو ہی برحق نہ جہوتی راہ چلا
منہ غریبی سے زمین میں گلا
برس اک بار ای سحاب کرم
جرم سے اس یار میں نہیں جاہ
نے زبانا نکا تو ہے واقعہ باز

حکایت ۵

بت کی خدمت میں تھا کہ ربتہ
گذری اسپر عجب ستھی حال
رویابا چارہ پہو ٹکر جی سے
رحم اس میری بیگیسی پر کر
لیک پورا نہیں ہو کوئی کار
جب بدن سے گسٹا آئی نہ جا

ایک منہ تھا جہاں گد ربتہ
اسطرح پر جو گزری ہو ربتہ
بت کو آگے امید نیکی سے
کہ نظر میری بیگیسی پر کر
رویا خدمت میں آئے وہ کئی بار
کس طرح بت کیسے کا کام چلا

عذر تو دامن نہیں ہے ذرا

میں گدا ہوں ہی سزا کی گدا
نا تو انی سے کیلئے کروں آہ

توڑا غصت میں ہنسی کے جہد
اپنی تدبیر سے ہی کیا حاصل

جو کیا کر دیا تہ و بالا
حکم سے تیرے ہم نہیں باہر

ہی سہ سہ تیرے آگے جبکا

کہ ترحم گدا پر کہتے ہیں شاہ

نا تو ان ہوں مگر قوی ہی سپاہ

ہے قضا پر نہ زور دست جہد

عذر تقصیر ہے یہی کامل

ہے خودی کو خدائی میں کیا جا

حکم تیرا ہی ایسا ہی صادر

حکایت ۳

اک سی جبرہ کو جو زشت کہا

میں نے خود کو نہ خود بنا یا ہے

زشت ولی سے میرا کیا بچو کار

کیا سر پر پہلے سے جو رقم

تو ہی دانا کہ میں نہیں قادر

رہنمائی سے تیرے خیر کروں

جب داونڈیا رہتا ہے

دیا پاخ کہ پیر نہ بول سکا

تو نے کیوں مج کو بد بتایا ہے

کہ نہیں مہن میں زشت کیا نگار

اس سے ہو سکتا ہے زیش نہ کم

کیا موعین تو ہی ہر کہین قادر

تو اگر کم کرے نہ سیر کروں

بندہ پر سیر کار ہوتا ہے

کہ بہین شمع کی جو حالت دمی
 اہل طاعت سے دلگو ہی بہہ جا
 انکی خاطر جوئے عبادت میں
 پاس پاگان رکہہ گناہ سے دور
 انکی خاطر جو رہتی میں شب بھر
 تو ہی شرم سے نظر تہی
 چشم کو نور دی سعادت کا
 رکہہ چراغ اعتقاد کا سہراہ
 دیدہ نادیدنی سے رکہہ مری اور
 ذرہ ہوں تیری اہ میں بنیان
 کافی ہی اک شعاع مہر کرم
 بد ہی ہو تیک دیکہہ نیک نظر
 رکہیو انصاف پر نہ میرا باز
 کرنے خواری کہ ساتھ مج کو بدر
 جہل سے چہہ نون ہا نہ خیال

ننگ و گولی سے سلامت دمی
 کہ شفاعت کرتی روبرو جزا
 میری مانند بے لیاقت میں
 عفو کر جو ہوا ہے مجھے قصور
 ساجد و شکر کہتے میں لب بے
 یعنی ہی تج کو سب خیر جی کی
 دل کو مقدور دی شہادت کا
 بدی کرنے سے ہاتھ کر کو تہاہ
 ناپسندیدہ پرندے مجھے زور
 ہے وجود و عدم مجھے کیسا
 کہ ہے اسکے بہہ وجود عدم
 بس ہی شہہ گدا کو ایک نظر
 کہ نہیں سے عفو سے ہی ہوا
 کہ نظر آتا ہے نہ دو سر اور
 آکے حاضر ہوں اس مجھے نکال

حکایت ۲

یاد ہی مجھ کو یہ سہم کی بات
 کہ کہین تجہ سوا قدر پرین
 مہر سے خواہ مج کو پاس بلا
 میرا سرتیری سستان پر ہے
 میں ہوں عاجز غریب بچار
 بنین یہ نفس کشا لیا دو
 ایسے شیطان کو کون مار سکے
 اپنے مردان راہ کی خاطر
 جگوان دشمنوں سے بخش پناہ
 ایذا باعث خداوندی
 فیض اوار سے جو کر لیں
 پاس سے آنکے جو دینہ میں
 میں مردان شیخ زن سے جو
 پیرون کی طاعت موافق سے

ایک نے رو کر مانگی حق سے نجات
 مت گرا کوئی دستگیر نہیں
 قہر سے خواہ مج کو دور شا
 تیرا احسان جسم و جان پر ہے
 سخت مغلوب نفس امارہ
 کہ خرد میری پہیرا سکی عثمان
 مور سے کب پلنگ ہار سکے
 راہ کر میری واسطے ظاہر
 ہونے کے نکلے ظلم سے نہ تباہ
 بے شریکی وغیرمانندی
 اسے جو مکہ میں گذر لی ہیں
 سونے جا کر زمین کے سینہ میں
 زن سمجھتے ہیں مرد جنگی کو
 نوجوانوں کو صدق و صفا سے

کون میں دوسری جو سد ہی کہلا
 اور طاعت غریب لاف نیاز
 مثل شاخ بر منہ ہاتھ اٹھان
 ایو خدا ہم یہ کر کم کی نگاہ
 کرتا ہی بندہ غریب گناہ
 رزق سے تیرے ہم میں پرورد
 پاتا جس کسی میں جو دستخا
 تو نے ہو کو کیا سزیمان
 ہے عزیز می و خوار می کہی سدا
 لطف سے اپنے مجکو خوار نکر
 کہ سلطانہ مجھے کو مجب پر
 ہنہین دنیا میں کوئی اس سے برا
 تیرے آگے ہے شرمساری نکو
 پڑی سپر پر اگر ترا سایہ
 تاج بخشے تو فخر رازی آئے

پہرا محروم اٹھا کے دست
 آبد روازہ غریب نواز
 سبج نے برگی پائین سینہ پائین
 کہ میں مجبور زیر بار گناہ
 تیری شمشیر پر امی غریب بناہ
 تیری العام کے میں خو کر وہ
 چھوڑتا میں نہ اسکا ساتھ کدا
 تو ہی کہہ سکتا ہی عزیز وہاں
 خوار می دیکھگا کب سزیر ترا
 ذل عصیان می شرمسار نکر
 رنج ہی تیری ہاتھ سے بہتر
 مثل خود سے اٹھاتا ہی جو جفا
 غیر کے آگے شرمساری ہو
 آسمان ہی ہی کس ترن پایہ
 تو اٹھائے تو پھر کوئی نہ گرائے

<p>تو ہی مر اور طفل سے لے شرم گیانا پاک تو تو خاک گیا کہینچا اک سنگ اسکی تربت کا اور گیا ایک ساتھ چہرہ کارنگ طفل سے ایسا گوش میں آیا ہوش رکہ ساتھ روشنائی لا کر چرخ عمل بیان روشن کہ مبادا نہ لائے نخل طیب کہ ملے بیچ بوی جنس من داند بونے سے پائے ہین انبار</p>	<p>خود سے میں کہا کہ ای شرم پاک آیا تھا جب پاک گیا تھا جو آشفقہ اسکے قامت کا دیکھ کر وہ مکان تیرہ و تنگ جب تغیر سے ہوش میں آیا جو ڈرا دیکھہ کر اندھیری جا چاہی جو گور کا مکان روشن رہتی ہی باغبان کو لہرہ سہی ہی فراوان طمع کو ایسا ن پیر بونے سے لوگ ماتی ہین بار</p>
---	---

دشوان باب مناجات من

حکایت آ

<p>پہر نہیں مانگ سکنے کے گل سے سہے مہین شن پر اپنی سروی سخت خالی ہرگز نہ پاؤ دست نیاز</p>	<p>اگر کچھ مانگئے و عادل سے کیسے بے برگ مہین خزانہ نحت جب تمہیدت اٹھائی دست نیاز</p>
---	--

شب کو بچھپی سے نہ چین ما
 ہوتا شب کو جو سخن سے نالان
 نہیں شرمندہ روز مشہور
 تو جو ہی ہو شمند حق سے چاہ
 صلح جو کو ابھی گزند نہیں
 ہے عجب جس نے نیت کیا بہت
 تو اگر بندہ ہے تو مانگ دعا
 جو بیان عذر خواہ ہوتا ہے
 جو گنہگار آبرو دیوے

صبح ایک پارنسانے آکے کہا
 دن میں کہوتا نہ آبرو نادان
 اشکی در گہہ میں روئے شب ہر جو
 شب تو بہ کمی روز گناہ
 کہ در عذر خواہ بند نہیں
 جو پڑے تو نہ پکڑی تیرا دست
 ورنہ شرمندگی سے اشک بہا
 اشک اسکے گناہ و ہوتا ہے
 نہ خدا اسکی آبرو دیوے

حکایت ۲۲

سیر اصغائین ایک طفل ہوا
 کوئی یوسف جمال پایا نہیں
 جسکو ماہی گور یوسنس وار
 ایسا اس باغ میں ہی سر کیا
 خاک سے گل کہلے تو کیا ہو جب

کیا کہوں اس سے بچ و غم ہو
 نہ خداوند نے بنایا کہیں
 نہیں کر لیتی لقمہ ختم کار
 نہ اکھاڑے جسے اجل کی خزان
 خاک میں اتنے گلبدن کہ جب

حکایت ۲۰

دل تھا خوش پہہ خیال دہر نہ ہتا
 جانے جیسے قہنس سے منع ہوا
 اسیپہ باقتہ بیٹھے آدمی چند
 نہ تو میں حق شتونہ پند پذیر
 پکڑی کر شختہ جہان ہنیں غم
 خوف حق چاہے نہ خوف امیر
 اہل دیوان کا اسیپہ زور ہنیں
 اسکی ہوتی ہنیں دلیر زبان
 اپنے بدخوا ہونے نہ ڈرتا ہوں
 مالک اسکی بڑھانا ہی عبت
 ایسی تلے عزتی کریگا ضرور
 سستی میں جا دوو لسنو کہترتا

میں جس میں مسافر انا گیا
 پہر سفر کا ارادہ کرنے گیا
 راہ میں دیکھا ایک دکہ بلند
 ایک بولا کہ جتنے ہرین ہمیر
 جب کسی پڑھیں ہریر ام
 کرتے ہیں نیکنام کو نہ اسیر
 ہوتا جو اہلکار چور ہنیں
 جسکی عفت میں ہریر ہنیں
 جب پندیں کام کرتا ہوں
 خادمانہ جو کرتا ہی خدمت
 بندگی میں اگر کریگا قصو
 جہد کرتا مالک سے اوپر جائے

حکایت ۲۱

مارا جو طبل شاکیا افغان

ایک کو ایک شاہ نے چوگان

مجھے ناپاکی کی نہو خواہان
 شرم مجھ کو نہ آئے داور سے
 جب ہوسر مایہ حیات تمام
 عاقبت اس سے زرد روی ہو
 پر نہیں ہوگی گفتگو کی مجال

بولا چہرہ پہ اشک تہہ باران
 تجھ کو جب شرم آئے بہت سے
 کیا پشیمانی سے برائے کام
 بادہ پیتے ہیں خسرو کی کو
 عذر خواہی کا اب بجا خیال

حکایت ۱۹

نایبند آئے ڈالے اسپر خاک
 گر پڑی گی کیا نظیر
 اپنے آقا سے بہا کے جو کئی بار
 کسین زنجیر سے نہ دست نہا
 جس سے تجھ کو گزیر یا ہو گزیر
 نہ کہ جب شرم ہو کتاب عمل
 جو قیامت سے پہلے غم کہا ہے
 دکھ آئینہ کی سیاہی جا ہے
 تازہ محشر کو ہو کسی سے غم

میل لاکرتی ہو کر بجا پاک
 نایبندیدہ سے نہ تجھ کو خبر
 اس گنہگار بندہ سو کہہ عار
 پہر ہی آئے اگر لصدق و صفا
 کر جو کرتا ہے اسکو ساتھ ستیز
 اب کیا چاہئے حسا عمل
 گو کرے بدنہ بدقم پائے
 آہ سے آئینہ سیاہی لائے
 ڈر گناہوں سے پہلے تو اسدم

حکایت ۱۷

اسکے پاس آیا ایک مرد
 ہوا شرمندہ پیش شیخ
 بولا ہو کر خفا کہ اے جاہل
 کہہ میں حق سے مجھے کہاںی شرم
 دیکھہ حق کی طرف برائے پناہ
 خویش و بیگانہ سے ہی صبیہ شرم

ایک منکر سے متفق ہوا ایک
 بیٹھا غفلت سے روع ہوا
 سکے بیہ بات پر روشن دل
 کیوں نہیں تجھ کو خودی الی شرم
 نہ کیسی طرف سے آئے پناہ
 کہہ خداوند خودی الی شرم

حکایت ۱۸

پڑی یوسف کے پیچھے دھوکہ دہست
 پڑی مانند گرگ اسکے قفا
 معتقد اسکی صبح و شام وہاں
 کہ مبادا بد آئے اسکو نظر
 ہتھو کا سر کا نفسیہ کیا ہر تم
 بولی ای سست عہد سرکش
 وقت خوش مت بگاڑ فکر سے تو

بادہ عشق سے زلیخا مست
 دیو شہوت نے دی جو اسکو رضا
 کہتی تھی ہی اک بت خام و ہن
 اسکا اسدم جیادیا رخ و ہر
 ایک گوشہ میں بیٹھا شکل الم
 تبت لیخا نے چوری دست و پا
 سنگدل ہو مجھے پھر نہ رو

قید ناپارسا نہیں سہتا
انہیں داخل ہو جو ہر حاجت خواہ
مثل سعدی ہو خوشہ چین جا کر

وہ جو ہے پارسا یونہی رہتا
اسی در کے گدا میں پارسی شاہ
خرمن موفت اکہٹا کر

حکایت خرمن سوز کی

غلہ بہا دون کا ایک نے جوڑا
ایک شہتی میں جلالی لگ
صلیح دم بہر خوشہ چینی گیا
دیکھا اسکو مبتلا سے بلا
نہیں ہوا جو ایسا تیرہ روز
عمر تیزی بدی میں کتنی ہی جو
بے نصیحت لگانا خرمن جو
داو اور دین کا بیج بو ہر روز
قید گرتے نخت جاتی ہیں
تو عقوبت سے پہلے بخش جا
سرگریبان شرم سے برلا

تا ہوا سکا ما کہ میں لوطا
اپنے کہلیان میں لگاتی اگر
نہ تھا خرمن میں ایک جو بی بجا
اپنے پروردہ سے کہنے کہا
مت ہو دیوانہ وار خرمن سوز
تو جلاتا ہی اپنے خرمن کو
پہچھے تجکو جلاتا خرمن ہو
نیک نامی کا مت ہو خرمن سوز
نیک نخت انہ پند پائیں
ہر عیث نہ چوٹا رہی آہ
تا نہ در بر ہو شرم فروا

ایزگہ گار خفتہ آتہ مت سو
جو ضرورت کا حکم تو پائے
جو نہیں آبرو شفیعیع بلا
جو غضب سے نکالا جاؤ نہیں

عذر خواہی معصیت میں رو
اسی درگہ پر آبرو جائے
آبرو جسکی ہو وہ تجھے سوا
روح پاکان شفیعیع لاؤ نہیں

حکایت ۱۵

یاد ہی جن نون تہا میں کم سن
ہوا مضر و ف با زئی مردم
سوں و شب سے جو چیا خوش
نہ کہا کتنی بار ای نادان
بچہ تہا کر سکے رفتار
تو ابھی جہد میں ہی طفل راہ
کہہ کہینو کے ساتھ میں نہ
مار فراق پاک و پر چنگ
قوت طفل سے مرید میں کم
سیکے اس طفل خورد سی و قرا

باب کو ساتھ نکلا عید کو دن
ہو گیا خلق میں پیر سی کم
بائے ناگہان ملا را گوش
چہوڑت ہاتھ سے مراد امان
راہ نادیدہ چلنا ہے و شوار
پس پکڑ جا کے دامن آگاہ
و ہو چور کہتا ہی اپنے عیب سے دست
نہیں در یوزہ ہر عار سنگ
شیخ ہوئی میں سد مستحکم
کتاب ہے استعانت دیوار

یہ بہ سعاد نصیب طلب ہے
 پہنچے گا صاحبِ خونین جاگدگمان
 جو پیمبر کی ہے ہدایت پر
 تو ہی لے رہ اس سے پیچھے رہنا
 گہو ماشب بہر مگر کہین گیا

پیروی نیکون کی مناسب ہے
 لیک شیطان کو پیچھے تو پروان
 ہے پیمبر اسے شفاعت کر
 جاؤ منزل کو سید ہی راہ سے جا
 جیسے تیلی کا سبیل آنکہ بندہ

حکایت ۱۲

بخت وارثوں نے اپنے فرسودہ
 بخاند زعلیطن کو ساتھ
 کہ بہشت برین کے پاک مقام
 کیا گل آلودہ گناہ کا کام
 جس طرح نقد اب بضعاعت سے
 نہ کہین بند جو باران ہو
 کہ ابھی شتہ ہاتھ میں یہ بیان
 غم نہیں دیر جو ہو دور دست
 ہاتھ اٹھا عاثرانہ پیش خدا

آیا مسجد میں ایک گل آلودہ
 ایک بولا کہ تیرے کٹیو ہاتھ
 سنکے یہ دلکو آئی رقت نام
 وہاں جو پاک لوگوں کا ہی مقام
 پاتے ہیں سب بہشت عات سے
 گرد و لنت سے اپنا دامان ہو
 کہہ نہ جاتا رہا ہی مرغ تو ان
 جو ہوئی دیر گرم رورہ حسبت
 نہیں باند باقضا دست عا

دشمن سکا اکہار تاسی پوسٹ
خود عدو ہوگا اپنا مستاصل
کہ خوشی عدو میں ہو غم پار

وہ جو آرزوہ کر تاسی دل دوست
چاہئے رہنا دوست سے یکدل
زیبہ بدنامی نیک ہے زہار

حکایت ۱۳

ایک ایسے پیر پر پیر لعنت
کوئی تجھ سے انہ ابلہ تر پایا
کیوں اٹھاتا ہے کینہ کی تلوار
تیری حقہ میں ملک کر محنت
کہ لکھن پناک تیری ناپاکی
لا شفیع اور عذر کوئی کر
پیر ہوا جام عمر تیرا جہان
مثل بیچارگان کر آہ و فغاں
کہہ بدی سنگنی کہ پیر ہونگا
دیکھ گیا تو بہ دروازہ
کہ ہے جمال کو سف

ہاتھ جب کرے چڑھی رحمت
ملکے ایسے یہ فناء
وہ سے دوستی کا ہے اطہار
حیث ہے یہ جو دیو کی تقریر
کہ وہ اسی ہے جہل و میاکی
لے طریق اور صلح جوئی کر
کہ ملیگی نہ ایک نخلہ امان
جو نہیں بندگی کی تنہا ان
گو بدی ہو زیادہ حد ایک
جا جو ہے باب صلح باز اہی
اپنے سر پر کہہ گئے کا بار

اپنے دشمن سے کرتا ہی احسان
 نہیں انہیں یہ طعن دیا
 اس کی جو جو نفس میں تھا
 اسکو اچھی لگے ہماری بدی
 اپنا سرا و نچا ہو و گیا ہے
 صلہ کہتے ہیں دشمن جان سے
 جب عدو کی طرف سے تیرا رو
 دوست ہونا چاہی مرنے والا
 ہر دوست سے دل اٹھا لیا
 دوست کے رہتا ہی وہ بیگانہ
 دوست جاتا ہے شاذ اور نادر

نہیں کہہ کہ لیا اک دن جان
 کارا ان سے ہو گا بد کو سوا
 ڈرتا ہوں سچ ہو و اسکا گمان
 جاہ خبت میں تھی اسکو دی
 کیسے اس سنگ عار کو بار
 جنگ کہتے ہیں پیروزان سے
 دوست کو دیکھتا ہی تیری سو
 کرا طائے خصم کی زہار
 کہوٹی چاندی سے پرتو کیا لگا
 خصم سے ہونا ہی جو ہم خانہ
 خصم جس کہتے ہیں ہمارے حاضر

حکایت ۱۲

ایک لشہ سے کی جو سرتیزی
 دست بد خواہ میں تھا وہ لاجا
 خود ہی کرتا نہ دوست کو جو خفا
 ڈرتا ہی دوست کے خلاف نکر

سونپا دشمن کو پھر خوریزی
 کہتا تھا آہ وزاری سے بہار
 سہتا دشمن کی باتہ سے نہ جفا
 تاعد و تجبیہ کر سکے نہ نظر

نیک بیٹھینگے جاے اعلیٰ پر
 رہیگا شرم سے یہ سر نیچے
 اے برادر بدو نیکے کام سے ڈر
 ہونگے جب قبال و فعل سے پریشان
 ڈرتے ہیں انبیاء ہی جسکے حضور
 زن ہی رعیت سے ہوا طاعت پر
 نہیں مردی سے شرم آئیگی
 زن کو عذر مقررہ سے خلاف
 تو ہی بے عذر بیٹھا زن کردار
 مجھ کو گویائی میں نہیں کچھ راہ
 میں جو کہتا ہوں اس میں کیا عجیب
 خم ہوا راستی سے جو گذرا
 نفس کو مال کے بعیش و خوشی
 ایک نے بچہ گرگ کا پالا
 پہلوئے جان دہی پہ جو سو یا

جاے زیرین سے جاے بالا پر
 ہونگے اعمال آگے اور پیچھے
 تانہ نیکو نہیں ہووینچی نظر
 صاحب نرم ہووینگے لرزان
 تو پہلا کیا کریگا عذر قصور
 مردنا پار سے ہے ہر ہر
 زن جو تجھ پر تسبول پائیگی
 بندگی میں ہوگا گاہ گاہ معاف
 کم ہے زن سے نہ لاف مردی مار
 کہہ کیا عنصری سخن کا شاہ
 دیکھہ کیا کہہ گئے ہیں گلے سب
 کم ہوا زن مردی سے آترا
 کر لے کچھ نہیں اس عدو کو قوی
 پل چکا پہاڑا پالنے والا
 جا کے اک انایون ہوا گویا

کیا رہیں ایسے کاروان کہیں
 پہنچے ہی پہری پہون ہونگے
 دل کا رام دہرین نہ لگا
 سول جا کر حد کے اندر جو
 جیبت سے ستر کال ہان
 کوئی شیراز میں آئے اگر
 تو ہی آلودہ غبار گناہ
 چشمہ چشم اپنی کر کے روان

جلد نے پارہم ہی رہے ہیں
 ملک ہیننگے داکس ہو لینگے
 کہ نہیں اسکا دل کسی لگا
 چہاری چہرہ سی گرد و خشک
 تازہ حسرت سزگون ہو ہون
 تو سرون سو دہوی گرد و سفر
 جلد لیو گیا اور ملک کی راہ
 میل ہون سے جو لگا ہون

حکایت عالم طفولیت کے بیان میں

مجھ کو عہد پدرسے آتی ہی یاد
 لے دی خور دہین مجھ کو لوح و کتاب
 اک خریدار لے گیا اگر
 طفل کیا جانے قیمت خاتم
 تو نے ہی قدر عمر جانی نہیں
 جب قیامت کا روز آئے گا

بارش رحم سے رہی خوش و شاد
 اور دی ایک خاتم زراب
 اس انگوٹھی کو ایک خراب
 لیون شیرینی پر اگر کیا غم
 عیش شیرین میں کہو لی غم
 حفت قبر کو جگاسے گا

ذرا آہستہ تو بنے مرد اگر

میں بنا گوش چشم چہرہ و سر

حکایت پذیر اور وحشت رکی

سویا شبکوین کر کے قصد سفر
 اک کپہولا اٹھانیت بہاری
 تہا سر راہ خانہ خستہ
 باپ بولا کہ ای عزیز جان
 آنکہہ میں بہرتی ہی نہ گراتی
 نفس آمارہ بچو مثل ستور
 موت نے توڑ دی کا جان
 جانا ہی بہہ استخوانی نفس
 مزع ہوگا نفس سے جنت قید
 عالم اک دم ہو دم عنایت جان
 تہا سکنڈر شہنشاہ عالم
 کب مٹسیر تہا لیکے یہ عالم
 گئے اور کاٹا وہ ہی جو بویا

ہو لیا قافلہ کے ساتھ سحر
 کیا دنیا کو آنکھوں میں تاری
 چہاڑتی تھی روا سے گردیدر
 کیوں محبت سے رہتی ہی جان
 صاف معجزے ہو سکے صحتی
 لئے جانا ہی کہینے جاگور
 پہر نہ تہیجے سے اٹھہ سلیکی عنان
 جان اتیری مزع نام نفس
 پہر نہ کوشش ہی ہو سکے کا صید
 دم کو عالم سے کہ بہت جان
 چہوڑا عالم گذر کیا جدم
 دیتی مہلت ایہاں کدم
 رہ گیا نام نیک بد جو ہتا

دشمنی کی سبب بیازو می زور
 دیکھا سر اسکا اندرون مناک
 جسم تھا قید قید خانہ گور
 بد رو جو دور سے تھا ہلال
 دست پنجہ کے جو تہو طاقت مند
 اسکا دل ایسا جسم پر آیا
 کردہ خوی بد سے تھا نادم
 مرگ پر تکیے کی ہو شان دان
 سنکے یہ ایک عابد ہشید
 ہے عجب تو اگر نہ لائے رحم
 ہوگا ایسا ہی با سے اپنا تن
 دوست کو کیوں نہ رحم چہرے تے
 ایک دن ہوگا حال اسکی سیا
 ایک دن میں نے تل خساکی میں
 گوش میں آئی دروناک آواز

کہینچا اسنے جو ایک تختہ گور
 دو نو چشموں میں بہر ہی تھاک
 طعمہ کرم تھا غذا سے مور
 سر و قد دور جو سے تھا خلال
 گردش دہرے اکھاڑے بند
 اسکی گل پر سر شکت سایا
 ہوا اسکے فرار پر اہم
 زندگی تیری ہی نہ بے پایاں
 بولا امی کل کے خالق دادار
 جس پر ایسے عدو کو آئے رحم
 جلے گا دیکھ کر دل دشمن
 دیکھے جب جسم رحم چہرے تے
 گویا آنکھیں کبھی نہ تھی پیدا
 تیشہ مارا جو اکیب جی میں
 ہوش میں لائی دروناک آواز

دیکھ کر کہولا چشم دل سے بند
 مائل خشت زری کیوں دل سے
 ہے طمع کا دہن نہ اتنا باز
 اے فرومایہ ہاتھ خشت سے دہو
 فکرت سود و مال سے غافل
 اس زمین پر چلے گی اتنی ہوا
 اہٹتا ہی جس جگہ غبار ہوا
 جب ہوس کی سموم چلتی ہے
 چشم سے دہو یہ سر نہ غفلت

بوللا ای شخص کو تہین کے پسند
 بنے گی خشت گہہ تری گل سے
 کہ پیری اسکو ایک لقمہ آرز
 بند دریا کہی نہ خشت سے ہو
 کہ ہوا مایہ عمر کا زائل
 ذرہ ذرہ ترا پیر سے گا اوڑا
 بند ہوتی ہی چشم عقل سدا
 عمر کی کہی صاف چلتی ہے
 بنے گا سرمہ خود تہ ترتب

حکایت دو شخصوں کی عداوت کی

در میان دو کو تہی عداوت جنگ
 دیکھنے سے ہی اس قدر زرم تھا
 لشکر مرگ ایک پر آیا
 سکے دشمن کا دل ہوا خور
 کہا گہر اسکا اب دراندودہ

کبر سے یکدگر تہ مثل پلنگ
 ارض کیا یہ پہر ہی کم تھا
 وقت عیش و ظرب بایا
 قبر نر آیا بغد روز چند
 جسکا گہر تھا کہی زرا ندودہ

اور میں خاک و خشت سا ہو کر
کہاؤنگا آتے جاتے کی شکر

حکایت

ایک تہا حق پرست زاہد خو
سر ہوش اُسکا ہو گیا خیرہ
سو چاشت بہر کہ میرا بیہ مال
تاقہ عجز میرا ہرے خواست
کرون تیار خانہ سنگین
سقف میں لے جاؤ خوب نام
دوستوں کے لئے ہی حجرہ ایک
کتبک قحہ دوزی کی یہ بلا
اب میں اور ویسے کہانا پکوان
مازا اس بستر نڈے مجھے
نر پاپہ نجات وراز کا ساز
کیا صحرا کو ہو کر عشوہ سی
ایک تہا گور پر پنا تا گل

بلنگی ایک خشت زر سکو
دل جو روشن تھا ہو گیا تیرہ
جیون جب تک کہ نہ پازوال
نہ دو تا ہو کیسے آگے نہ راست
فرش سین خام کارنگین
عود خالص کی چوب پانچام
در سر ابتا نہیں ہو جکا نیک
گرھی ویدان سے شعر جلا
پرورش جسم و جان کی فرمان
بستر عجب قری سے بد لون سے
خواب خور کی سوانہ ذکر و نماز
نہ قرار اسکو تھا کہین نشست
تا کہ اس گل نہ خشت ہو جا

باندہ اس جانور کا پانا اسدم
 تو بہت بیہوا ووسر کے کی جا
 تو اگر چہ ہے پہلوان زمین
 شہر حرائی توڑتا ہی کھند
 زہد و طاقت ہی تھک ہو تھک
 اس پرانے مکان میں کل نہ لگا
 کل گیا اور کل نہ آئے گا

نہ کہ جاؤ وہ ہاتھ سے چند م
 شہرے گا ووسر ہی تیری جا
 ہنیں لیجانے گا سوز کفن
 ریگ میں ہنستا ہی تو ہوتا ہی بند
 کہ ہنستا ہی نہ ریگ میں جب تک
 کہ ہی گنبد پہ گردگان کو نہ جا
 ایک دم جو ہے سو ہی پائے گا

حکایت کے

مری حم کی نازنین ن جان جو
 آیا و خنہ میں بعد از ان اک روز
 دیکھا اسکا گلہا جو کفن
 کرمون میں نے یہ لیا تھا بزور
 کیسی دلکو لگی میں یہ دو
 حیف ہے میرے تازمان دراز
 ماہ اروی بہت تیرودے

دیا ابرہیمین کفن اسکو
 تاکہ روئے وہاں بڑاری سوز
 فکر سے بولا آپکو یہ سخن
 کرمون کے لیے لیا پھر اس سے بگور
 گاتا تھا بار باب مطرب جو
 کیلئے گل ہنسنے لالہ بنار
 دور کرتے رہنے اپنا طے

اب سنبھل کیونکہ ہی کرتی آب
چشم ہی سہین اشک باری کر
ہنیں رہتی سدا بد نہیں روان
چاہئے سنا آج قول خسیر
مغتمہ جان یہ عزیز نفس
وقت کضائع نکر بحیرت حریف

نہ کہ جب سر پر آگیا سیلاب
ہے زبان منہ میں عذری کر
ہنیں بہتی سدا دہن میں زبان
پوچھے گا کل تجھے ڈرا کے نیکر
ہنیں بے مزع ہوتی قدر قفس
کہ ہے فرصت عزیز وقت ہی ^{سلف}

حکایت ۶

مرگ نے کاٹی ایک کی رگ جان
ایک دانے ایسا ف نایا
تیرے مارے یہ مردہ ہمہ تن
کہتا کیوں ہتا ہی بیہ رنج و بلا
ہو لا شاید خیال مرگ خویش
مردہ پر ڈالتا ہی عارف گل
رونہ جو طفل زیر خاک گیا
چاہئے پاک رہ کہ آیا پاک

دوسرے مچپا شور و فغان
اسکار و نا جو کان میں آیا
تا تہہ ہوتے تو چاک کرنا کفن
تجھے دور روز پیشتر ہوں چلا
کہ ہوا میری مرگ سے دل سیر
جلتا ہی آب پر نہ اس پر دل
جیسا پاک آیا و سپا پاک گیا
نگ ہے جانا خاکین ناپاک

پیچھے رکھ کر تو چاہتا ہے ہوا
 خواب مجھ کو ہی راحت جان ہے
 خواب نوشین سے سنکے بانگِ حیل
 سا روانے بجایا اونٹ کا طبل
 ایسے وہ ہوشیار و صبا بخت
 راہ میں سویا جب تلک جاگے
 جواشے پہلے پہنچے وہ آگے
 شب کیسا شب پر ہی ہرا
 عمر سے مینے منقطع کی امید
 حیف ہے ایسی پیاری عمر گئی
 ناصوابی میں جو گئی سو گئی
 تم کا وقت ہی اگر ڈالے
 شہرِ محشر میں تنگ دست بنجا
 جو ہی بنیا تو فکر گوراہی
 لوگ مایہ سے سو دیا پین

کہ صد اجر سے ہی نہ اٹھتا
 پراسی کرتا ہی بیابان لے
 نہیں اٹھتا کٹکی کیسے سبیل
 پہنچا منزل پرانی جو گیا قبل
 جو دہلن ان سے پہلے کتھی ہن خت
 راہرو جا تبت تلک آگے
 سے پیچھے جو پیچھے سے جاگے
 شب ہوئی روزِ آنکہ کہوں فرا
 الی جسم سیاہ میں یہ سفید
 جائیگی یہ ہی جو ہی باقی رہی
 نہیں بائیکا جو ہے باقی ہی
 اور چاہے کہ اسکا سر کہا لے
 نہیں خت میں بیٹھنا ہی ہلا
 کر کہ ہے چشم کو نہ مور لگی
 نہیں پاتے جو نایہ کہاتے ہین

گفتار ضعف پیری سے پہلے قوت جوانی کو غنیمت سمجھو زمین

ہو و گلی پیری میں جوانی خاک
پہنیک گو گو و سب سے میدان
قدر جانی تو اب جوانی نہیں
جشب قدر سے نہ تھا کم روز
تو ہی حل امی جوان ہے سوا
ہاتھ لگتے نہیں میں پوروم
جوڑنے کے سوا علاج نہیں
گر گیا ہے تو ہاتھ پاؤں ہلا
جز تیمم نہیں علاج وہاں
باری لازم ہے ہاتھ بیٹھا جا
بیٹھنے سے کھڑا ہو تو پیارے

ایچوان بندگی میں ہو چالاک
طاقت تن و اور راحت جان
جب جوانی تھی قدر جانی نہیں
نر باوہ زمانہ غم سوز
کیا چلے پروزیر بار حمار
جوڑ سکتے ہیں گر چہ ٹوٹے جام
اب جو غفلت سے گر گیا ہے کہیں
کہا کسے تھا بحر میں جو گرا
گر غفلت سے آب پاک جہاں
ساتھ چالا کو نکلے جو جانہ سکا
چلنے کے تیز پا اگر سارے

حکایت ۵

خواب لے چینی طاقت فقار
بولا اٹھ بار کر شتر کی مہار

ایک شب بر فید میں یکبار
آیا لکارا شتر کا سوار

دیکھو تو میری نبض ایوانا
 قامت خفتہ رہتا ہے ایسا
 بولا دنیا سے ایسا ہاتھ اٹھا
 کہیل میں کہوں گے جو انی سب
 ہو اچالیس کا تو دست و پا
 خوشی اسوقت مجھ سے جا لگی
 چاہئے اب ہوش سر میں کہا
 میرا دل سبزہ سی ہوتا زہ کب
 بن ہوا وہوس میں سیرکنان
 و سر ہو کے غیب سے ظاہر
 تکتا میری گل جوانی گئی
 ایسا زمان جان پرور
 نے پینے سے اشتعال رہا
 بطل سے ہو گیا شاغل
 کے سنے ایک دن استاد

ہنیں اٹھ سکتا ہے زمین سے پا
 یا بگل رفتہ رہتا ہے حیا
 گل سے نکلے گا روز حشر پہ پا
 پیری میں ہوش و رای سوراہ اب
 نہ ہلا آب سر پر پہنچا
 شام میری سپیدی لائے لگی
 کہ ہوس بازی کا زمانہ گیب
 میری گل سے اوگی کا سبزہ اب
 خاک پر گزرا چند کس کے یہاں
 ہوو نیگے میری خاک پر سایہ
 ہو میں مفت زندگانی گئی
 ہو گیا برف سا دمان سر پہ
 نہ خدا کی طرف خیال رہا
 نہ ملاحق سے رہ گیا غافل
 نہ کیا کام عمر کی برباد

بیٹا سر پر خیار پیری جب
 برف باریدہ میں میرے زانغ
 جلوہ طاوس خوش حال کہا تم
 کر چکے ہم تو اچھا غلہ درو
 اب یہ گلشن خوشکلی پر آیا
 اب ہوتی تکیہ گاہ میری عصا
 کو داپہاندی جو انوکھو سزا
 گل و میرا ہو گیا اب زرد
 ہوس طفل بد نہیں ایسی
 شرم عصیان سے چاہتے رونا
 کہا لقمان نے اچھا ہی جو مرے
 موندین و کان کا صبحی جو در
 کرے جب تک جو ان سیاہی نور

چاہ مت عشرت جوانی تپ
 جا کے بلبل سا کیا ہوں سا بیباغ
 باز پر کندہ بال سے کیا آخر
 اب تمہارے لئے ہر سبزہ نو
 کون گلہ بستہ لے جو مہر چایا
 تکیہ کرنا ہی زندگی پہ خطا
 پیر حلقے نہیں بغیر عصا
 مہر چپتا ہے ہو گیا جب زرد
 ہوس پیر خام ہو جیسی
 مثل طفلان شاد و خوشنونا
 ایسے زندہ سے جو گناہ کرے
 سو دوسرا یہ کہوٹے سے بہتر
 پیر جا سیاہی میں تہ گور

حکایت ۳

اسکے روز سوائی موت و شہ

ایک پیر آیا باری پیش طبیب

جکائیت پیر مرد کی جوانی کو زمانہ پر حسرت کہا لے مین

نو جوان چند بیٹے ملے بہم
 لگی شوخی کا شہر میں تہا بعل
 تہا چہاں دیدہ و خیر زمان
 نرہی تہی جوانی کی وہ بہار
 نہ تہا مانند پستہ خندہ و دان
 کچ حسرت میں کیوں ہے تو دلگیر
 آجوانو نین عیش ولسے کڑ
 دیکھہ آس پیر نے بڑا صواب
 بے پیا توجہاں درخت جوان
 زر و ہوت شکستگی ہے عیان
 تہا ختون کو برگ خشک ہر بار
 میر سرخ پر ہی صبح پیری ان
 و مبدوم کا شای اپنی بند
 ہم تو بس ہو چکے ہمارے ناتہ

ایک شب جب تہا وقت باز و عم
 گل تہے خوبی مین گانے زمین لیل
 دور بیٹہا تہا ایک پیر زمان
 لیل موا سکے ہو گئے تہی بہار
 مثل فندق تہی اسکی تہذبان
 اک جوان نے کہا اسے اسے پیر
 ایک دم غم سے تو کنارہ پکڑ
 سزا تہا کر دیا ہے کیا ہی جواب
 جب گلستا مین ہوسیم و زان
 ہے چندہ خود سبز جوان
 جب کہا تہا سبید شک بہار
 نہیں نیسا ہی جکو عیش جوان
 باز جو میری قید میں ہی بند
 آیا ہر ات بہتہ جوان تہا بہتہ

<p>عزت و قدر کا سماط سجا چاہتے یاد عاجزان فرما کہ نہیں اپنے فعل پر واقع</p>	<p>راہ و کہلائیں گے تو پائیں گاجا پر مناسب بن اکیلا کہائے بیج مچھیر ہی رحمت لایق</p>
---	--

نوان باب توبہ میں

حکایت ۱

<p>سوتا ہوا جو یہ سب گئے برباد ساتھ لیچلنے کے نہ کام کئے دنیکے منزل موافق کردار ورنہ شرمندگی اٹھائے گا اوتنا بے زر کا دل پر اگندہ تیرا دل ہو وریش پنجہ غم آہ و زاری سی کرنا شور و فغا ذکر سے بند کہ نہ اپنا دان تو تو جو دن میں سو غمیت کن</p>	<p>اے تری عمر سے گئے ہفتاد حرص و نیامین سب تمام کئے ہوگا محشر میں مینو کا بازار پائے گا جتنا مال لائے گا جتنا بازار ہو وی اگندہ پانچ ہی ہو وین جو چپاس گم رکھتا جو مردہ غریب زبان کہتا اے زندہ رکھتا ہی جو زبان میں نے عقلت میں کہوئے اپنے دن</p>
--	---

خوشی پائی اٹھا کے ایسے بند
 ایک آنسو یہ ہے کہ دست نیا نہ
 یاد آتا ہے وہ بت چینی
 جانا ہوں میں تہہ اٹھاتا ہوں
 اور می تہہ تہہ اٹھاتے ہیں
 خیر و طاعت کا در کھانا نیک
 جیسے وارہتا ہے در روز بار
 ہاتھ میں کسکے ہو کلید قضا
 تو اگر شہیدی اہ جا تا ہے
 نیک آسے جو کی ہے تیری ہر
 مار میں جس نے زیر ڈالا ہے
 ملک تیرا اجاڑتا ہے شب
 جب کہا چاہتا ہے دل آباد
 شیخی مت کر جو سید ہی ہے
 بات اچھی ہے سن بگوش دل

اب ملک یاد رکھتا ہوں و پند
 جب اٹھاتا ہوں شین واقف از
 دور کرتا ہے میری خود بینی
 اپنی طاقت سے ماتہ اٹھاتا ہوں
 غیب سے رشتہ خب بے تے میں
 نیکی کر سکتا ہے نہیں ہر ایک
 کون بے حکم شاہ پاتا ہے بار
 کوئی قادر نہیں خدا کے سوا
 تیرا احسان نہیں خدا کا ہے
 کام کیسے ہویر ہاتھ برشت
 شہد ز موت سے نکالا ہے
 خلق کا دل بگاڑتا ہے شب
 تجھ سے رکھتا ہے خلق کا دل تیار
 غیب سے کوئی تیرا رہے ہے
 راہ پر چل تو پائے گا کامل

کیا کام اسکا پتروں سے تمام
 میں نے دیکھا کہ فتنہ اب جاگا
 جب نیستان میں لگائی آگ
 مار مردم گزرا کا بچہ نہ مار
 جو بگاڑا ہے خانہ ربنور
 تو زبردست کو نہ تیر لگا
 پند سعدی یہی ہی سنایا اگر
 ہند میں آکے لی وطن کی راہ
 ایسی تلخی سی جو اٹھائی ہون
 زیر اقبال بادشاہ جہان
 ایسا اب تک نہیں ہوا ہی کہین
 لایا جو ز فلک سے میں فرما
 میں دعا گو ہوں اسکا مثل غلام
 میری خاطر نہ میری لایق ہے
 شکر نعمت نہ ہو اسکا ادا

کہ نکلتا ہے مردہ نہ کلام
 چھوڑ کر اس زمین کو بہاگا
 وانا ہی تو غضنفر و نسیم بہاگا
 مارتا ہی تو رکبہ بان نہ قرار
 بہاگ ورنہ کر نیگے وی مجبور
 جو لگاتا ہی بہاگ خود کو بچا
 پاسے دیوار کہو و کر نہ تھر
 تاجاز آیا میں میں کی راہ
 میرا شیرین ہوا آج دیان
 یعنی بو بکر سعد شاہ زمان
 اور آئندہ ہونیکا بھی نہیں
 ہوا سایہ میں اسکے اگر شاد
 اچھا ہے یہ کہہ یہاں یہ ملام
 اسکے انعام کو موافق ہے
 بہر خدمت اگر چہ سب پنا

مے مینے پیدت بیدین
 ہوا کچھ دن مقلد کفار
 دیر میں دیکھا آپکو جو امی
 ایک شب موتدا تک کادور
 کی نگہ تخت کے جو زیر و زبر
 ایک مٹرائی آسکر پیچھے ہٹا
 ایک دم میں مجھے ہوا معلوم
 جب ریسمان دبا تا تھا
 دیکھ کر مجکو سخت شایا
 وہ چلا نہیں آسکے ساتھ چلا
 میں نے جانا کہ یہ اگر چے گا
 کیا چاہیگا خلق شیء معدوم
 کار بد خواہ سے جو درتا
 کہے گا تو اسے اگر زند
 گو کہے سرور اطاعت
 جائز مکار کے کہی ہے

بت پر اور بت پرست پر نفرن
 مثل منع سیکھا زندگی گفتا
 ایسا ہوا لاکہ تنگ ہی بیہ زمین
 مثل عقرب ادھر ادھر جا کر
 دیکھا اک پردہ مکمل زر
 ہاتھ میں اسکے ریسمان کا سرا
 پیش داؤد جیسے آسکر
 دست فریاد بت اٹھا تا تھا
 پختہ جو روپے کار پر پاپا
 ڈالا اونڈ ہا سے بچا ہ بلا
 تو ہلاشت بہ خون مرے گا
 تاہور از خلق کو معلوم
 جڑا کہا اسکی جو توانا ہے
 تر کہے گا سچے مگر زند
 لیک سرکائے جو ہو طاقت
 جاتا ہے تو ہر جانے دے جی

سوختہ مین لکی سحر کی نار
 خطہ رنگبار مین گویا
 مغناشستہ روخرد کو خراب
 شہر و بزرگ مین ایک ہی نرنا
 مین تہا غصہ سے تنگ خواب مست
 کیا یکبار انہوں نے ملکہ خروش
 جب ہائے وہ از دہام ہٹا
 اب تو سچگوینہن رہی مشکل
 اسین دیکھا کہ جہل ہے محکم
 کچھہ بھی حق کے سوا نہ بول سکا
 دیکھے جب اسے ضعیف زور آور
 مگر سے اپنی آنکھیں بہر لایا
 رونے سے مجھ پر انکو آیا میل
 آئے خدمت سے پیش میرے ساتھ
 گیا ہمراہ انکے عذر کنان

ہوئی دنیا متام پر انوار
 ہوئے تاتاری یک سیک تو پیا
 جا بجا سے وہاں پر آستاب
 رہی دوزن کو بتکن مین جا
 اسین شمال نے اٹھایا دست
 آگیا بجز گویا برسر جوش
 ہنسکے اس مغ نے یہہ کلام کیا
 ہوا حق ظاہر اور چہا باطل
 اور خیال محال ہے عہد
 اہل باطل سے حق کو کہتے چہا
 اپنا پنجہ نہ توڑتو جا کر
 بولا کہنے سے اپنے سچیا
 کیا عجب سنگ کو پہر اجویل
 پکڑے عورت کے میری ہاتھ
 پیش بت جو ہتا سخت رہے وہاں

ہاوی کہی اگر عبادت ہے

ملنے اچھا ہے وہی ہر

س صنم کی ہی کہہ حقیقت کیا

ہو آتی ہی اسکا ر و خندان

نیک ہے یہ سوال و فعل جمیل

یہاں ہر صبح کون آو سکوا

تو اگر چاہی شب کو رہ آ جا

پس ان میں تمام رات با

روز محشر کی طرح رات بڑھی

ایسے نایاب تھے کہ بہتہ تھے

انکی بغلوں سے آتی ہی بدبو

کیا تھا میں نے کچھ گناہ عظیم

رات بہرین تھا مبتلا بلا

کوس نے بچا یا کوس بحر

زندگی شب نے روز کا خنجر

وہ عبادت نہیں ضلالت ہے

ہو کے اکہہ جو کراہی تک دو

بہلا بندہ ہوں اس طریقت کا

کہا سچا ہی ہی ستودہ بیان

یہ ہے منزل کو وہ کہہ ہوندا

ہاتھ پہلا مانے حضور خدا

صبح کھل جائیگا یہ راز اسکا

مثل شیرن اسیر چاہ بلا

مغونین بے وضو نماز پڑھی

آب تن کو کہی لگانہ تھے

جیسے موار آفتاب میں ہو

دیکھا اس شب کو یہ غذا ای

ایک بدو لپرا ایک پیش خدا

مزع نے دی مضاعف معنی

کیا چٹ پٹ نیام سے باہر

پوچھا آخر ملائمت کے اُسے
 یہ نہیں رہے ہوش ناتوان سپر
 طاقت دست ہی نہ طاقت پا
 دو نو آنکھیں میں اسکی کاہ ربا
 میرے اس کہنی رہی ہوا دشمن
 مع بلا سے بلا سے پیر و دیر
 سید باجوہ الٹی راہ کو جانا
 گرچہ غور کوئی کیسا ہی عاقل
 ہووے مجبور جیسے ہووے عوق
 ہووے جاہل سینہ کارہین
 مع اعظم کامین ہوا مداح
 نقش پہ پت ہی میری بی لہر
 اچھا صورت میں آنا ہی یہ نظر
 میں یہاں ہور دن سے جہان
 تو ہی جائے کہ یہ بیان کا وزیر

کہ نظر آتا ہے عجب سا مجھے
 قید چاہ ضلال کے اندر
 گر پڑی تو نہ چھوڑے اپنی جا
 تنگ چشموں نے کیا امید وفا
 اگل بنکر حبلا یا میرا تن
 دیکھی معنی وہاں نہ جاخیز
 اٹا اس سیدی راہ کو مانا
 آگے بیدانشون کو ہی جاہل
 جز مدارا نسوجہا کوئی طریق
 تب سلامت ہے ہر بارہین
 کا عرہ زندہ ہوتا کہ سیاخ
 اسکی صورت ہی خوشنما دلبر
 لیک معنی سے ہی نہ محبو خیر
 نیک و بد ہی اپنی محبوکیاں
 ہی یہاں کے شہ زمان کا شیر

و کے حکمت سے تجا گوش و زبان
 جو زبان قصہ کرے نہ بیان
 جو نہیں کرتا چند مخبر گوش
 و کے مجاویہ لفظ خوانندہ
 میں یہ دو درپہ چا جو نئے مگر
 تو نہیں نیک فعل کا فاعل
 باغبان باغ شہ سے لیتا ہے

پہر صندوق دل کلید عیان
 کوئی اکہہ ہو سہ دلے کہاں
 کب ہو پختی خبر لب و لبش
 و کے تجاویہ گوش و اسندہ
 دیا کرتے میں شہ کی شہ کو خبر
 اسکا فاعل ہے فاعل کامل
 وہی برشہ کو جا کے دیتا ہے

حکایت ہندوستان کو سفر اوریت پرستون کو ضلالت کی

ایک بت سومات کا دیکھا
 کارگر کے بنایا تھا ایسا
 ہوئے ہر سو سے کاروانی روان
 ہر جگہ سے جو تھے زبان آور
 اس سے چین و چگل کے بار تھام
 متحیر ہوا کہ میں اندھے
 ایک منج جسکو مجھے تھامے کار

جیسا کہ منات تہا زیبا
 نئے بہتر تو کیا نہ اب ویسا
 بہر ویدیت بعین روان
 روئے تھے پیش بے زبان جا کر
 سعدی سے تھے امید وار نام
 جو میں زندہ جمادی کو بندے
 تھانگو گوئی و ہم مکان مزایا

جسم نازک کا انتظام ہو خام
 اتفاق انہیں تھوڑا پاتا ہے
 پروردہ ہی اسکا لطف عیان
 تو بھی شکر اسکا تجھ سے ہو سکے
 جو کومت دیکھہ اسکی رحمت کر
 نہیں کیا گدا کو کبر و غرور
 نہیں پوستانے اس سے خدمت لی

نہ پکائے جو دیکھ مددہ طعام
 عارف ان پر یہ دل لگاتا ہے
 نہیں کہا نیسے سے تمہیں ان
 کار و کشمیر یہ جو چشم رکھے
 رو بہان ہو جو ارض خدمت پر
 ہے گدائی اسکا ذکا و حضور
 مانا ہے تو نے اسکی خدمت کی

گفتار سابقہ حکم ازل اور توفیق خیر میں

تیسرے اس نے عبادت کی
 ایک سے ایک خیر پائی نہیں
 دیکھہ اسکو زبان کو جو بولے
 کہاں رہتی ہے سوارض سما
 تیرے منہ پر یہ در نہ ہوا جواب
 رکھا جو آئین اور آئین سجود
 اور کب سے یہ سجود آتا

پہلے اللہ نے ارادت دی
 حق سے توفیق خیر آئی نہیں
 دیکھہ تومت زبان کو جو بولے
 ہے در معرفت یہ چشم سدا
 سوچتا کب بچے نشیب و فراز
 دست و سر کو دیا عدم و جو
 ورنہ کب دست سے یہ سجود آتا

طعنہ زن غیر سرنہ ویرمین ہو
 نہیں ناراض کرے بندھا
 وہ ہی خود راستہ دکھاتا ہے
 تکیہ رکھتے ہیں غیر راندے

بے سجدی و نصیب میں جو
 مسلمان بجا ہو شکر خدا
 سکا جو یا نہ آپ جاتا ہے
 دیکھو سیر قضا کو امی بندے

حکایت ۱۲

رہی بہانی جو کئی حیات

نہیں مردہ کو واسطہ ہے دوا

سو دیکھا منہ میں جو غسل آئے

ایک کو ٹوکے صندل آسکو لگا

لیکھا کہ نہ کر قضا سی ستیر

تازہ روزانہ شکل ہے تیک

جب افق ہو وی طبع طعام

تو ہوا چاروں کے کرباج

عدل سے خالی تیرا قالب ہو

تف سینه سے پہنچے جان کو ضر

نہیں صحت خالی کوئی نبات

شہد زندہ کو جتا ہے شفا

جان ہی جب ہم سے نکلا جائے

گزر فولا و مغزینہ جو لگا

جو ہے مقدور کہ خطر سی گریز

پیت میں شرب و اکل ہی تیک

تب ہی بگڑی تیرا خانہ نام

خشک و تر گرم و سردہ ہی بیج

ایک پہلی نہیں جو قالب ہو

باوند نفس آگے اگر

دیدا اپنا پیرن اسکو بخش مجھ کو کہ یہ بیہ خطا وہ نہیں ہوں جو تھکا آیا نظر زاید بدرون سے ہی بہتر رند زائد لباس سے حسن	اُسے جا کر دبا لی گردن جو بولا شرم کے ہو گئی بیہ خطا شکر انا کہہ نہیں ہوں بشر بے تکلف بروں نیک سے میرے نزدیک شب و ریزن
---	--

حکایت ۱۲

کہ نہیں کوئی مجھے مسکین تر تو ہی روتا ہی جو چرخ سے کیا کیسی بوجہ کو نہیں ہر گدا	بولا جو پیچھے رہ گیا تنک کر ایک خراب کشتی کے شکر کہا شکر کر جا کہ تو نہیں ہے لدا
---	--

حکایت ۱۳

پارسائی سے ولین غرہ ہرا سرا اٹھایا کہ امی خمستہ یاس مٹی مٹی تھی یاس خوش بین کہ کہیں خود نہ جاؤ قیدین کہ پڑے تو ہی خمستہ کہیں	مست کو اپنا کف فقیہ گیا نالی اسیر و رے جو نظر شکر حق کر اگر ہے نعمت میں قید میں جب کسی کو دیکھ نہ ہنس آخر امکان میں کیا یہ باہنر
--	--

کب سوار فرس کو ہے یہ خبر
سیر دل ہو واپس گہرین اگر

کہ پیادہ ہے کہا تا خون جگر
شکر گریہ کیا ہو خبر

حکایت ۹

ایکے باندہ پر جو سسے ہاتھ
آئی آواز کان میں بارے
دزد مغلوں نے کہا اسکو
جا کر ای تنگ دست شکر خدا
بینوائی سے بس بہت مت و

رات کاٹنی تمام رنج کے ساتھ
کوئی روتا ہے تنگی کے مارے
کتلیک رنج و غم سے روتا ہو
نہیں باندہ عس نے ہاتھ ترا
بینو اتر جو کوئی تجھے ہو

حکایت ۱۰

ایکے تنگے ڈاک دم لیا وام
رو کے خود ہی کہا کہ ای بخت
ایا اوس کچی کو چوٹی سے بوڑ
جا کے شکر خدا ادا کر خام

پہنا اس سے بنا کے کسوٹ خام
خام کے نیچے دھوپ لگتی ہی سخت
چاہ زندان سے ایک لاکھوش
کہ نہیں تیر دست پا پر خام

حکایت ۱۱

ایک باہر پر ایک نے کی گذر

آیا صورت میں وہ یہودی نظر

رجم و لہین جو آیا اسکو کہا
 منتظرہ ذرا بجانب بام
 چلی اس عرصہ میں جو باوصبا
 پتا غلاموئین اک نیری سپر
 یہ ہوا اسکے دیدن مشغول
 کان میں آئی پوتینی قبا
 رنج سرا مگر زیادہ نہ ہتا
 خواب غفلت میں باوشہ سویا
 کر دی اس نیک کی فراموشی
 بے گذرتی وہاں تعشیں و طرب
 روہی جو کل روان کا جان بیک
 ایچداوند کشتی روک ذرا
 اچ جو انان چست جلد کہاں
 تو ہے آرام سے کجا وہ سوار
 کیسے میں شت کوہ سنگ و مال

لے پین میری پوتینی قبا
 بیجا ہون ابھی بدست علم
 اپنے ایوان میں بادشاہ گیا
 تہا طبیعت کو میل کچھہ اپ
 کہ گیا دل اس غریب کہ ہول
 نہیں تن پر نہ تہا نصیب ہلا
 کہ ہوا جورا منتظر رسوا
 صبح دم چوٹن ہوا گویا
 کیا جو آغوش سے ہم آغوشی
 جانے کیا کیسے کشتی ہر شان
 اسکو کیا ہر خیالی رفتہ ریگ
 ڈوبے عاجز کہ سر پر آب ہرا
 کہ میں پیران سست تہا یہاں
 اونٹ کی دست ہمارو انہیں ہا
 پوچھیں ہا ندوئے تہا سنگے حال

گفتار خدایتعالیٰ کی نعمت کے سزاوار ناتوان کے حال پر نظر کرنے میں

<p>و کہہ نہ دیکھے جو روز آفت کا جانے درویش صاحب زب رکیا پای صحبت ہوا وہ شکر گزار چل پاست پاست پاست کرانہ ناتوان پر تو انالائی حرم پوچھ اسے جو ہو پستین تہکا جانے کیا حال تنگان زب و کچھ دنوں تپین جو رہا تپین ناز سے کروٹین بدلتا ہے جانا ہے مریض حالت شب جانے کیا شب کا حال چو کیدار</p>	<p>سکھوہ کیا جاں روز راحت کا تنگ سالی میں حالت سب سویا کچھ دن بہن گزیدہ ما تو جو ہے تیرا مردوانہ پیر زبیر جوان کو اچھرم اہل دریا کو قدر آسے کیا وہ عرب جسکا وجہ ہے قعود حال صحیح اسی ہوا ہریان بہاری تارک شب بھی کیا ہی پوچھ اسے جو ہو مضطرب ہوے بانگ دل سے جو بیدار</p>
---	--

حکایت ۸

<p>ایک بندو تھا چو کیدار چہان دیکھتا تھا تہرا یا مثل سہیل</p>	<p>گیا طفل شب خزانین بان بارش ابرو پرف جاری سیل</p>
---	---

یہ بہ مہر و خورشید بزم بزم
 ناف سے مشک خار سے گل تر
 آدمی کو بتایا اپنے ماہر
 وہ ہی جو ایسا نازنین پرور
 و مہدم تو کرا سکا شکر جان
 اے خدا دل پہ ہون چشم بزم
 یہ نہ دو دام و طیر و مور و سمک
 اب تلک کر کے میں شکر نیک
 سعدیاجا کے دست و قدر ہو

تیری سقف مرا کی ہیں قندیل
 چوب بگ بخشا کان سوز
 چھوٹے محرم کو کیسے غیر کے تہ
 کیوں نہ ہو ایسا نازنین پرور
 کہ نہیں ہے وہ صرف کار زبان
 تیری شمشیر میرے شکر سوس
 بلکہ اوج فلک پر فوج ملک
 تہوڑا سا یعنی لاکھین سوا یک
 چل نہ وہ راہ ہو و بے سر جو

حکایت ۶

ملک لڑکے کے کان ایک نسخہ
 شکر تیشہ دیا کہ لکڑی لا
 پر شکر و ثنا ملی ہے زبان
 چند قرآن سننے کو ہے کان
 چشم میں بہر دید صانع خدا

کہا ایسا کو بد بخت
 نہیں جگہ کہا کہ مسجیڑا
 نہ تختیت کرے کیسی بیان
 کذب بہتان سننے کو مت جان
 عیب نبی سے تو کہہ انکو جدا

چکاوانا کا شرف سہی تب
اسکی گردن جو گل اٹھاتا نہیں
دیا تخم ایک بندہ کو۔ لا کر
دو سے اسکے شہ کو چھینک آئی
عذر خواہی کو دور طے خواہ مشمنہ
شکر منعم سے تو ہو سہریج

جانا تھا یہ کلام تھا لب پر
آج مجھے یہ سہرا تا نہیں
کہا کہ عود سوز پر جا کر
جیسی گردن تھی پشت پرانی
نہیں پایا تلاش کی ہر چند
تاہو وہی تو روزِ شہریج

حکایت ۵

تیرے آرام کو نہیں اور روز
مثل فراش چرخ فرش بہار
باد و باران ہوا برف و میخ
ہین تیری کار دار فرمان بر
جو ہیو بیاسانہ سختی سے کہہرا
خاک سے ہین ہر رنگ و لوبی تمام
شہد کی اہل نخل من کی ہوا
متحیر ہین باعجان و ایم

ماہ تابان و مہر و ہر آن روز
تیری خاطر بچاتا ہے کہہ کار
رعد عرآن ہر برق خشان شیخ
تخم پرور ہین خاک کے اندر
ابر حاضر ہے آبدار ترا
بجیت چشم و مغز و کام مدام
ہے چہوارہ کو نخل اسکی لونا
کہ نخل ایسا کر سکے قائم

ہے بصر سر میں فکر و راسے و تمیز
 سنہد کے بل میں پڑے بہائم خوار
 سر جھکایا و نہون نے بہر خوراک
 نہیں لازم کہ سو کے تو سر
 پر مناسب ایسی صورت پر
 سید ہی رہ چاہئے نہ سید یا قد
 مت ہوا سکے کہی خلاف وان
 مار سکتا نہیں عدو پیر سنگ
 جو ہمت شناس و انشور

دلکے اعضا میں دل سر و غزیر
 دو نو پا پر ہے تو الف سا سوار
 پیش سر لایا نو غدا کے پاک
 غیر طاعت کہی جھکائے سر
 ہول مت حاصل اچھی سیرت کر
 ہمسے کا فر میں صورتہ کیا بد
 دے جسے یہ چشم و گوش و زبان
 یار کے ساتھ کس لئے جو جنگ
 رکھتے ہیں میں شکر نعمت پر

حکایت ۴

ایک شہ کو جو گھوڑے نے پٹکا
 مثل سیل اسکی رہ گئی گردن
 ہتی حکیموں کو سخت حیرانی
 جسے سر پہیر اتن ہوا سیدنا
 دوسری بار آیا وہ برشاہ

اسکی گردن میں آگیا جھٹکا
 نہیں پہرتی ہتی تانہ پہرتان
 بجز ایک فیلسوف یونانی
 وہ گیا آگیا سر اپنی جا
 کی نہ اسکی طرف پہرے سنے گاہ

ہمدین تکوٹی نہ طاقت جال
 تو وہ ہی ہو گس سے تھا لاچار
 پہر ہی جائیگا ویسا ہی تیر گور
 پہر جلیگا نہ چشم کا پہر پرغ
 جیسا اندھا کہ چلنا جب راہ
 شکر کرتا اگر ہے باویدہ
 فہم و دانش خدا سکھاتا ہے
 گرنہ حق بنوش دل حاصل

بل گس انی کی ہی تھی مجال
 کیا ہوا اب جو ہی قوی سالار
 کہ پٹا سکھنے کا نہیں کوئی مور
 کہا نیگی کرم گور پہر دماغ
 نہیں سچا پتا ہوا راہ سے چاہ
 ورنہ تو ہی ہے چشم پوشیدہ
 نہ معلوم سے کوئی پاتا ہے
 حق لگے تیری گوش میں باطل

گفتار ۳

اسکی قدرت تسبیح توحی میں
 تیری خاطر یہ لطف ہے کیا کم
 کیونکہ ہے چلنا پھرنا ناممکن
 اس سے سجدہ نہیں کچھ کہ سخت
 دو سو مہر ملا کے یکد گیر
 یہ بدن زمین گین مل جہاں

جوڑ کتنے رہے ہیں انگلی میں
 جوڑی میں اتنی بڑیاں باہم
 کعب انو دبا کے گردش میں
 کہ نہیں مہر صلب میں سخت
 کیا پروا خستہ تراپیکر
 تین ہوا اور ساٹھہ جو مروان

تہا دہان بند لاف سے بشکم
 منتقل کی جو روزی نانی کے تہا
 جسکو پورس میں گرانی ہے
 اس طرح ما کے پیٹ میں ہے پلا
 ما کی پستان جو آج میں دیکھا
 بر ماور کیا بہشت عیان
 قد ماور درخت جان پرور
 رگ پستان میں کل درون دل
 ما رہا ہر پیش سے دندان
 جب قحی ہو سطر ہو دندان
 صبر تہ شیر کی ہلائے یاد
 تو ابھی تو بہین ہی طفلک راہ

روزی پنچائی نانی سے بشکم
 ما کی پستان سے پر لگی اسی ہاتھ
 اسکی وار و وطن کا پانی ہے
 کہا نا انوب معدہ کے ہے ملا
 دو نوہین آب پرورش کی راہ
 دو نو پستان میں جو شیروان
 نازنین طفل میوہ ہے دربر
 دیکھہ تو شیر ہے یہ خون دل
 مہر ماور ہی خون میں پنہان
 تہ بہرے واپ صبر سے پستان
 کہی پستان کو پیر لائے یاد
 صبر سے دور ہونے تیرے گناہ

حکایت ۲

ہوا سرتاب سے ایک جوان
 رکھا لاچار اسکے آگے مہد
 نہ تھا تو خورد و عاجز و گریان

دل ہوا ما کا مثل نارتیان
 کہا اسی نے مروت و بد عہد
 نہ تھی میں خواب سے حیران

حکایت

اگر سکین کسیو شکر خالق مین
 اس سے ہر موی میری تن کو عطا
 حمد پروردگار بخشندہ
 کر سکے کون اسکا وصف عیا
 پیدا کرتا ہے خاک نیر انسان
 دیکھو اول سے لیکے تا آخر
 پاک ہو گیا ہی پیدا پاک
 آئینہ صاف کرتا رہ ہر دم
 ابتدا میں نہ تھا تو آبِ برہمنی
 جہد کوشش سے روزی کہاں کر
 کیوں خدا برین بنیں ہر ای مغرور
 تیری کوشش سے ہو جو احسان
 پاتو مطلب نہ زور سے اصلا
 نہیں ہ سکتا خود بخود قائم

جانتا ہوں نہ شکر لایق مین
 کیسے ہر موی سے ہو و شکر ادا
 کہ کیا ہست نیست گ بندہ
 اسکی شان میں ساری وصف نہا
 دیتا ہی عقل و ہوش قلب و جان
 کیستی شرف کرتا ہی ظاہر
 ننگ سے جانا خاک مین ناپاک
 کہ اترا تا ہر زنگ چڑھ کر کم
 مردی تو نکالی سے زنی
 جہد کوشش کلکہ ہر وس نہ کر
 کہ ہے مغرور سے خدا مستور
 جان حق سے نہ آپسے بجان
 شکر تو فوق دار کا کر چہا
 پاتا ہے عیب سے مرد و ایم

کر کسی پر نہ سختی سجد
 بد خوئی ناپستد خود مت کر
 خواہ حق بین ہو خواہ خوش نما
 کیا ظاہر جو باکی سے زیبا
 بد ہون یا نیک تو نہ بولن یہاں
 میری سیر خوب یا منکر
 تجھ سے نیکی کا چاہتا ہوں تو اب
 مردم نیک کی نگو کاری
 تو بھی جب بکھتا ہو ایک ہر
 کس لئے ایک عیب پر نظر
 جیسے دشمن کو جس کا دل ہو تباہ
 کس طرح نیک و کبر زشت پسند
 دست باری سے خلق کی ہر شے
 نہیں ہر شے ابرو خوب ایدہ

خود کو تاویل سے جو دیکو مدد
 پیچھے کہہ اور سے کہ بدست کر
 تن کو تو دیکھتا ہو دل کو خدا
 تر چہ اسیدانہ چاہے دیکھنا
 اب اٹھاویگا اپنا سو دوریاں
 ہے خداوند میرا دانا تر
 چرم پر دیتا ہو جو اتنے عذاب
 ایک کی دس لکھتا ہو باری
 میرے دس عیب پر خیال نہ کر
 کیوں چہا پاتا میرے اتنے نہر
 شعر سعدی پہ فقرہ ہے نگاہ
 نیک بن چشم دشمنی سے ہی بند
 کل سیاہ و سفید خوب وز
 کہائے مغز اور ہینکے پو

باب آہوان شکر میں

ایک جوان بنا عقل و فزائے
 عابد حق و نیک و نیکو کار
 بہا بلاغت میں نچھتے نچھتے
 ایک سے بولا ہو کہ میں خندان
 بولا مجھے بگڑے کہ جس پرہ
 تو نے جو عیب تھا وہی دیکھا
 کہ یقین مجھے سنکر روز یقین
 جسکو حاصل ہو عقل و دانش و آ
 چاہتے ایک نقص پر نہ جفا
 کانتے اور پھول ستے میں باہم
 طبیعت میں جس کی خبثت ملا
 کیوں صفائی پے دلو لانا میں
 جو سزا بچاڑی ہو وہ وہ راہ
 اور رونکے عیب کو نظر باہر
 دامن آلودہ کو سزا کیا دون

وعظا کہنے میں چہیت اور دانہ
 خطاب سے نکو خطا خسار
 حوش اسجد گر نہ کہتا درست
 نہیں کہتا یہ اگر کہ و زبان
 ایسی بہودہ بات پرست کہہ
 کیا اسکے ہنر و نکالیکہا
 دیکھ گانیک میں ہی کو نہیں
 پاہی عصمت جو اسکا جا جائے
 بڑی کہتے ہیں جو ہو و صفت
 کانتے لیتا ہوں میں کیا کہم
 دیکھ طاؤس کو نپا کے سوا
 اندھا آئینہ کہہ دیکھتا نہیں
 عیب گیری نکر کہ وہ ہو گناہ
 تار ہے اپنے عیب کا ناظر
 دامن آلودہ آپ رہتا ہوں

کر کسی پر نہ سمجھی سجد
 بد خوئی ناپسند خود مت کر
 خواہ حق بین ہو خواہ خویش نما
 کیا ظاہر جو باکی سے زیبا
 بد ہون یا نیک تو نہ بولن بیان
 میری سیر خوب یا منکر
 تجھ سے نیکی کا چاہتا ہوں تو اب
 مردم نیک کی نگو کاری
 تو ہی جب بیکہتا ہو ایک ہر
 کس لئے ایک عیب پر سے نظر
 جیسے دشمن کو جسکا دل ہو تباہ
 کس طرح نیک دیکھو زشت پسند
 دست باری سے خلق کی ہوسرشت
 بنین ہر بیم ابرو خوب ایدو

خود کو تاویل سے جو دیکو مدد
 تجھے کہہ اور سے کہ بد مت کر
 تن کو تو دیکھتا ہی دل کو خراب
 تر چہ اسیدانہ چاہئے دیکھسا
 اب اٹھاویگا اپنا سو دور زبان
 ہے خداوند میرا دانا تر
 چرم پر دیتا ہے جو اتنے عذاب
 ایک کی دس لکھتا ہے باری
 میرے دس عیب پر خیال نہ کر
 کیوں چھپاتا میرے اتنے نہر
 شعر سعدی پہ نقرہ ہے نگاہ
 نیک ہیں چشم دشمنی سے ہی بند
 گل سیاہ و سفید خوب و زشت
 کہا ہے مغز اور پہنکتے پوست

باب اہوان شکر میں

اک جوان تبا عقل و فزانہ
 عابد حق و نیک و نیکو کار
 بہا بلاغت میں نچتہ نچو میں چست
 ایک سے بولا ہو کہ میں خندان
 بولا مجھے بگڑ کے جس پرہ
 تو نے جو عیب تھا وہی دیکھا
 کر تین مجھے سنکر روز تین
 جسکو حاصل ہو عقل و دانش و آرا
 چاہئے ایک نقص پر زحفا
 کانتہ اور ہول سے بہن باہم
 ہو طبیعت میں جسکی خبث ملا
 کیوں صفائی پے دلکو لانا بہن
 جو سزا پائی ڈھونڈو وہ راہ
 اور و نئے عیب کو نظر نہ رہ
 و امن آلودہ کو سزا کیا دون

و عطا کئے میں چست و مروانہ
 خطا سے نگو خطا خراب
 حشر اسجد گزرتہ کہتا درست
 بہن کہتا یہ اگر کے دندان
 ایسی بہو وہ بات پھر مت کہہ
 نہ کیا اسکے ہر نوکالیکہا
 دیکھ گیا نیک میں ہی کو بہن
 پائی عصمت جو اسکا جا جانے
 بڑی کہتے بہن جو ہو و صفتا
 کانتہ لیتا ہی ہول میں کیا کہم
 دیکھے طاؤس کو نہ پا کے سوا
 اندھا آئینہ کہہ دیکھانا بہن
 عیب گیری نگر کہ وہ ہر گناہ
 ناس ہے اپنے عیب کا ناظر
 و امن آلودہ آپ رہتا ہوں

نہین بد خو سے نیک رو کو فہ

نہین بد گو سے زشت و کو پناہ

حکایت ۳۳

چشم اٹھاتا نہ تھا جیسا مذام
چاہئے کہ فی اسکو مالش گوش
وہ ہی بولا کہ مارا بیچارا
کہنگے خیرہ راسے دیوانہ
کہنگے یہ ہے شرم دار نہین
تا ہون دو لو نا ہتہ پیش و پس
سو ہی ہے طرز خلق سولا چا
جانیگا خالی ہتہ چوڑ کر
نئے ہے طرز سر خدا کو صیب
بے شرم ایک اور بے وزن فرزند
عیب کیا کیا لگاتی ہیں ترسنا
چارہ اسکا سوا صبر ہے کیا

مصن میر کا پر تھا جو غلام
ایک لولا سے نہین کچھ ہوش
ایک شب میں اسکو لاکارا
ہوگا عصہ میں خود سے بیگانہ
ہوگا عصہ میں بردبار کہین
کتے میں صاحب کرم کو بس
جو قناعت گزین اور تندر
کہتے میں یہ مر گیا مثل پدر
گوشہ عافیت ہی اسکو نصیب
جب خدا ہی کو جو چہ بے مانند
سنا ہوگا چپا ہے تجھ پر کیا
بیان کوئی نہین کسی سے بچا

حکایت ۳۴

جو ہے گویا تو طبل بریاوہ
 متحمل کو کہتے ہیں نامرد
 رکھتا ہے سر میں شور مردانہ
 طعنہ زن ہیں جو کہتا ہی ہوتا
 لغز و یا کیرہ کہتا ہی جو طعام
 بے تکلف جو رہتا ہی زردار
 کہتے ہیں بان کی تیغ اسپر
 کرے ایوان میں نقش و نگار
 ہو گا مجبور جو طعنہ زنان
 جو کوئی ہوتا ہے نہ دیر نورد
 کیونکہ آغوش میں جو باہر
 کہتے ہیں ہر دیدہ کو بھی برا
 ہوتا اقبال سے اسے خطا پیر
 خفت و خیر ہے اہل نظر
 کہتے ہیں جو کوئی سوزن کرتا

جو ہے خاموش نقش گرامہ
 کہ یہہ و شہت سے بن گیا کیا گد
 یہا کہتے ہیں کہ ہے یہہ دیوانہ
 کہ ہے مال اور ونکے لہی جوڑا
 کہتے ہیں ایکو پیٹ کا ہی علام
 کیونکہ زینت ہی عاقلوں کو عار
 کہ یہہ بد بخت جوڑتا ہے زر
 یا کر یزید تن لباس پہنار
 کہ بنا تا ہے خود کو مثل نان
 نہ سفر کردہ کہتے ہیں اسے مرد
 ہو گیا علم و فرج سے ہوا ہر
 کہ نہیں نصیب اس سے سوا
 کب پیرا زمانہ شہر شہر
 کہتے ہیں سوزن کو خوف و خطر
 کہ پرا گل میں آپ ہی خر سنا

شخص و در کتھی میں سخن پر گوش
 اسکو جو بند اسکو ہے نہ پسند
 کنج تار یک جا میں جو جائے
 ان سے گو تو ہے شیر یار و باہ
 کنج خلوت میں بیٹھتا ہے جو
 اسکو کہتے ہیں مکر ہے اور ریو
 جو ہے آمیزگار اور خوشخو
 کرتے ہیں اہل نر کی بد کوئی
 مرد و ریش جو ہے سختی
 جو کوئی کا مانی سے ہو جدا
 کہ کہاں تک یہ سرشتی و شمس
 جو کوئی تنگ دست و بے مایہ
 دانت کین چبائے میں سپر
 آتا ہے کام جب دست نظر
 جو کوئی ہوتا ہے عمل سے جدا

اہر میں ایک و ایک سروش
 حرف گیری کتب سمجھتا ہے بند
 جام گیتی نام سے کیا پائے
 زور و حیلہ سے پائیگانہ پناہ
 چوڑ کر کسی کی صحبت کو
 لوگوں سے پہاگتا ہے جسے دیو
 جانتے پارسانہ میں اسکو
 ایسا فرعون ہنہن سنا کوئی
 تو کہیں یہ ہر اسکی بد بختی
 معتتم جانین اور فضل خدا
 بعد شادی ضرور ہوتا ہے شمس
 خوش نصیبی سے پاتا ہے پاپہ
 کہ یہ دنیا و دن ہو دون پر
 کہتے ہیں جس میں بندہ زر
 اسکو کہتے ہیں نختہ کار و گدا

معنی مخفی ہیں یہ حرمت ساہ
 نہیں اوقات سعدی میں ہی
 میں یہ ہر کلام نرم افروز
 غم نہیں خصم جو جلیں ہمہ تن

جیسے پردہ میں چہرہ ابر میں ماہ
 رکھتا ہے زریں پردہ لائے جمال
 رکھتے ہیں مثل ناز و سوز
 کہ ہوا اس تار پارسی سی جلیں

گفتار اہل دنیا کے قول پر المقنات نکرے میں

ہے جہاں میں جہاں سے چہونگا کر
 کون جو زبان سے ہی مطلق
 گو ملک سا جو چرخ پر نازان
 لے کے کوشش سے وجہ کل پہنا
 کہتے ہیں یہی زہر خشک میں
 حق پرستی سے منحرف میت ہو
 تو نہو حق پرستی سے روپیج
 چاہئے تجھ سے خوش خدائی پاک
 دشمن خلق حق سے کیا گاہ
 اس سے چہونگا نہیں ہر گاہے پر

وہ ہی جسے جہاں سے موند اور
 خواہ خود میں ہو خواہ بندہ حق
 دیکھی بڈرن کو ہاتھ میں امان
 لے کے بد گمان کا بد کہنا
 اور وہ دام نان بچھاتا ہر نیک
 چہوڑ سکونہ چہوڑیں تاج کو
 خلق کو چہوڑنا نہ سمجھیں اسے
 پہہ اگر خوش نہوں نہیں کہ کیا
 رکھتا ہے خلق سے حق میں آہ
 راہ ہولے قدم اٹھانے پر

ایک نے دیکھا ایک بلیج جمال
 برسے آنکھوں سے اسکے انکالم
 نکلا بقراط او دہر کو ہو کو سوار
 ایک بولا کہ یہ ہے عابد و نیک
 جانب کو ہ جانب صحرا
 ایک لبر ہے اسکی جانی نظر
 کسی سمجھتا ہے ملامت جب
 روتا ہوں تب کہ نہیں معذور
 دل ز اس نقش چھپا ہے
 سنے وہ کار آزمای زمان
 بولا کہتا ہے یہ سخن معقول
 اور نقش اسنے کیا بنا کی نہیں
 کیوں نہیں بچے اسکا ہوش با
 اہل تحقیق دیکھتے ہیں اہل
 یہ یہ میری سرانگیت کتاب

سوزش عشق ہو بدل گیا حال
 جیسے اردو ہی بہشت میں شبنم
 پوچھا کیا پیش آگیا سوکار
 اب تک اسنے نہیں خطا کی ایک
 یہہ گریزان ہو لوگو کو لسنے رہتا
 گڑا ہی اسکی گل میں یا نظر
 رو کی کہتا ہے بس سلامت لب
 نہیں علت سی میرا و نادو
 بلکہ جسنے اسے بنایا ہے
 پیر و پرنیہ پخت را می زمان
 ایک ہے ہر کسی کے کہنا ہوں
 دل جو اسکا چر آپا کی نہیں
 دید قدرت میں خود بالغ کیا
 ایسے جیسے تان چہن چکل
 بہر خسار و لہریہ نقاب

راہ میں ایک سنگ لاخ ملا
 دیکھتا ہے بہت جو جیتا ہے
 تنگ ترکان مگر نہیں ہے سنا
 کہاں جاتا ہے بس جاگے
 پہرا گر جاؤں تنگ ترکان کو
 در زلت خور ہو کے ہو سر بند
 رعیت سے کہہ کہ اس سے تو بڑ کہا ہے
 نازنین بندہ کام لیتا ہے
 کر سکیں کہ کتاب میں مکتوب

ایک دو میل کارزون سے چلا
 پوچھا نام اس حصار کا کیا ہے
 ایک لے اہل کار روئے کہہ
 سنکے یہ بات بولا چلا کے
 فوق نادانی میں ہونا دان کو
 شہوت نفس بچ کا ہو در بند
 کسی بندہ کی پرورش فرما
 آکیش بندہ کام دیتا ہے
 ہر کہیں دیکھ کر ظم غوب

حکایت ہمد

بنتی ہن پاک باز و پاک نظر
 ستر مسماط پر فتایم
 تنگ خولے و فضل باقی ہو بند
 کہ پوچھا نہیں تلونے پاس

ہو کے کچھ لوگ ہنشین سپر
 پوچھ رہے تھے کہ ہوتے ہیں ایم
 تخم خرمایا ہے اس سے بزرگوں بند
 گا و عصار اس سے کہا تھی کہاں

حکایت ہمد

جسکا ہر سچ اور بلیبل ہو
 ہونہ پروانہ کی طرح مایل
 طفل نوخاستہ سوتے بہتر
 پرانگی پیچھے مثل گل منسکر
 نہیں ٹوٹے جو مثل سائبے سنگ
 اس طرف بیکہ غول سے بدتر
 نہ اُسے خاکسار کا ہوس پاس
 پس عمر پر رکھے جو نظر
 کہ کہیں بدنہ نکلتے تیرا پسر

ہول کر نہی چاہ اس گل کو
 اسیہ جو ہووے شمع ہر محفل
 زن آستہ پری سپکر
 مثل غنچہ دم مروت پر
 ہنیں مانند طفل شوخ و شنگ
 آتا ہے اس طرف سے خور نظر
 نہ اُسے پانی ہوسی کا ہوس پاس
 کہ تہی سیم و مغز سے بدتر
 بد کیسے پسیرے کہ نہ نظر

حکایت ۲۹

ایک تاجر نے اک علام لیا
 کہ وہ سہین و خوش تھا قلب فریب
 توڑا اس کا اس سے جو پایا
 کہ کہیں بپہر و نگا کرو فضول
 سر بند ہاؤلفگا چہرہ ریش

ایک نے مجھ سے یہ کلام کیا
 لیگیا ہاٹھب کو جانب شیب
 اس پر یہ کو غصہ جو آیا
 در میان لایا تب خار و رسول
 اس میں اگر ہو اسفر و ریش

جو نہیں ہوتا لڑکے کا مخوار
 لڑکہ سے بخشین بد سے نگاہ
 اس مخنت سا ہونہ کوئی تباہ
 بہا کے اس سے جسکو شرم سے
 جب قلندر کو ساتھ پتھر سپر
 غم نہ کہنا خلف جو مر جائے

اور مخوار ہو کے کرتے ہیں حج ار
 مثل خود ما اسے کرے نہ تباہ
 خط سے پہلے ہو جسکا چہرہ سیاہ
 اب مروان مخنتی سے گراے
 چائے ہاتھ دیوے اس سویدر
 اچھا بچھے پہلے گرجائے

حکایت ۲۷

میرے کوچہ میں شب کو دھو رہی
 اتنی کوچہ سے منظر تو بکی صدا
 اک پر پھر تہا مرا محبوب
 کیون نہیں ہوتا جلسہ میں شامل
 سکر آئے کیا دوائے خرام
 مثل مروان نہیں محاسن جب

مجتمع ہر طرح کی خلقت ہتی
 چرخ پر شور ماری ہو و کیا
 مینے آسکو کہا کہ اعراب خوب
 نور ہو جسے شمع سے حاصل
 ایسا کہتی ہوئی زبانے کلام
 بیٹنام و وہ نہیں ہے مردی کب

حکایت لڑکوں کی صحبت سے احتراز کرنے میں

جا کے کرزن سے اپنا گہرا د

شاید عام کرتا ہے برباد

عمر پر اسکو غم میں ڈالے گا
 یا اسکو بہ زبرد عقل و کمال
 کر لے کہین میں سختی و تعلیم
 بہت ہی کے لئے ستائش و زہ
 اپنے پروردہ کو سکھا کچھ کار
 پہل میں تان جو جو حاصل
 کیسے سیم وزر و کہانی اخیر
 کیا خبر ہے کہ گردش گہبان
 پیشہ پر دسترنج ہی پاتا
 نہیں معلوم سعدی کیونکر
 نہیں کاٹی ہے راہ صحرا کی
 مار کہانی بڑو لئے خورد میں
 جو کوئی شخص اٹھاتا ہر زمان
 جو استاد جو نہیں سہتا
 کہے اچھی طرح ہی اپنا پسر

ناز و نعمت میں تو جو پاک
 پیار کہتا ہی تو نہ پیار پال
 اور و نیک بد سے وعدہ ہم
 زجر و توبیح استاد سے بہ
 مثل قارون اگرچہ پیر زوار
 کیا عجب ہو و ایک ن اہل
 کیسے پیشہ ورنیا کے اخیر
 کہی پر دین میں کر و حیرا
 دست حاجت نہیں پہنچا یا
 پایا ہے ایسا درجہ برتر
 نہیں ناپی ہے راہ دریا کی
 ہاتھ آئے صفا بزرگی میں
 تھوڑی دین جلاتا ہی فرمان
 دست دوران ہی خوش نہیں رہتا
 تا ہو و کر کیا دست نگر

گوزنیں شوخ و تند ہیں ساری
ہو گرفتار زن اگر کوئی
تو بھی کہنیچے ہی جھا کے بار

سنا ہوں بزمین لگتی من پیری
مت کر امی سعدی اسکی گوی
اسے آغوش میں جو لے لیک بار

حکایت ۲۵

چوزن سے تباہنگ ایک ان
باز ظلم اسکا سہتا ہوں ایسے
کہا اسنے بوجہ برپا در
شب کو بتا ہی پاٹ او پر کا
دیکھی جس گل سے بڑھتی سیار
کہا کے جس پیر کا ہمیشہ بر

رو کے اک پیر سے کہا یہ بیان
سنگ یرین آسما جیسے
ہندیشہ مندہ ہوتا ہے صاب
دن کو نیچے کا بنے میں ڈر کیا
ہے روا اسکا تو جو کہاے رخا
اسکا کانٹا اگر سے ہے کیا ڈر

حکایت ۲۶ اولاد کی تربیت کے بیان میں
جب پروں بس و او پر ہو
برہنہ ناک روشن کر
نام اپنا جو جانتا ہے بجا
ہوگا عقل و خرد سے گر خالی

غیر و نین بھینے نرسے اسکو
کہ جلا دیگی ایک دم میں گہر
اپنے لڑکے کو عقل و رای سکھا
تیرے نیچے ہے تیرا گہر خالی

نہ ستنے زن جو مرد کا کہنا
 وہ جو کہتی ہے جہل و کذب و غنا
 کیلکہ پہر جو کے ہی اگر خاین
 اسپر احسان خدا کا ہی کامل
 جب نہ وزن کو عار مرد و عین
 زن اگر کسیہ پر چلائے ماتہ
 پیش بیگانہ چشم زن ہو کور
 نہ ہی زن اگر تہکانے پر
 پہاگ اُس سے ہنگ سے مت ڈر
 رہی زن غیر مرد سے پہان
 سے زن خوب و خوشخویار
 دو گرفتار تہ بدست زن
 ایک بولا کہ بد نہو کہین زن
 زن نو ہر ہار میں اسے یار
 چل تہی پا جو کفش ہو و تنگ

مرد کو کہنا چاہئے پہنا
 زن نہیں سے واسطے ہی بلا
 بچھے انبار کہیتو نکا کے دن
 جس سے رہتا ہر صفا انکا دل
 لاف مردی نہ مار مرد و عین
 چاہئے مرد کو اڑائی ماتہ
 گہر سے نکلے تو اسکی جا ہو کور
 عقل سنستی ہی صبر لانے پر
 ایسے جینے سے مرنا ہے بہتر
 نہ ہے تہ سے مرد و زن کیسیان
 زشت بد خو سے مانگے زہنار
 کہا دو کون کیا ہی سخن
 دو کسے بولا خود نہو کہین زن
 کر کہ تقویم کہنہ ہے بیکار
 رہ سفر میں جو کہین ہو و تنگ

جسکا آباد نیک ن سہی گہر
 ہے ستور جوزن خوشرو
 بیان کو خوشی ہی لایا ہے
 خوش بیان اور پارسا ہی اگر
 خوبصورت ہی پارسائی خوب
 دست شوہر سے وہ سکر کہ کہا
 نہ کہ حلوہ کو کہا وہ ایسے
 چہر خوشروئی زشت طہنیت کو
 ہے زن نیک خواہ راحت جان
 ہم نفس زاغ کے جو طوطی ہو
 چوڑ کر چونسفر میں آوارہ
 قید خانہ میں قاضی کے بہتر
 عید سے کم نہیں سفر کو
 در شادی کر اس سار کا بند
 جائے باہر تو کر سارے زن

اسپر انہد کو رحم کی ہے نظر
 دید اسکے ہے بہشت میں شو
 جسکو آرام و جان موافق ہے
 کر نکوئی و شستی پر نہ نظر
 پارسائی جیسا سار و عیوب
 کہا ہے خوش ہوگی جیسے حلوہ کہا
 تشریح ہو کے سکر کہ جو جیسے
 ڈھونڈ بدرو کی نیک سیر کو
 زن بند سے پناہ ویزوان
 مخلصی معنی ہم ہو طوطی کو
 ورنہ رہ گہر میں بنکے سچا رہ
 دیکھ گہر میں گرہ جو برو پر
 جنگی گہر والی ہوتی ہی بد خو
 جس سے آواز زن کی کی بند
 ورنہ خود عیب گہر بجائے زن

اچھا ہے آدمی بصدق و نیاز
 مستقیم جائیگی عوام و عسا
 خوش ہو شاہ سنیکی بیہ جو کہا
 رکھتا تھا جس قدر وہ قدر مکان
 دیکھا نماز سانسہ سر گشتہ
 اپنی نادانی سے وہ تیرہ را
 وہ تو پھر خوش کریں گے اپنا دل
 کر کے دو تن میں اتنی افزوی
 ذوق خلوت ہے سعدی ہی عیان
 کہہ جو کچھ جانتا ہو فائدہ مند
 آپ کل کہا گیا کشمیری

تیرا سر سنبھرا میں عمر و راز
 کہ ہے جوشن وہ پیش تیرا
 گل و اسکا ناز کی سے کہلا
 کیا افزونی پر وہ قدر مکان
 اس سے بڑھ کر نہ بخت گزشتہ
 مفت دو دو ستونہیں بختیں
 پر رہی گا وہ کور بخت نجل
 بیوقوفی ہے خوشن سوزی
 دو نو عالم سے ہو کشیدہ زبان
 گرچہ آئے نہیں کیوں پسند
 بات اچھی تھی کیوں نہیں مانی

حکایت ۲۲

فوق شوہر کو دوی سلطان
 پار دوسا زہو اگر دربر
 شب کو چرخ گسار اگر دربر

زبان کی جمیل فرمان بر
 فوٹ پنجگانہ کہہ در پر
 غم نہ کہا کہتا ہے جو غم دن بہر

حکایت ۲۳

فریدیوں کا دور بین دستور
 پیلے کرتا تھا حکم حق کا خیال
 عامل سفلیہ دیو خلق کو رنج
 جانب حق اگر نگاہ نہیں
 ایک نے جا کے پیش شاہ زبان
 سن کہ ہی نے عرض یہ نید مرا
 کوئی لشکر میں ہے خاص عام
 شرط یہ ہے کہ باوشہ مر جب
 چاہیگا جلد تیرا مرا بس
 سوئی دور تاج و تخت پناہ
 کہ نظر آئے دوست کی صورت
 وہ زمین بوس پیش تخت ہوا
 چاہتا ہو نہیں ایسا سوزی چاہ
 وعدہ سیم وزر تیری وفات

چاہئے جیسا عقل میں مشہور
 پیرا تھا با تھا باوشہ کا مثال
 کہ ہی وزیر ملک و کثرت گنج
 دست شہ سے ہی پناہ نہیں
 کہا حال عیشین کام جان
 خفیہ دشمن ہے یہ وزیر ترا
 سیم وزر ہے پایا اس سے دام
 کرن ایسے سیم وزر آتے
 نامے اسکا سیم وزر واپس
 باری کی شاہ کی غضب نگاہ
 کیوں بنا دین خصم کی موت
 کہ جیسے پوچھا ہے کہنا رو
 ساری خلقت ہو تیری نیکو
 چاہئے سب ہی زیادہ

و شبت سے ایک خیزنے آکر
ایک نقال کو سے کہا نا لیا
جون ہی اسنی چورائی آو جی ننگ
ایجد اشب و ون کو اگین ال

ویکھا بوشہر سیستان جا کر
اور جو کچھ ضرور جانا لیا
وون ہی اس سنگدل نے مار پی
سیستانی میں زمین و مال

حکایت ۲۲

ایک نے پوچھا ایک صوفی سے
بولاً خاموش رہ مجھے نہ سنا
وہ جو پہنچاتے ہیں عہد و کا پیام
کوئی لاتا نہیں پیام عدو
سخت ایسا نہ کہہ سکے دشمن
تو تر ہے کہ ہے عدو کہتا
ساعی تازہ کرے ستیر قدیم
ہے حذر ایسے ہنشین سے نکو
پانزنجیر چاہ کے اندر
درمیان دو کے جنگ ہر آتش

سنا سنے جو کچھ کہتا ہے
قول دشمن نہیں سنا ہی پہلا
میں زیادہ عدو عدو کا نام
لیک وہ جو ہی بار کام عدو
سنکے جو تہتر تہتر میزبان
ہیچے سو تو ہے رو برو کہتا
کرے برہم مزاج مرد سلیم
جو جگاتا ہے سوتے فتنہ کو
فتنہ بیدار سانسے بہتر
چغل بھصیب ہریم کش

سمجھتے ہیں سارے دانشور
 تب فقیوں سے کوئی سوچا
 اس کا بطور باطل کہا
 نچر کو بد بتاتے جو کوئی
 کہے گا پیچھے وہ تجھو ایسا
 میرے نزدیک وہ عاقل و ہر

اچھی ہوتی ہے طاعت ماوا
 تب فقیوں کو یہ نہیں واجب
 نام اسکا بدی سے لب پر لائیں
 اس سے مت چاہ کہ نکو گوئی
 کہا آگے ترے لئے جیسا
 جو ہر مشغول خوش و غافل شہر

حکایت ۲۰

کہتے ہیں میں کی اغیبت
 ایک آئین شہ سلامت خواہ
 ہے سچا اسکی جو سائین خبر
 دوش را بجیا کہ انبا عیب
 اسکی غیبت میں کہہ میں گناہ
 تیرے اوہ جو تو لٹا ہے کم
 جو بدی اسکی جانے تو نہ چہا

پر نہیں جو تیرے کے بجا غیبت
 جو نہیں لوگوں کا سلامت خواہ
 تاکہ لوگوں کو اس سے ہو وحذر
 آپ کہتا ہے تو تہی کہہ کیا عیب
 خود پڑا چاہتا ہے دیکھہ کے چاہ
 اور سچ منہہ سے بولتا ہے کم
 نہ چہا نے میں فائدہ ہر سوا

حکایت ۲۱

لے نہ نیکو صفات و نیکی تمام
 مت سمجھہ لینگے نیکی سہیڑ نام
 کہ مرے آگے بند ہونہ وہاں
 ہے خداوند غیب ان حاضر
 کہ نہیں اس سے مجھ سے کہا تا شرم

تیری آگے جو لین کسی کا نام
 لوگوں کو کہے گا تو جو دامن
 میرے پیچھے کر ایسا میرا بیان
 ہے اگر شرم دیدہ ناظر
 کیونکہ نہیں آپ سے تو پاتا ہر شرم

حکایت غیبت کی برائی میں

ایک گوشہ میں بیٹھ کر ملکہ ہم
 ایک نے ذکر کا کیا دربار
 کہ کہی کی جو توشیر فرنگ
 گہر سے باہر نہیں کہا ہے پا
 چھسا برکتہ نجات دیکھا ہے کم
 اور مسلمان میں زیر تیغ زبان

چند عار جو ہر دست قدم
 کیا غیبت کا ایک نے آغاز
 ایک نے پوچھا اے پریشان نگ
 کہا سنی کہ آج تک کسی جا
 سنکے بولا وہ مرد صادق دم
 کیونکہ جو تجھ سے کافر و نکو امان

حکایت ۱۹

اب تلک چاہتے ہیں دانت کلب
 نکہوں کہہ سوا غیبت نام

مست مزخ کی بات سنکے عجب
 جو کہی میں کہوں بد مرد دم

ترش حال یہ تھپاڑا
ریشوریدہ کی نہ کر غیبت

کہا خدا نظر سے اس نے کہا
نہیں طہیت سے خوشتر غیبت

حکایت ۷۱

ہوئی روزہ کی میز و لکھو چاہ
لگا سکا ہلانے مجاوعا بد ایک
پہلے نسیم اللہ کہہ کہ سو سنت
دہو کے منہ میں بارہی وہو
وانت شبابہ سے کر اگلے پاک
تین مشقت آب اپنی منہ پڑا
وہو تو ہاتھ اپنی کہنوں تک ہو
بعد ازاں منہ سے فرق و غسل پا
کوئی اسبات میں نہن نہا
شکے یہ بات وہ خدا قدیم
نہیں مسواک روزہ میں روا
ہلے ناگفتی سے وہو یہ با

جب تھا است چپ سے پہلی گاہ
ہاتھ منہ دہو کا طر لقیہ نیک
ہاتھ دہو چھپے پہلے کر نیت
کہا نبصر سے پر تو تھنے کو
نہیں جا رہے دن پر ہوا مسوا
تا ذوق اگر تو میں خیاں سی بال
ذکر و بیج پڑہ جواز بر ہو
ہے یہی قسم کہ بنا م خدا
دیکھہ یہ سپر وہ ہوا پڑا
ہوا برجم کہ اے غضبیت رحیم
مردم مردہ کہا نا کہ ہے بجا
ہے خیر ناخوردنی سے وہو یہ

سنتی ہی یہی وہ پیشواے ادب
حاسدی یا رکھے نامرغوب
وہ جو اُس ہر جا و فرخ میں

بولاسدی سے ہے یہ بات عجیب
پہر سمجھتا ہی کیسی علمیت خوب
جا تو اس ہر جا و فرخ میں

حکایت ۱۵

حق حجاج میں کسی نے کہا
نہیں تیرا ہی آہ خلقت سے
اس جہان دیدہ پیر نے اسکو
ڈنگے اسکو سزا جو رجوا
تو نہ رکھے اسکے حال و حال کام
اسکی بیداری نہ نہیں پر نعم
اسکو و فرخ میں لکھے میں گناہ
اور عیب سے جاتے ہیں ہمراہ

کہ ہے خون ریز تیغ جو رجوا
ای خدا اُس سے او خلقت کے
دیا پیرانہ وار پسند نکو
اور اور و نکو دشمنی کی سزا
خود سزا دلی گردش ایام
تیری عیب سے ہی نہیں م
کہتا ہی عمر بہر جو نامہ سیاہ
تا کہ و فرخ میں اسکی ہون عکاس

حکایت ۱۶

کہتے ہیں ایک پاساے کہی
دوسرا پاساے خلوت و سوت

ایک لڑکی سے ہے میں کی کشمی
اسکا عیب سے پہاڑ لگے پوسٹ

دوسرے عیب چینی سے باز آ

سے خوش بینی سے باز آ

حکایت ۱۲

بولادانندہ پلند مکان
بدگمان اپنا مت بنا مجکو
نتری قدر و شان پہرنگی گمن

کہولا غیبت کا ایک نچوڑ ہا
بدبی اور ونکی مت بنا مجکو
تکنت آسکی کہ گہنگی گمن

حکایت ۱۳

نیک تر ہو تو ہما میں طبیعت
تیری یہ بات منکے ہون لین
مرتبہ دیتا ہے جو غیبت پر
پیٹ پرتے ہیں باعث ہمت
بے سبب کرتا ہے یہ دیوان

ایک بولا کہ درزی سے غیبت
میں آسکو کہا کہ اسنادان
دیکھا نارستی میں کیا بہتر
ہاں کہا چور کر لے ہیں حیات
کیا ہے غیبت سے نچوڑ خواہاں

حکایت ۱۴

کہتا تھا وعظ و سبب سے
کہتا ہے بغض حاسد ان عیان
جلتا ہے اور سکا اندرون

تہا نظامیہ میں مرا اور ار
کہا استاد کو کہ مجھے فلان
کہتا ہوں منی رست حدیث

ہو اتیار دوشس پر لایا
 ایک کہتا تھا دیکھو یہ درویش
 دیکھو ان صوفیوں کو بیکر شراب
 کرتے تھے بیکر اشارہ ہوت
 جو دشمن سے تیغ گردن پر
 سہلے تکلیف و رنج و غم دن بہر
 رات پر فکر سے ہنسن سویا
 کوچہ میں مت کیسی لے عزت

شہر یوں کو خوش بر لایا
 رکھتا ہی کسیا زہد و طاو کیش
 کرتے ہیں لوق صوفیانہ خرا
 کہ یہ آدہا ہی وہ ہی پور است
 شہت خاص و عام بہتر
 اسکو پہنچا پاس جگتیا گہر
 ہوا داؤد صبح دم کو یا
 تانہو شہر میں تو بے عزت

حکایت کسی کا عیب دیکھنے میں

ای جوان مرد با تمیز و سرد
 کیونکہ کرتا ہے بد کو اپنا عدو
 جو کیکو کوئی بتاتا ہے بد
 فعل کو اسکے ہی ضرور بیان
 اور و نکو تو بتاتا ہی جب بد
 پیر و مرشد مری شہاب الدین

کہہ کسی نیک بد کو حقین بد
 نیک ہے تو نہ نیک کرتا ہے تو
 مت سمجھ اپکو جتا ہے بد
 فعل اسکا ہی بد ضرور بیان
 میں سچی کو سمجھتا ہوں بد
 کر گئے دو نصیحتین تلقین

پوچھا میں کون ہوں کہا زنیہا
 پہ پہر ونگانہ گردنا واجب
 پہر پشیمانی جس سے ظاہر ہو
 بہو لاجوبات ہی فضیحت کی
 بول سدی ساورنہرہ خاموش

بعد چند جو پہر ہوئے وہ چار
 تیرے ہاتھوں سے من ہوا تا سب
 کام ایسا کیسی نہ صادر ہو
 منہ اس بات سے نصیحت لی
 ہے اگر تجھ میں فہم و دانش ہو

حکایت ستر نوپوشی کی بزرگی میں

بولادیکھا وہ صوفی مست پڑا
 اور کتے بہت سے پر امن
 ہوا ابرو کشیدہ اوس سے تب
 چاہئے آج ہو رفیق شفیق
 پاس کہہ خرقہ و شریعت کا
 ہاتھ میں اختیار رکھتے نہیں
 فکر میں ڈوبا جیسے گل میں خر
 نہ ہی صحبت کہ لائو کاندھی پر
 نہ تھا بہتر نہ مانا فرمان

پیش واد ایک ہو گے کہڑا
 قے سے ترسیم و سر کا پیر امن
 سنی یہ بات سنی اسی نے جب
 بولا اُس سے کہ اسی شفیق رفیق
 جا اسی ایسی جا ہی بند سے لا
 پشت پر لا اسی کہ مست کہین
 مستمع بگڑا یہ سخن سنکر
 نہ ہی طاقت کہ پیر حکم سے سر
 متفکر نہوا نہ تھا دربان

ایسا برین سے دبا یا ہتا
 امر معروف سے ہوا پیر ہم
 پیش و پس سے اٹھائی چوب تک
 اتنی گالی زبان پر لایا
 باغ نکلا سیہ حجاب پٹھا
 دیو لاجول پڑھنے سے بہا گا
 کام فری فریب سجادہ
 ایک ت سے اٹھ پہ تھی مائل
 اب یہ قلم مینے پختہ کیا
 رو کی کہتی تھی ہاور کے قسمت
 ایسا کوئی نہیں باہی جوان
 شرم آتی نہیں ہے پیر ہوا
 ایسے دامن کو کپڑے جوتی ہتی
 سیرا جامہ سے نکل بہا گا
 چوڑ کر بہا گا اپنا جامہ تن

گو یاد ن ات میں سما یا ہتا
 نار بی شرمی سے نہ پھر کا کم
 کہا ای شوخ بے حیا تنگ
 فرق دنرات کا نظر آیا
 بیضہ چمکا سیہ عراب پٹھا
 روکا اوس ناہ نے مرا اگا
 دین سے دنیا خری پر آمادہ
 جان کو اشفنگی سی تھی حاصل
 تو نے منہ سے بے نکال لیا
 اٹھ گئی ساری حمت و شفقت
 واو اس سے پیر جو کو بہان
 غیر محرم کا دستگیر ہوا
 میری گردن او پختی تھی
 دلکو جو خوف پیر و برنا ہتا
 وہ تھا بہتر نہ میں بستن

حکایت ۷

توڑا مٹرب کے چنگ اور دف کو
 کہینچا اور مارا مثل دف برو
 صبحی دم پیر لوں ہوا گویا
 رہ سزاں از چنگ کی مانند

میرم سرکان میں ایک نے جو
 ترکوں نے چنگ سا پٹر کر مو
 رات پہ درو سے نہیں سویا
 مثل دف جو نہ ریش و مو پسند

میشل ۸

جہاں جاتی تھی کفش اور تھی سنگ
 دو لہڑیوں قساق چور ہوا
 چاہتا ہی نہ نیک و زشت کسان
 بولنی کو دین ہر دل بے ہوش
 نیکے یہی کو تودہ ہی دراز

پڑی و دو کس میان بوش چنگ
 ایک نے دیکھا فتنہ دور ہوا
 خوشین و ارسا ہی کو می کہاں
 چشم ہی دیکھنے کو ستے کو گوش
 تاکہ بچائے تو شب و روز

حکایت کسی کے حال سے لے کر نکرے میں

میں چنہا ہی پیر گوش پسند
 شب یلدا سا دیکھا ایک ساہ
 اپنے دندان لبوں پر اسکو دے

کہتا تھا ایک پیر ہوش پسند
 جب گیا بند کو تو بر سر راہ
 و خراہ رو بخل میں لے

کہا کہ سو گند کہا ہے پور
کہیں بہ عیب جو ہزار کہیں
پوستین میرا ہارین خاں جہان

کیا ضرورت محک کر لی خبر
سعدی امیر کارا اہل نہیں
مغز خالی کروں نہیں بہتر

حکایت عصفدر و لیلیٰ کی

پرنیک جو ہوار بخور
ایک لے اسکو کی نصیحت تب
توری مرغان صبح خواں کفشن
لیک بستان سرا در پیر کہی
صبحی م لگا باغ میں آیا
بولا اے عند ایب خوش الحان
نہیں بولا نہیں لیکو کار
رو کی سعدی کہو نہ ان زبان
احت و لیلیٰ جو ہی سرور
خلق کا عیب تو نہ کراف شا
کہیں باطل اگر خموشی کر

صبر دل سے ہوا عصفور
بند سے پھور مرغ خوشی سب
کون سا پتھر توڑیں جب مجلس
خوش تو ایک بلبل سحری
نہ کوئی مرغ آس سوا پایا
تیری آواز سے ہی بہہ نہان
پر جو بولا دل کر تشار
کہہ نہ تھا اسکو خوف طعنہ ان
صحبت خلق سے جو ہو پس دور
خلق سے اپنے عیب پر دل لا
دیکھے بے شر چشم پوشی کر

جو ہی عالم نہ اپنا رحمت کہتا
 جلد اپنا ضمیر دل نہ دیکھا
 ایک حسب راز دل ہوا ظاہر
 سلطان قلم چھپاتا ہے
 وحشی خاموش ہی کبھی گویا
 بول مردم کی طرح رہا کبھی
 نطق سے آدمی ہوا شبہو

جو ہی عالمی نہ اپنا عیب کہتا
 جب کبھی علم گناہ کہاں سیکھا
 ہو سیکھا نہ جہد سے ستر
 بعد کبھی کبھی کہتا ہے
 وحشی اچھا ہی یا وہ کر گیا
 یا بہا ہم کی طرح رہا خاموش
 بول طولی سا جہل سے رہو

حکایت ۵

ایک نے جنگ میں دی گلی جو
 تنگے سہتا وہ زار و زالاں
 غنچہ سار کہنا بند اپنا دہان
 چھوٹا بکھاری پوچھ بیوہ
 نہیں دیکھا کہ ایک جو بیٹا
 آدمی کہتا ہی جو علم و شہر
 مشک خالص جو کہتا ہی جو شہو

پہاڑا کے وہیں گریاں کو
 اک چہاں ندیدہ بولا امی نادان
 پیرین تیرا گل سا پھٹا کہاں
 جیسے طنبور باد کا تودہ
 آپ سے ہو و ایک دم میں نہان
 وہ ندی آپ تنگے اپنی خنجر
 آپ دیو گیا کیوں تیا تیا ہی تو

رخش کو کہو لے ایک طفل صغیر
شوی نادان سخن نونو کہا
بول مت وہ جو بر ملا آئے

لاکہہ رہم ہی کہ سکین اسیر
بول دانش سے یا نہ بول فرا
تیرے اوپر کہین بلا آئے

حکایت جاہل کی سلامتی سکوت میں

ایک خوش خلق کہنہ جامہ پوش
دور نزدیک واسطے طالب نور
ہوا اک ات دلمین فکر کنان
رہننگامین حواسطرح خاموش
بولتے ہی ہوا یہ سبکو عیان
آنا جانا سبھون نے چوڑ دیا
تب ہنسے چلا گیا اٹھ کر
دیکھتا آئینہ میں خود کو ذرا
ایسا زشت اور خود کو سمجھا خوب
تیز آواز ہوتا ہے کم گو
خاموشی تیرے واسطے ہر وقار

پکھہ دنوں تک یہاں صبر چاہتا
آئے پروانہ وار اس کے حضور
کہ جو پوشیدہ مرد زیر زبان
کون سمجھ گیا جگہ صاف ہوش
ولیا نادان نہیں تھا اور مان
رشتہ اعتقاد توڑ دیا
لاکہہ کے یہ بات طاق مسجد پر
پہنتا نادانی سے نہ پردہ مرا
اسلئے رہ سکا نہیں محبوب
بول کر تو نہ اپنی رونق کہو
حق نااہل میں ہے پردہ دار

و کہتے ہیں چشمِ خوش عیان
ادھی کو کہاں بجاتی ہے

اسلئے دانا رو کہے من بیان
شمع کو بھی زبان جلاتی ہے

حکایت بہید چھپانے میں

خادموں کہ یہ ہو وی عیان

راز اپنا کیا نگہش نے بیان

ایک دن میں جہان پر چھاپا

سال بہ میں زبان پر آیا

کاٹ ان سے کتنی تیزی سے

کہا جلاؤ کو کہ دیر نہ کر

ہم کو تازہ ہی تیرا گناہ

ایک نے عرض کر کے چاہی تازہ

سو دیکھا سبیل کر کے روکا کر

جب تلک چشمہ تہا نہ روکا سر

ور نہ ہو گیا کسی پر فاش

راز اپنا نہ کسی پر فاش

حفظ راز آپ اپنی خاطر کر

سو نہ گنہ گوار کو جو اس پر

کہہ چکا پیر نہ تیرا راز نہ

تیرا ہے جب تلک نہ راز کہا

تیری چاہ عمیق دل میں بند

راز تیرا ہے دیو کی مانند

پہنہ میں چڑھنیکا سے قابو پر

آنے مت کہ زبان کو او پر

روکنار یو سے ہی ہر دشوار

دیو کو چوڑھنے میں کیا بار

پڑے لاجول اولٹا آتا ہے کب

جاننا ہی کہ دیو جاتا ہی جب

گفتار خاموشی کی فضیلت اور کم گوئی کی صلاحیت میں

کوہ سا طور ہے جو پابرجا
 روک اپنی زبان تو اوندان
 کہو لہتے ہیں کہ شناس سخن
 گوش بسیار گو نہیں رکھتا
 تو ہی جو بولتا رہے برابر
 دے نہ پاسخ کہی بغیر سوال
 قول کربات کو جو بولتے ہیں
 نفس انسان میں ہی کلام کہاں
 کم سخن ہوتا ہی کہی نہ خجل
 یکتا وہ چند مثل جاہل کے
 ماری سو تیر پر گئے بیکار
 کسلتے بولے ایسا خفیہ مرد
 پیش دیوار کرتے بد گوئی
 دل تیرا راز کا ہی شہر نیاہ

پا ہی شوکت ہی تو سما برجا
 بیزبان پر نہیں ہی کہتا و ان
 سپی ساموتی کہو ہر دہن
 خیر خموشی کی سن نہیں سکتا
 کہ پسند آئی اور وہی گفتار
 تیرے ہنیکے کا تھا ہی مجال
 اللہ بہتر جو تھے تو لے میں
 لانا کہہ کر کلام اسمین وال
 مشک جو ہر بہلانہ تودہ گل
 بول کیچند مثل عاقل کے
 ایک ہی مار لیک سیدنا ما
 فاش ہووی تو ہووی تہرہ زرد
 پس دیوار سن نہ کہ گوئی
 دیکھہ درتانہ راز پائے راہ

ذکر احوال و صلاح کرتا ہوں
 دشمن نفس سے ہم خانہ
 پیسہ و منکر و نفقش کی جو دام
 تجھے دشمن ہی کون ڈرتا ہے
 چوب سے مثل طفل آپکو مار
 جسم پہ شہزادیکہ بد سے بہرا
 اسپن جو بین کینہ و جہلا
 نیک نامان حرمین بدو رضا
 ہو وی سلطان جو بہر بان بان
 لغض شہوت حسد طمع عن جان
 شربت پائنگے یہہ تجھے اگر
 لائین حرص ہو انہ تاب تیر
 نہیں دیکھا شہر سیراق و سر
 نہ عدو پر کرے سیاست جو
 اس بیان میں ہوتا ہی وافی

فکر خوبی و صلاح کرتا ہوں
 کرتا ہی فکر خبک بیگانہ
 کیا ہی پرا اسکے آگے رستم سام
 آپکو ہی نہ زیر کرتا ہے
 لوگوں پر کیوں چلا تا ہی تیار
 تو ہے سلطان خرد و زیر ترا
 کرتے ہیں کار و بار حرص ہوا
 رہن کیسہ برین حرص ہوا
 عیش و آرام نیکوں کو ہو کہاں
 تچہ مرین خون گونہیں جسم جان
 حکم و تدبیر سے پرا تنگے سر
 جہاں سپر پی خرد سے تیر
 شب کو پرا نہیں پرا جو جس
 نہ عدو سے کہے سیاست کو
 پیش عامل ہوتا ہی کافی

چو پیر و انہ وارا سکا خیال
 سکر استی و یا جواب درست
 چاہئے لڑکا خوش منش خوش رو
 کیونکہ کہتا ہوں سکر و سیا
 غم نہ کہا کہتا ہی جو نیک و رو
 زندگیوں سے ہمیشہ خوش تر
 اچھے خور سے حجاب میں جا میں
 ہو و خورشید اب سے ظاہر
 کہہ اندھیر میں اپنا دل قائم
 پایا جنبش سے دہرنے آرام
 فکر ناکامی سے نہو دل سوز

بچہ گیا اسکا اب چراغ جمال
 عہد تر و امنو کا ہوتا سست
 جہل سے باپ کو لڑا شے مو
 نہیں رکھتا ہوں اسکو موی کار
 پیر نکلتے ہیں کتے میں جو مو
 کبھی بے برگ ہو کبھی سے بر
 جاسدا خگر سو آب میں جا میں
 ہو و خاگر نہ آب سے باہر
 اب حیوان اسی میں دو ایم
 سعدی شیاچی سے ہوا با کام
 یہ شب حاملہ جنے گی روز

سائقان باب تربیت میں

حکایت ۱

نہ روایت ہو گوی چوگان کی

نہ حکایت ہو پیدان کی

گاز سے گرتا ہی جو خوردہ زر
آبگینہ نکالین پھر سے
چاہئے نیک کہتی انہی پھیال

وٹھونڈتے ہن چراغ لیک لکھتے
زنگ کو چیلین آئینہ پیر سے
آجاتا ہی رہتا ہزر و مال

حکایت و شوارمی کے بعد آسانی ہو گئے ہن

کہتے ہی ایسا پیر عذب بنان
اگلے شاہوں کے حال سے ماہر
اس کہن پر کہتا ایک پیر
ہتی زرخندان عجیب فریب
ہتا جو مردم حراشی میں چلاک
پیر کو تہ امید نے اس کا
اسن سنگ زار تیز زبان
اسکی خوبی سے کہ گئے جو بال
چنگ ساسرنگوں تھا اسکا سر
ایک کا اگیا تہا دل اسپر
ایک بولا ہی بہ پنج و ملال

رہتا تھا ایک پیر کہنہ بیان
اور دوران عمر سے حاضر
شہر ہن سکی خوبونگی خبر
ہنیں دیکھا ہی سرور کہ سب
سزاشی میں رہتا تھا بیاک
کیا موسے سرید موسیٰ
ہوا اس مہ کا عیب جو عیان
کہا سر اسکا پت میں اچا
موٹری کے رو برو اگر
چشم و لبند سا ہوا مضطر
اب کہہ دلمین اس طرح کال

چور پروانہ وار اسکا خیال
 سکر آسنی و اجواب درست
 جائے لڑکا خوش منش خوشتر
 کیونکہ کہتا ہوں کہ اور ویسا
 غم نہ کہا کہتا ہی چونیکورو
 زندگیوں سے ہمیشہ خوشتر
 اچے خور سے حجاب میں جاہلین
 ہو وی خورشید ابر سے ظاہر
 کہ بہ اندیسیر میں اپنا دل قایم
 پایا جنبش سے دہرے آرام
 فکر ناکامی سے نہ ہوں سوز

بچہ گیا اسکا اب چراغ جمال
 عہد تر دامنوں کا ہوتا، سست
 جیل سے باپ کو لے لے شو
 نہیں رکھتا ہوں اسکو سوئی کار
 پہر نکلتے ہیں کتے میں جو ہو
 کہی بے برگ ہو کہی بے بر
 حاسد اخلر سو اب میں جاہلین
 ہو وی اخلر اب سے باہر
 اب حیوان اسی میں دو ایم
 سعدی سیاچی سے ہوا با کام
 یہ شب جاملہ جنے کی روز

ساقوان باب تربیت میں

حکایت ا

نہ روایت ہو گوئی چوکان کی

نہ حکایت ہی سہ میدان کی

گاز سے گرتا ہی جو خوردہ زر
آگینہ نکالین پتھر سے
جاسے نیک کہنی اپنی جھمال

ڈھونڈتے ہیں چراغ لیک لکیر
زنگ کو چیلین آئینہ پر سے
آتا جا ہی رہتا ہرزہ زرو مال

حکایت دشواری کے بعد آسانی ہو گئے ہیں

کہتے ہیو ایسا پیر عذب بنان
اگلے شاہوں کے حال سے ماہر
اس کہن پر کوتاہ ایک پر
ہی زرخندان عجیب فریب
ہتا جو مردم حراشی میں چلاک
پیر کوتاہ امید نے اس کا
اتن سنگ زار تیز زبان
اسکی خوبی سے کہ گئے جو بال
چنگ سا سرنگوں آسکا سر
ایک کا اگیا تہا دل اسپر
ایک بولا سہی ہر پنج و طلال

رہتا تھا ایک پیر کہنہ بیان
اور دوران عمر سے حاضر
شہر میں بسکی خوبونگی خبر
ہندین دیکھا ہی سرور کسبیب
سزاشی میں رہتا تھا بیاک
کیا موسے سرید موسیٰ
ہوا اس مہ کا عیب چو عیان
کہا سر اسکا پیتھین اچا
موٹی کے روبرو اگر
چشم و لبند سا ہوا مضطر
اب رکہہ دلمین اسطرح کال

چور پروانہ وار اسکا خیال
 سنا کر سنیو با جواب درست
 جائے لڑکا خوش منش خوش رو
 کیونکہ کہتا ہوں سکر و سیا
 غم نہ کہا کہتا ہی جو نیک و رو
 ز زندگیوں سے ہمیشہ خوش تر
 اچھے خور سے حجاب میں جائیں
 ہو وی خورشید اب سے ظاہر
 کہہ نہ پیر میں اپنا دل قلم
 پایا جنبش سے دہرنے آرام
 فکر ناکامی سے نہ دل سوز

بچہ گیا اسکا اب چراغ جمال
 عہد ترو امنو نکا ہوتا سست
 جہل سے باپ کو لڑا شے مو
 نہیں رکھتا ہوں اسکو سو کار
 پھر نکلتے ہیں کتے میں جو مو
 کبھی بے برگ ہو کبھی سے بر
 جاسدا خگر سو اب میں جائیں
 ہو وی خگر نہ اب سے باہر
 اب جیوان اسی میں دو ایم
 سعدی شیا ہی سے ہوا با کام
 یہ شب حاملہ جنے کی روز

ساتواں باب تربیت میں

حکایت ا

نروایت ہو گوی چوگان کی

نروایت ہو چو میدان کی

گاز سے گرتا ہے جو خوردہ زر
آبگینہ نکالین پتھر سے
جاسے نیک کہتی اپنی بھصال

دھونڈتے ہیں چراغ لیکر لکیر
زنگ کو چیلین اینہ پر سے
آجاتا ہے رہتا ہے زر و مال

حکایت و شوارمی کے بعد آسانی ہونے میں

کہتے تھے ایسا پر عذب بنان
اگلے شاہوں کے حال سے ماہر
اس کہن پر کہتا ایک پر
ہی زرخندان عجیب و غریب
ہتا جو مردم حراشی میں چلاک
پر کوتاہ امید نے اس کا
اسٹن سنگ زار تیز زبان
اسکی خوبی سے کہ کئے جو بال
چنگ سا سرنگون تھا اسکا سر
ایک کا اگیا تہا دل اسپر
ایک بولا سہی بہ رنج و طال

رہتا تھا ایک پر کہنہ یہاں
اور دوران عمر سے حاضر
شہر میں جکی خوبونگی خبر
نہیں دیکھا ہے سرور کہ سب
سزاشی میں رہتا تھا بیاک
کیا موسے سرید موسیٰ
ہوا اس مہ کا عیب جو عیان
رکھا ہے اسکا پٹین اچان
موٹی کے روبرو اگر
چشم و لبند سا ہوا مضطر
اب رکہہ دلمین اس طرح کمال

<p>پہرہ دیکر ہے عجز کا ہنگام نہیں کرتے میں کام وقت غنا غم نان کہا کیوں نہ خواب کیا کنج عورت میں کنج راحت ہے</p>	<p>میں اکن نیکر کو پیغام تیرا شیش گاہ مثل دعا منسکے اسنے اسے اب یا جانے کیا جسکو زور کی پست ہے</p>
--	---

گھسا ہر روزی کی امید نا توالی پر صبر کر کے میں

<p>کیا ہے غم جو نہیں ہی سوال ہو وی طبع کیم دیگر گون تو بھی ہوزات سے گرم نہ بہان اصل ہوتی نہیں کہی بے فرغ ہے عجب مردمی کر و کر کم اب اسادہ دیا ہے بد بو بنا ہی فضل حق سے میل وان شاد و نادر ہی ہو گیا وہ کھڑا کہہ ہی تہنچے کا فلک سے خیر کوئی کرتا نہیں ہے اسے نظر</p>	<p>مرد جو آدمین ہے جو دکمال مت سمجھہ سفلہ ہوا اگر قارون گو کر میوں کو ہاتھ آئے نہان ہے سخاوت زمین دولت ذرع جو بنا تا ہر خاک سے مردم مال کہہ کر نہو بندی جو چہ شہنشاہی کر آب وان جاہ و دولت سی جو لیم پڑا گوہر قیمتی ہے تو تو نڈر راہ میں پڑتا ہی کلونخ اگر</p>
--	---

بولامت پوچھو مجھ سے حال مرا
کہ ہوں خوشخبر میں زبان سے گرا

حکایت ۱۳

<p>خانہ بنوایا اپنے قامت کا اس سے بہتر کہ بولا بس سے مجھ چوڑ جانے کو یہی ہی کیا کم اس مکان کا نہیں بیگانہ نشان کہ بنائے تو وسط راہ میں بام</p>	<p>ایک نے جو ستو وہ عادت تھا ایک بولا کہ دشمن سے تجھے کیا یہی حاصل بنانے سطر ام سب کے راہ میں تباہ مکان عقلندی دور ہی یہ کام</p>
--	--

حکایت ۱۴

<p>اسکی خوشید نے کی خواہش کوہ سوئی اک گوشہ گیر کو وہ زمین پہرہ گوشہ میں کچھ خوشی پائی اکاجت درونگو بہر ہائے جنگ یوں اسنے چاہی تیر باقی آئے مقابلہ کے لئے بارش تیر و سنگ سے مجبور</p>	<p>ایک تباہ شاہ عالی شکوہ کوئی قائم مقام تھا جو نہیں بانگ دولت جو گوش میں آئی اکا با فوج اس میں چاہئے ہوا بازو کا سخت جنگ کا تیر کہی دشمن تو آسنی قتل کئے کیا اسکو حصار میں محصور</p>
--	---

اس سخن کو نہیں سمجھتا نیک
 طفل کہتا ہے حرص سے دل پاک
 اسکو جو ہو وہ شہ پرست گدا
 ہووے درویش یکدم سے سیر
 یاس ملک خزانہ کا ہے بہلا
 ہی نہیں جس گدا کے دل پر بند
 ہوتا ہے رستائی جیسا خوش
 پیش سلاب خواب میں کیان
 خواہ سلطان ہو خواہ پارہ دوز
 جب تو نگر گو دیکھے کبریٰ مست
 کہ نہیں کہتا اس قدر طاقت

ہوا قانع تو سیم سنگ سے ایک
 اسکے آگے میں ایک سے زرو خاک
 مطلع کر گدا ہی شہ سے بہلا
 پر فریدون ابو عجم سے سیر
 ہے گدا بادشاہ نام گدا
 بہتر اس شہ سے جو نہیں سہند
 نہیں ایوان میں شاہ و لیسائش
 دشت میں کر دشت پر سلطان
 سو میں ہے ہوو دو نو کی شرب
 جا کے شکر خدا کرا ہی تہیت
 جس سے نہیں کسی کو پہ آفت

حکایت ۱۲

اک باخوار زردبان سے گرا
 لڑکا چہرے وزون غم اٹھانی لگا
 باری دیکھا خواب میں پوچھا

کہتے ہیں جلد اس جہاں سے ہرا
 پیر حریفو نہیں لے جانی لگا
 کیسے اپنے حساب سے چوٹا

کیا بیرون سے زخمی اسکا بدن
 کہتی تھی خوف سے پریشان تھی
 تو ہون میں اور پیرزن کا مکان
 اپنی دو شتاب پر قناعت کو
 جو نہ مقصوم سے ہو اراضی

اتنے محافظ غلام میر افگن
 تن سے خون جاری تھا گزیران تھی
 جی اس شیر زکریا تہہ سے جان
 نوسن سے نیش ہے زیادہ تر
 نہیں اس بندہ سے خد اراضی

حکایت عورت عالی ہمت اور مرد کوتاہ نظر کی

باپ تھا فکر مندی سے حیران
 بیوفالی ہے چوڑنا بے نان
 دیکھ چور وے تبت کہا کیسا
 جسے خان می ہو وہ ہی نان دیگا
 کیون عبث کرتا ہی یہ گریہ و شہو
 عمر روزی کا فیض والا ہے
 کیون نہ پالے جو جان دیتا ہے
 جیسے بندی کو اپنے صاحب پر
 ہوا کرتا ہا سنگ سیم سہین

ایک لڑکے کے نکلے تھے دندان
 کہ کہلاؤن سے کہا سنوان
 اُسے چور و سوجب کہا ایسا
 ڈرنہ اس بات سے کہ جان دیگا
 روزی کیسکتا ہو وہ صاحب زور
 بچے جسے شکم میں پالا ہے
 پالتا ہے جو بندہ لیتا ہے
 شجکو تک یہ نہیں ہے واسب پر
 دست ابدال میں سنا ہے نہیں

زیب تن کر کے چومی ارض بان خوب سے یہ لباس شاہ ختن جو ہے آزاد تو زمین پر سو	بولاً آخست ای خدیو زمان خوب تر ہی ہر لباس کہن نہ زمین بوس بہر قالین ہو
---	--

حکایت ۹

ایک کو خبر پایز تہا نہ ادا م ایک بیہودہ کو ہوا گویا مانگنے میں نہ کیچو شرم ورا استین چڑھا کے پہنچا ومان کہتے ہیں کہتا ہوا وہ رو کر خوش بے بلا جو دام بندے آرز اپنی محنت کی جیسے نان مجھیں کیسا دلنگ سوتا ہی بیہوش	نہ تھا کچھ برگ ساز مثل عوام خوان لغما سے مل سکے سوللا کہ ہے مقطوع روزی شرم ہرا پہاڑ کر کپڑی اسکا توڑا دمان ای نفس خود کیا ہی مت ہو ترش اب وہ ہی گہر وہ ہی نان پایز ہی نہ اور ونکی نان بندہ کہیں نہ ان انخار پر جو کہتا ہی گوش
--	--

حکایت پیرن کی بلئی کی

ایک ٹہیا کی ایک بلئی تھی گئی جہان سے کشا ہی میں	صورت نیستی جلی تھی ومان ہا کر پڑی تباہی میں
--	--

ایک نے پوچھا دو تو تیرے بیان
ایک سے بہت کا نکالامرا
زہا مجھ کو عقل و ہوش ذرا
سرسری یا لطیف ہو و عذا
لانے بالین یہ شرنہ و شمشند
جو مجال سخن ہو تو نہ کہہ
نولتے بات اور کہتے قدم

وہ نوویا نہ خرچہ تو نے کہاں
دوسرے سے شکم کا خون سجا
وہ ہوتی خالی اور یہ نہ بہرا
دیر سے کہا نے میں ملیگا مرا
تازہ خواب اسکو لاجیڑ کرکند
ہو میدان کہہ اپنی گو گو گیت
کہی اندازہ سچو شیشی کم

الحکایت

یشکر ایک طبری بن لے
بولو اک شکر سے بہ لے
اس نے بند کے جواب دیا
ہو سکے گا صبر مجھے تجھے
کہہ ہی شیرنی رہتی ہی نہیں

پہا بہرمت شیرنی کر لے
باتہ ان کے تہ کی قیمت ہے
جانتے اپنے دلیر کو لکھا
یشکر سے اگر وہ ہو مجھے
جو تھا صبا میں تلخ ہے درپے

الحکایت

اک امیر ختن نے بیجا لپا پن

ایک روشن ضمیر سر کے پاس

بیشتر دیکھا ہے شکم بندہ
اس لئے تو شکم سوامت بہر

ریتا ہی خوار اور شرمندہ
دکلی تنگی سے اس کے ہی بہتر

حکایت بہت کہا نیوالے کی خوار می بین

شہر بصرہ سے لایا یونین سب
خرقہ راشٹان سے ہم کئے تن
ہم میں ایک خوردہ لب بیار
چڑھا اک پیر پر کمر کس
نہیں کہا سکتے بار بار کھجور
کس نے مارا نہیں یہ کہہ
کہنچا اسکو شکم نے تھا سر شاخ
بندی زنجیر دست و پاہن شکم
سے سر اسر شکم تلخ کی مثال
جا کے حاصل کر اندرون پاک

ایک شیرین حدیث مثل طیب
پہنچی جس جا کھجور کا تھا بن
اپنی بسیار خواری سے تھا خوار
گرا اوپر سے نیچے اوندھی سر
مر گیا کہا کے بد شعار کھجور
کہا میں نے ہو تو ہم یہ خفا
تنگ دل کے ہیں بشکم کو فراخ
بو جو حق کو شکم کا بندہ کم
مور کو جک شکم کرے باپال
یہ شکم ہر نیکانہن جز خاک

حکایت ۶

صوفی تھا بطن و فرج سے لاچار

خرچی دو نو جو پاس تھی دنیا ر

مت گراہیر پرف آب نہرو
 ورنہ کرور بدزجہہ سالی
 فائدہ کیا ہی استیروں راز
 کیکو لکے عبید و خادم کیا
 نہ نکالے کوئی نکال اسے

نیا چاہے اگر تو آب جو
 کرتی تم سے تو شکیبائی
 جا کے کو تہا کر ہیہ دست جزا
 جس نے نامہ لپٹیا خواہش کا
 اس ہر زرم سے نکالے تجھے

حکایت ۲

مانگ شکر فلائی شخص سے جا
 سینے سے جو ترش رو دلپر
 جو تکر سے منہ بناتا ہے
 کہ گپتے قدر جسم نور جان
 مت عزیز اسکو کہہ جو ہر شیار
 دیکھ گیا نام ادا نئے جان کاہ
 روز ناداری تو اٹھائیگا نعم
 جب راجی میں معده ہوگا تنگ
 جب پائے اٹھائے بارالم

ایک کو تپ چڑھی کسی نے کہا
 بولا تلخی مرگ ہے بہتر
 شکر اسکی نہ دانا کہا تا ہی
 وہ نکر جسکا ہو و دل خوان
 نفس مارہ مرد کو کر ہی خوار
 کہیگا اسکو اسکے خاطر خواہ
 جہونکیگا دمدم تنور شکم
 وقت تنگی اوڑھیا روزنگ
 مرد پر خوار اٹھائی بار شکم

شکے اُسے مجھے کہا گستا
 پہنیک کر شانہ بولا یہ نذران
 مت سمجھہ اپنا سر کہ کہاؤں بہ
 انفس تہوڑی رعناعت کر
 کیوں سرش شاہ خواہ
 جسم کے شکم کو طبلہ بنا

تہا جو یک گونہ بگڑا دل سہکا
 ہنہن رکار پیر ہوسگ خان
 جلوہ واکا جو راہتاون تب
 شاہ ورولین ایک آئین نظر
 چو نہیں کہتا شاہوں کی کچھ
 اور گہر گہر کو اپنا قبلہ بنا

حکایت طامع پیر اور معترض مسیری

پیش خوارزم شاہ صبح و مسا
 باری دیکھا کہ وہ چہکاتے چہ
 ایاب نامجو سپر نے کہا
 تو بتانا ہی قبلہ سوئے حجاز
 انفس آمارہ کی نہ کراعت
 مت ہو امی بہابی اُسکا فرمان
 امج پیر رہتا ہی کس قانع
 باطمع کہوی آبرو سے وقار

جانا تھا اک سیر حرص وہوا
 اٹھا اور پیر چہکا اٹھا نیچے
 ایک شکل سے پوہتا ہوں تیا
 کسلے آج کی اوہر کونماز
 اُسکا قبلہ ہی اور ہر ساعت
 نہیں فرمان بر اُسکا ہی جان
 دوش پر رہتا ہی طلوع
 کرے وودانہ پر دزون کوٹھا

ادھی خوی سے لے کر پستہ
 دیکھو جو ہی جڑ پانچویں ہا پیر
 ہاتھ سے تیرے توڑے گا جو کام
 آدمی تو کہانہ میں نہ کہ
 ہی دزون جای ذکر قوت نفس
 بزرگ حق کیا ہوا زکا انبار
 نہیں تن پرورون کو بیہوش
 نہیں تہزی کہی ہر چشم شکم
 جیسے دوزخ وقید سے تہز جانی
 مرا ہر تہز عسی خود لا اعرا
 جانتا نہیں کہ یہ دودام
 وحشی کہا نیکو چتا ہر تہز
 جب پسند میں ہے کہہ نیکو

پر ملک جو کا کر اندیشہ
 حکم سے تیرے وہ تیرے تہز
 کر گاتیرا اپنا کام مت نام
 خم نہیں تا گلہ پیری جو شکم
 تو سمجھتا ہی ہر قوت ہی سن
 تہز کی جب نفس کو جای و تہز
 کہی تہز ملکہ حکمتا محروم
 خالی تہز یہ جانے رخ واکم
 تب ہی ان اور لای ہی فرما ہی
 تو ہی سن فکر میں کہا پالی تہز
 جرح خور و تہز دیکھے میں اطم
 جان میں مثل ہوش کر تہز
 کہا یہ کاموشن ازمان تہز

حکایت ۲

ایک حاجی نے محکو شاہ عیاج

ویا رحمت ہو پیر سحر حجاج

نہ خدا جانا اور نہ طاعت کی
 ہے قناعت تو انگری کی راہ
 چاہتے صبر صبر یعنی ثبات
 مت بدن پال جو ہی و انشور
 بین خرد و سوہن ہنر پرور
 سیرت آدمی وہ گوش کر مری
 ہی خور و خواب بس طریقیہ و
 خوش و خوش نخت صبا گوشہ
 راز حق جن پر آشکار ہوا
 جب نہیں امتیاز ظلمت نور
 چاہ میں اسلئے پڑا ہے عزیز
 اوج گردون پہ کیا چڑوہ باز
 چنگ شہوت سے چوٹے پائے
 اپنی عادت سے کہا نا تو جو کہاے
 جائے وحشی کہاے تا بلک

جو مقسوم پر قناعت کی
 جا حریص جہان کو گر آگاہ
 سنگ پر اگتی ہے کہ ہر نہات
 ہے بدن کش جو بدن پرور
 جسم پرور نہ سے بین لانہ
 جو سنگ نفس کو جموش کر مری
 حلے و امانہ یہہ سرقیہ بد
 معرفت سے جو لپیڑی کہ تو شہ
 انکو باطل نہ اختیار ہوا
 ایک ہی شکل کی و صورت حور
 چاہ اور راہ میں نہیں سے تمیز
 جسکے پر سے بند ہا ہو سنگ آرز
 سدرۃ المنشئے تاک جائے
 اپنی خصلت فرشتہ کی سی پایا
 ارض سے اور سکے نہ تا فلک

وہاں کہتا نہیں ہے وزن ذرا
 وہ جو رکھتا تھا اتنا رو میو ریا
 ابرہہ رکھتا تھا ستر سو خوب
 طاہری کی بزرگی تھے ناقہ
 نام چاہے جو ملکو نہیں ظاہر
 راست ہی بائید لے یہ کہا
 وہ جو سلطان ہیں اور حکم روا
 مرد معنی گدا سے چاہی کیا
 وہ ہی بہتر جو رکھتا ہے جو بہر
 جو رخ بندگی ہو سو خدا
 پسند سعدی بہت ہی اور ذہین
 آج گھٹا سعدی جس نے گا

گرچہ انبان باد سے ہو بہرا
 اسکے انبان میں یکہ کچھ ہی تھا
 کوہ ہے ظاہر اور یہ مجھ کو
 پر نیان ستر تھا اس خاطر
 جسوا نذر تو صلہ رکھہ باہر
 کہ ہی منکر سے ہی مرید سوا
 اسی درگاہ کو ہیں سار گدا
 دستگیری ہے سے آوی کیا
 آپ میں سپی کی طرح رکھہ نہر
 جو نہیں جبریل دیکھے روا
 مثل پذیرا اگر کرے کوش
 سر افسوس کل نہیں دہنگا

باب چہا واقعات کی فضیلت میں

احکامیت

برور خلق جو ہر سچ کشان
 عمر و جا کے مانگت انعام
 پہنچے اس اہم نذر خدا
 جا ہی منزل تو سیدی اہ سو جا
 جیسے تیلی کا بیل آنکھ بند
 اسکی محراب جو ہر سے رو
 پشت برقبہ ہی تو وقت نماز
 بیچ ہے جس درخت کی قائم
 بیچ اخلاص سے ولین بنین
 سنگت تو تم لوگے بن جو کہین
 آبرو میرا کو دے نہ محل
 میں اگر کہتا ہوں بدایاں
 سہل سے سینی و لوق زرق و یا
 کون جانتے ہے کون جاہلین
 جہان دیوان دا دہی و ایم

کیا قیامت کو نزدیا وہاں
 زید کو کہہ میں کرتا ہی جب کام
 بچا کے جو اسکا ہوو گدا
 تو ہی بچا رہ اس سے پھرے یا
 رات پر کہہوا ایک جا ہی را
 اسکو کافر تباہین اہل کو
 جانب حق نہیں جو روکنا
 کہہ ہی ہل دیگا ہاں ادایم
 نہیں محروم کوئی تجھساہین
 ہاتھ آتا ہے ایک جو بھی نہیں
 کیونکہ اس کے تلو ہی وصل
 نیکی ظاہری سے کیا حاصل
 مول کیوری اس جو تجھے خدا
 جائے راقم کہ کیا ہوا مہین
 اور میزان عدل ہی قائم

بندہ حوروش کی قدر ہو گیا
کر سے کب نصیب ہوو ہشت

ہووی میری موصیہ جو زیر قبا
بٹے چادر نظر ٹری رخ نشت

حکایت طفل روزہ دار کی

روزہ اک طفل لئے رکھا کیا
چھپی استاد فودی سڈنی
باب نے چشم جوئی ماسے سر
منقضی ہو گیا جب باروز
سوچا کہا لونگا چند لقمہ اگر
متوجہ تھا سوئی قوم و پد
کون جان نہیں بیا و خدا
پراس طفل سے ہی ہی کتر
درد و زخ کی ہی کلید نماز
سوئی حق جو نہیں ترا جاوہ
بے تکلف برون نیک سیر
میرے نزدیک شب زور بہن

دو پہر کاشٹے ہوئے دشوار
ہتی عبادت بزرگ کم سن کی
واری بادام اور زرد کسپر
بہر کی سعدہ میں آتش جانسون
غیب دان میں نہاد راور پد
کیا پوشیدہ کہا کے صنوم سبر
بے وضو کر کے نماز اوا
پیر موم جو پور پشش کر
گرد کہا لڑکے واسطے ہر روز
اگ میں ڈال ایسا سجادہ
شاہد بدرون سی ہی بہتر
رند زانہا سے ہی حسن

سیر جکا ورنہ نامراد می سے	وٹھا کروہ تیری
تمارا اخلاص اور برکت میں اور یا اور اسکی آفت میں	

ورنہ بے مغز سو سے کیا ہو	معاذت سے بندگی ہی کو
جو ہنسا ہے خلق کی خاطر	و لوق زینار ایک میں ظاہر
کرتا ہے تو نہ پہر سخت ہو	کرنہ ظاہر تو اپنی مروی کو
نہیں شرمنا جو کہانا ہی ہو	یوہ سے کر زیادہ تر نہ نمود
جامہ کہنہ جسم پر یہ سب	جامہ عاریت آتا لین جب
تاکہ لڑکوں میں ہو بلند نما	کو تیرے تو نہ بانڈہ چوب کو یا
عیش نادان ہو خرچ کر میں	نقرہ اندودہ مس جو کہ ہیں
عیش وانا ہوگی قدر ذرا	سب رکو پشیر مینہ پیرا
پیر و ظاہر ہو وہ مرس یا زہر	جب اندوداگ کے اندر

حکایت ۱۵۱

بہراموں میں شب نہ سویا جو	کہا یا بانی کوہ نے اسکو
خلق سے کہہ نہو گیا حاصل	جہد اخلاص میں کراوی غافل
تیری باطن کے میں نہیں ناظر	خوش میں جو دیکھ کر ظاہر

حکایت چکن ساز کی

اسکا شاگرد عاقل و ہشیار
 پیل سپ زرافہ و عنقا
 نہو مصنوع صالح کیتا
 لکنے والا ہی اسکا وہ ہی ہا
 کہ کیا مجکو عمر کے منصرف
 تو ہنن دیکے گا تو صورت عمر
 تو ہی کہتے وہ رزق بر قلم
 وہ نہ دیکو تو ہر کسی مجال

پولا مصنوع ہا سے یکبار
 جب بنالی لنگ شیر و ہما
 نقش ایسا نہیں بنا سکتا
 زشت ہی تیر نقش یا رنگ
 ایسا کہنا ہی شرک ہی منسوب
 اکلمہ بخشے گا تجکو صاحب امر
 گو کوئی جہد کے کہ نہ قدم
 وہ ہی دیکو اسے کشا میں حال

حکایت ۱۳

کہ ذرا دم کے چلے چلے تہکا
 بار کس ہوئی کب قطار کو سنا
 نا خدا کو چائے شور و فغان
 جز خدا ہی نہ کوئی بخشندہ
 کون طالع ہو وہ بکالے اگر

ایک نے اپنی ما سے کہا
 بولی ہوئی ہمار جو ہر ما تہ
 قضا کیجا کشتی چاہی جان
 چشم منت رکھہ کسی او بندہ
 حق ہی تو نہ پیر و در

زندگی گریباہ میں نہ ہو وی سفید
 نہیں رکھتے سیر سوار رضا

سے گل نہ لائے ہرگز بید
 میں کر سکتے رُوح جویر قضا

حکایت کرکس اور زغن کی

کہا کرکس نے یون زغن سے کہیں
 کہا اسنے نہ اس سخن سے گز
 کہتے ہیں دیکھی ایک دن کی راہ
 کہا دیکھا ہے ہو جو جگہ یقین
 ہوئی اسبات سے زغن حیران
 آیا کرکس اتر کے دانہ پر
 نہیں جانا جو دانہ کہا تیگا
 ورنہ پیدا کرے ہر ایک صدمہ
 نو چاہیہ دانہ دیکھو سے کہا
 کہتے ہیں کہتا تھا وہ بندہ
 جب ہوا مرگ اسکا خواہشمند
 ایسے دریا میں ہے جسکا کنا

دو بہن مجھسا اور کوئی بہن
 چلے کر چار سو وشت نظر
 اسنے اوپر سے کی جو چو نگاہ
 دانہ گندم اک برو زمین
 کیا دو لون نے نیچے کو میلان
 ہو گیا قید جال کے اندر
 آپکو جال میں ہنسا تیگا
 ماری شاطر کہاں ہر ایک ہر
 جال اتنا بڑا نہ دیکھیہ سکا
 ہے قدر ہو خدر نہ فائدہ مند
 دو بہن چشم کی قضا بند
 ہے غرور شاور سی بیکار

جنگ کی ایک نئی شوہر سے
 تجھ سے ساید تخت کون ہر ویش
 سیکھہ ہمسایوں نے ذرا احسان
 اور کہتے ہیں ملک دو تخت
 بولا وہ صوف پوش صافی دل
 نہ کسی پر ہے اختیار مرا
 ہاتھ میں میری اختیار نہیں

تبت کو آیا جو خالی باہر سے
 مثل تبتور پہنہ بن خرنیش
 قحبہ رایگان مجھے نہت جان
 کیوں نہیں مثل انگریزوں
 حرص سے مثل طبل خالی دل
 پھر سر نیچے سے نہ دست قضا
 خود کو کر سکتا تختیار نہیں

حکایت ۱۰

ایک ویش کش میں جو تھا
 جو قضا نے بنا یا ہے بدو
 نیک بختی سے کسکو باجوت
 نیک کاری بندر گوئے ہو
 روم و یونان کو فلیسوی ہی
 وحشی ہونے کے ہیں ہین مردم
 زنگ سے پاک ہوگا آئینہ

زن بدرو سی لون ہوا گویا
 مل نہ گلگونہ سپنے رخ پر تو
 بیاسی سے کب ہو چشم کو
 اوز نہ دور ندگی سکو نشے ہو
 کر سکیں انکین قوم سے کب
 تربیت ہوتی ہے انہین پر کم
 سنگ سے خاک ہوگا آئینہ

سے گل نہ لائے ہرگز سید
میں کر سکتے زوجہ قضا

زنگی گریا بہین ہووی سفید
بہین رکھتے سپر سوار رضا

حکایت کرکس اور زعمن کی

کہا کرکس نے یون سے کہیں
کہا اسنے نہ اس سخن سے گدز
یہ میں دیکھی ایک دن کی راہ
ہے ہو جو سچو یقین
زعمن حیران

انہ پر
گکا

دو ہر مجھسا اور کوئی بہین
حلقے کر چار سو وشت نظر
اسنے اوپر سے کی جو پچنگاہ
دانہ گندم اک برو زمین
کیا دو لون نے نیچے کو میلان
ہو گیا قید جال کے اندر
آپکو جال میں بنسا نیگا
ماری شاطر کہاں ہر ایک
جال اتنا بڑا نہ دیکھ سکا
ہے قدر سو خدر نہ فائدہ مند
دور بہین چشم کی قضا بند
ہے غور و شناوری بیکار

اجت اقبال ہو گیا معدوم
 کانٹے جوشن کو تیرہ جواہل آئے
 جب اجل کہنیچے خنجر تیران
 سخت یاور ہوا اور دہر معین
 نہیں پر پیر لئے بچو عاقل

بیل سا ہوتا ہے نزد معلوم
 لے اجل پیرن میں ہی نہیں کجا
 سوز رہ پہنے کوئی ہی عریان
 مری سا طور سے برہنہ نہیں
 نہیں ناساز سے مری جاہل

حکایت پہلوان اور حکیم کی

درد پہلو سے ایک گرد کہین
 اس محلہ میں اک طیب کہن
 اس طرح برگ رز جو کہا تا ہی
 تیرتا تار سینہ کے اندر
 ایک لقمہ سے رو وہ من پر سچ
 اوسی شب وہ طیب جانسز گیا

رات کو بیکار سویا نہیں
 رہتا تھا بولا دیکھ کر یہ سخن
 گرمے رات میں عجیب کیا ہی
 ناموافق غذا سی سے بہتر
 جان نادان ہو ایک انہیں سچ
 اور وہ گرد برسون اختیار بنا

حکایت ہا

مڑ گیا ایک دستا کا خر
 اک جہان دیدہ پیر گذرا وہ

تا کہ تبتان سی ما نڈا اسکا
 بولا اس وقتا ہی خند کنان

جمع سودا سے تہی خوشہ میں
 ہوئے یار و لسنے اپنے ہم مجبور
 بخت ہم سے بہا رہتا سر بیخ

سوڑھی جا کے گوشہ گوشہ میں
 جیسے مچھلی ہو ہند میں مجبور
 پیش تیر قصا سپر تھی بیخ

حکایت ۴

اک قومی دست آر دہل میں بتا
 اک نمد پوش آیا ہر و غما
 جنگجوی میں گویا تھا ہر ام
 تیرا سے پچاس اسکو لیک
 آیا وہ زال وار مرد و لیر
 و خیمہ پر اسکو لاکر ساتھ
 رات ہر شرم سے نہیں سویا
 تو جو آہن میں مارتا ہے تیر
 کہتے ہیں کہتا تھا وہ رو کر زار
 میں نے وہ خونبر و جنگ کے روز
 جب نصیبا مر تو انا ہتا

تیر کو چک لگا تا بیل میں ہتا
 دیر سوز و ستیز سزا ز جوتا
 ہاتھ میں تہی کند گور خام
 نہیں نکلا نمد سے باہر ایک
 اسکو ہا لٹا کمنڈ میں کیا زیر
 باندھی خونین کی طرح کسکر ہاتھ
 صبح اک خادمہ ہوئی گویا
 کیوں نمد پوش کا ہوا اسپر
 مرگ آیا تو جینا ہے و شوار
 پتو تار تم کو بھی اور آموز
 بیل کے مرے نمد سا ہتا

منعمت سمجھامین ہاٹنے گزیر
 کیا معین ہو و منقر و چون
 ہاتھ میں جب ہو کلید نظر
 چند کس پلین پلنگ افکن
 دیکھی جسوقت ہنسی گرو سپاہ
 ابرسا اسپتازی جیتایا
 دونوں لشکر کہیں سے پر آئے
 زالہ سان تیر جوئی باران
 پر صید غضنفران و غا
 ارض گرد و کبود سی ہتی سما
 جب مقابل ہوئی عذو کی سو
 کیا کر و جہد دست زور آور
 ہتی نہ شمشیر کند آور کند
 بچا ہمسے نہ کوئی اس جا پر
 تیرا و نکا حریر میں نہ گیا

بچر و کرتا ہے قضا ستیز
 نہویا ورجوا خروشن
 کہول سکھتے کہنی فتح کا در
 جڑی آہن میں سیکے سب تن
 زرہ جامہ بنایا خود کلاہ
 سینہ پلارک کا خوب برسیا
 آسمان کو زمین پر لائے
 اٹھا ہر سو سے مرگ کا طوفان
 منہ کیا اژدر کند لے وا
 برق خود وزرہ ستارہ نما
 تپ پیادہ ہو گئے کتے ہتیار
 بازو بخت جب نہویا ورج
 برسر و شمنی تھا اختر تند
 خون خفان نہیں تھا جس کا سر
 جو نہائی کو چید تے تے سدا

پر ہوا شام میں جو پیمانہ
 پر قضا رہیہ اتفاق ہوا
 ہوا اک رات دلکواز لیشہ
 یاد حق تک مجھے آیا
 پر سپانان گیا پئے دیدار
 وہ جوان دیکھا پری سولاچا
 برف سے سفید کوہ تہا سر
 پایا اس پر پہرے قابو
 کیا نچوٹ سے خالی اسکا سر
 میں پوچھا کہ ای غصنف گیر
 سنسکے بولا کہ روز جنگ تتر
 کل زمین نیرو سنسے نیتا ہتی
 گرد میجا اڑائی مثل دوو
 نیرہ سے میں جو حملہ لانا ہتا
 پر جو قسم ہے مجھے منہ پہرا

چل آیا واسے جانب خانہ
 آگے پر وار عساق ہوا
 یاد تب آیا وہ ہر پیشہ
 تہا تک اسکے ہاتھ سو کہا یا
 جہر الوقت اسکے سابق وار
 قد خمیدہ تہا زو تہر خسار
 برف کی ہی برستی ہتی منہ پر
 کیا بے اختیار وہ بے قابو
 رکھا زانو سے ناتوانی پر
 کیوں ہو فرسودہ مثل وہ پیر
 جنگ جھولی کی میں سے پیر
 انہیں نار علم درخشان ہتی
 مرد می گئے نصیب ہو کیا سو
 کف سے انگشتی اڑاتا ہتا
 مثل انگشتی مجھے کہرا

دست و خنجر تھے اسکو خونسی تر
 کہی دیکھنا نہ اسکو بڑے ترکش
 پنجہ گاؤں سے پر زور
 دعویٰ کر کے وہ مارتا تھا تر
 ایسا کاٹنا نہ گل میں گرتا تھا
 فرق پر جسے خشت آتا تھا
 جنگ میں پڑتا مرد پر ایسے
 چڑھے جاتا اگر فریدون بہ
 زور پنجہ سے چتار کہتا تھا
 پہلوانوں سے وہ اگتا تھا
 جو زرہ پوش کو لگاتا تھا
 مردی مردی میں تھا جیسا
 ایک دم چوڑتا نہ تھا ہا ہا ہا
 پیش آیا مجھے سفر ناگاہ
 پر ہفتار گیا عراق سے شام

دل دشمن تھا اس سے آتش پر
 اسکے پکان پھرتی تھی آتش
 شیر کرتے تھے اسکے زور سے شور
 مارتا تھا نشانہ بے نقصیر
 جیسا تیرا سکا دل میں گرتا تھا
 دوش سے خود سوار مارتا تھا
 پڑی کنجشک ٹیڑھی پر جسے
 زمانہ دیا تیغ سے دم ہر
 جنگ سے پہاڑتا تھا مغر شیر
 کوہ ہی ہوتا تھا پتنگتا تھا
 زین تک جسم اسکا جاتا چیر
 نہ کسی نے کہی سنا دیکھا
 میل کہتا تھا اس طرح کو ساتھ
 کہ وہاں حدیث تہا نہ خاطر خواہ
 خوش لگا دل کو وہ شخصیں مقام

بولا فکر بلوغ و اسے بلند
 نہیں گویا پل و گرز میں نہ ہار
 نہیں معلوم ہے نہیں سرخک
 کہینچ سکتا ہو نہیں وہ تیغ زن
 اتو اس شہوہ میں ہی حالیس ہو

اسکے نامات و نپدین میں پسند
 کہ ہے یہہ شہوہ و سرخک کا
 ورنہ طاقت سخن کی ہی نہیں سنگ
 کاٹ سکتا ہو نہیں سخن کا ہان
 سر بدخواہ سنگ بال شہو

حکایت صبر و رضا اور حکم قضا کے تسلیم کرنے میں

سنگ سختی ہی لطف و داور میں
 چونکہ دولت و کبیرہ پہر بلند
 ضعف سے مور کو نہیں زبان
 چرخ پر جب نہ ہو سکے غالب
 زندگی ہے اگر تری تا دیر
 گزری زندگی ہی ہے بہر
 دیا رستم کو روز ہی جو جواب

مکت سمجھہ جنک و آو میں
 نہیں لاسکتا اسکو زیر کمند
 زور سی شیر کو غذا ہی کہاں
 اسکی گردش اٹھانی ہے وہاں
 کائے تجکو نہ مار خنجر و شیر
 نوشدارو ہو تیری حق میں نہر
 کیا بہانی نے اسکے اسکو خراب

حکایت سپاہانی شاطر کی

شوخ و چالاک و جنگی و عیا

تہا سپاہان میں ایک میرا پار

پشیم مردم میں تب لگے گانہ
 خوردوان خود کا جو بزرگ ہوا
 وہ ہی اس شانندان میں پاں ہوا
 تو اگر گزری خاک پر میری
 کہ ہو اسعدی خاک لگ کر کیا عم
 پہر اگیتی میں باد سا جالاک
 ہورے عرصہ میں خاک کہا سنگ
 تا کہلا معنی کا یہ تختہ گل
 ہے تعجب سے جو یہ بلبل

ایک وقت سمجھے گا کچھ چیز
 دین دنیا میں سو سترگ ہوا
 جو ضعیفوں کے پاکی خاک ہوا
 ہے قسم تجھ کو یاد ہے میری
 جیسے جی ہی نہ خاک سے ہوا کم
 ہوا بجا رگی سے آخر خاک
 پہر ہوا گرد و ہوا اڑا ننگ
 نہوا ایسا خوش نوا بلبل
 نہ لگے اسکے استخوان رگل

باب پانچواں صنایع

حکایت

ایک شب جو بلا ازیت خیال
 سنا اگر ماوہ گوز میرا کلام
 پر رکھی نبت کی ہی کچھ مٹاؤ

ہوا روشن چراغ حسن مقال
 آفرین کے سواند کیا مقام
 خود نکلتی ہے درد فریاد

ہو کے خنڈہ وہاں وہ گل سا
میں نے سختی بہت نہیں دیکھی

ہوا شیریں زبان بلبل سا
چونکہ سختی نہ تھی کسی سے کسی

حکایت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کی اور اسکی خاکساری

یاد ہے اکیس سال کی یہ بات
کہے کہ پہلے لوگ کوہ پر نالان
ایک دریا بہا یا رو رو کر
پیش ذوالنون کسینی جا کر کہا
لے فرو ماند و نکی عاسی خیر
بھاگا ذوالنون لائے میں کو
پہنچی مدین بہ بیس دن میں خبر
لوتا جہت مصر کو وہاں سے پیر
یک عارف نے خفیہ اس کہا
کہا کہ میں آتی ہے جو ملا
یہاں خوب غور سے جو نظر
لئے بھاگا تھا کہ میرا شر

ہوئی ملک مصر میں برسات
ہوئی باری سی طالب باران
روئے تا چرخ مہربان ہو کر
سچ و محرم خلق پر بیت سے پڑا
کہ ہے مقبول کی عابین
ہوئی بارش گئی جو کہ دن ہو
رویا برس سیاہ دل انہوں
پہری سہل ہا رہی جو غم
اس بر جانی میں تھی حکم کیا
خلاق پر سو ہی فعل سے سدا
خود سی مد تر نہ دیکھا کوئی لبتہ
لوگوں پر خیر کا نہ رو کر

چشم مردم میں کسما ہے
خود کسب کرنے کے شکر ترا

جو بزرگی خود دکھاتا ہے
خود کرے تب بزرگہ امید را

حکایت خلیفہ ثانی کی تواضع میں

تہا کسی تنگ جا میں ایک ا
انکو بچارہ نے نہ بھی پانا
ہو کے رسم کہا کر اندازہ کیا
نہیں اندازہ مگر ہوتی خطا
یہ بزرگان عدل تہو کیسے
جہکے ہیں سارے ہوشمند گزین
متواضع کرنے کے شکر کو باز
خوف و زہار ہووے اگر
منہ ضعیف و نسیمت بگاڑا کر

پاؤں کا جو اسکے پایہ پڑا
جاتے دکھیا نہ خویش و بیگانہ
عدل پر ور عمر نے اسکو کہا
نہیں جانا قصور بخش مرا
جو عربوں کے ساتھ تہو ایسے
رہتی ہی شاخ میوہ سر زمین
تکبر نہ چشم شرم سے باز
جو ڈری اسکی تو خطا سو گزر
ہے کوئی تجھے ہی تو انا تر

حکایت ۲۹

ایک خوش کار اور خوش خوتہا
ایک نے خواب میں سہو دیکھا

زشت خوینو نکاہی نکو گوتہا
مرے پر پوچھا گذرا تجھ پر کیا

لایا مشکل کوئی علی کو حضور
 حاکم خصم بند ملک ستان
 کہتے ہیں بولا انجن سے ایک
 بولا ناخوش نہو کے وہ سُر
 کہا جو جانا اور درست کہا
 ہو کے پانچ سو خوش علی نے کہا
 مجھ سے بہتر کہا ہے دانائے
 آج ہوتا یہاں جو صاحب جاہ
 باہر اُس کو نکالتا حاجب
 کہتا بے عزتی نہ اپنی دکھا
 جو کوئی سر میں رکھتا ہے نپار
 علم سے اُس کو آئی رنج و لال
 ہو و ہر خیز بارش باران
 خاک سے ہی جوا و فتادہ خوار
 مست بکہ پیروں جاہل سخن کے در

تاکہ آسانی کا ملے اُسے نور
 ہوا گویندہ جواب یہاں
 کہ نہیں ایسا ہی امیر نیک
 تو ہی کہہ جو سمجھتا ہی بہتر
 خاک سے خور چیا نا ہی نہ روا
 سچ کہا اُس نے مینو کی ہی خطا
 عالم اُس سے نہیں ہی بالائے
 کرتا اُس پر یہ کہہ سے نہ نگاہ
 مار کر اُس کو پہننا واجب
 بڑوں کے لگے بولنا ہی خطا
 نہیں ہوتا ہی حق شنوز بہار
 وعظ سے اُس کو آئی شرم کمال
 نہ شفاق ہو سنگ پزاران
 گل دکھاتے ہیں کسی تلزہا
 جس جاہل ہو خودی سے سامع پر

چہرہ شویندہ گریب سے ظاہر
 بین یہ عابد برنام و غور
 وہ یہ کہتا ہا لوگ تہی حاضر
 کہتے ہیں کہ بولا عاقل و خوش
 اور اگر اسکا یہ یہ کہنا بجا
 ہے مجھے یہ عیب چونہ آیا
 جو ہے جیسا کہتا ہر امت مان
 وہ جو کہتا ہے مشک کو گندہ
 کہتا ہے جو پیاز کو ایسا
 ہے خلاف طریق و دانش و
 عاقل ہے جو کام سی باز ہے
 نیک ہے تو کہ پہر تر باد خواہ
 لگے دشمن کی بات اگر دشوار
 ہے وہی شخص نیک گو تیرا

صید موشان کو چہ کی خاطر
 بانگِ طبل تہی کی جاتی ہر دور
 مضطرب اسکی سمت تہی ناظر
 اے خدا تو اس غریب کو بخش
 طاقت تو بے دی کہ میں سخن رہا
 کہ مرا عیب چہ کو بتلایا
 جو نہیں کہہ بگا کر اے نادان
 کہنے سے بکتا ہے پراگندہ
 مت بگڑ بلکہ کہہ کہ سے ویسا
 کہ مسعید سے ہو کاوانا کہا
 بندہ خواہوں کی زبان ہو جا
 تیری بد کوئی کی نپائنگارہ
 کہہ سخنی ضعیفوں سے زہار
 عیب چہ کو بتائے جو تیرا

سعدی راہ بیہوشی ساک راہ جو شرف کہتی تھی فرشتوں پر	کر عتسے آپ نے نگاہ خود کو ساک سے سمجھے تھو کہتر
--	--

حکایت مست مطرب اور نیک نخت پارسا کی

شب کو زاہد کے مست نے نین دن جو نکلا وہ نیک مرد حلیم	ما برابر بظ جو کہتا تھا برین لیگیا اسکے پاس کچھ زرو حیم
کہا کل تو تھا مست اور مغرور زخم میرا تو ہو گیا چہرہ	تیرا برابر بظ ہوا مرا سچور تیرا بے زہر ہو گیا چہرہ
اسلئے یار حق میں کب پر سبتے میں سبکی جنت کب پر	

حکایت مردوں کی وفا اور نا اہلون کی جھٹا پر

خوش میں ایک بڑا بزرگان سہنیا وہ تھا خلق سے تنہا	کچھ خلوت میں تھا جہاں سہنان نہ تھا عارف وہ دلوق سی تنہا
جیسے اب بکھیری میں میں آتے کہلا اس پر ر سعادت تھا	خلق کے آگے ہاتھ پھیلاتے بند اور ولسے باب جلالت تھا
ایک شوخی سے بجز بد خو الاماں ایسے کرو دستان سے	ہوا اس نیک مرد کا بد خو دیوبن بیٹے میں سلیمان سے

میں یہی کہتا ہوں کہ ہر ایک نے
 اسے سختی سے کام میں لوگوں کا
 نہ سہیگا بزرگوں سے جو جہا
 کہا ہر ام نے وزیر سے تو
 حاکموں سے جو رنج پاتا ہی

حکایت سید الطائفہ حضرت حنیف بغدادی قدس سرہ اور سگ ضیف کی

دشت صنعا میں دانتو نشی لاجا
 ہوا مچھور مثل رو بہ سپر
 اب بڑھے سے لات کہا تھا
 اپنی نان سے دی آہی نان
 کون ہم دونوں ہی خوش مقوم
 کیا خبر کل کی گدڑی کیا سر پر
 کہوں گا سر پہ تاج عفو خدا
 نہ میگا تو ہوں بہت کتر
 تو ہی دوزخ میں جانہ پائیگا

دیکھا اک سگ حنیف نے یکیا
 زور پیچہ سے وہ غضنفر کی
 آگے آہو پکڑنے جا تا تھا
 دیکھا سنگین و ناتوان اسکو
 روکے کہتا تھا کہ نہیں معلوم
 آج ظاہر میں اس سے ہوں بہتر
 و ایمان نہ پسلیگا جو مرا
 سوت معرفت اگر تن پر
 جے بدنامی سے ہی جائیگا

کیا ہی خوب کئے یہ جواب دیا

منزل ہر پار ہے یہ ہول

چاہے اسکو آپ سے لکھا
نہ کیسی ہے کینہ کی منزل

حکایت بہلول و انانہ کی

کیا ہی بہلول نے کہا ہونکو

ہو تا یہ مدعی جو عارف یار

اپنی ہستی سے جو یہ کہتا خبر

دیکھا جو عارف ستیزہ خو

کہی کرتا نہ خصم سے پرکا

کل جہان آنا اسکو نسبت

حکایت لقمان حکیم و مرد بعد اداوی کی

سنا لقمان حکیم تھا سفیر

یک دن چھا اسکو اپنا غلام

ال ہرین بنا و یا خانا

پا پر گیا ہوا بند

پر پڑ کے اسنے عذر کیا

بہر تک جو تیر اظلم سہا

ین کشتا ہوں حرم ترا

رتو نے خانہ خویش

نہ تھا تیر پرورد و ضعیف اندام

اس سے تعمیر کا کرایا کام

پر کسی نے اسنو نہ پہچانا

ہو القمان سے سخت شرمندہ

ہنکے بولا کہ اب عذر سے کیا

ایک ساعت میں دیکھی گیا جہا

ہے تیری سود زیاں نہ مرا

حکمت معرفت چھے مولیٰ بیش

مرد شب فونے شب جہکایا دوش
 تہا جو ستار و جامہ سخت مکان
 پہر کاراکہ وزو آیا وزو
 چور لے اپنے پانو تیز کئے
 مرد خوش عقدا و شاد ہوا
 ایسے ناپاک پر کہ تہا بے رحم
 سیر سحر وان گینا عجب
 بد ہی جیسے ہین نیکو کرے جیہ

چڑھ کے اوپر گیا وہ صبا ہوش
 لاکے اوپر سو ڈالا اسق و بان
 ابجوانون ہی و تھت یاری مرو
 جامہ پار سا بغل مین لے
 کوہ سر گشتہ با مراد ہوا
 لایا یہ نیک مرد دل سے رحم
 نیک ہون بد نی جو کم کو سبب
 گوہن ستنی مین نیکی کے

حکایت قیاس کی جھاجیب کی خاطر سننے مین

مثل سعدی تہا ایک سا دل
 سخت گوئی یہ اسکی تہا سہتا
 چین برابر و ہوتا تہا کسی
 ایک بولا تھے ہنن کہہ عاز
 عاجز اپنے بدن کو کہتے ہنن
 بخش ہرگز نہ جاہلو کی خطا

تہا کسی سا وہ چہرہ پر مارل
 پیش چوگان گیند ساز ہتا
 غصہ کو تالہ تہا تہا ہنسی سے
 اسقدر سہتا بدن پر مار
 چور تھے مین و شمنو کار لون
 زور مروی کہنے کہتا نہ تہا

ایک شب دیکھا ایک کوٹھے پر
 کی خبر لوگوں کو اٹھا آشوب
 سنی اس پر کہ لڑائی کی صدا
 شور و غل سے انہوں کے گہریا
 لگھلا دل پارسا کا مثل موم
 اٹھتے تاریکی میں ہاں سنی حلا
 کہ نجابین ہوں آشنا تیرا
 نہیں سر پنجہ تجھ سا کوئی اور
 ایک سے آگے خصم کے آنا
 انہیں و باقون پر ہوں تیرا غلام
 تو کہے تو میں لیچلون ہمارا
 و رہی نسا اور چوٹا سا ہی مکان
 اینٹ اوپر تلے دو اک رکھ کر
 کر قناعت جو کچھ ملے اس پر
 ہو کے مکر و فریب سے دجو

ڈالا اک چور نے کندا کر
 اٹھے برسوں سے لیکے ہاتھ میں چو
 اپنا رہا وہاں نہ جاناروا
 پہاگنے کے سوا نہ صبر آیا
 کہ گیا چور رات کو محروم
 دوسری رات جا کے اس سے کہا
 بخدا میں ہوں خاکپا تیرا
 کہ ہے جنگ وری فقط دو
 ایک سے جان بچا کے لے جانا
 بندہ نام ہوں تیرا مجھے نام
 اس مکان پر ہوں جس میں گاہ
 اور مالک نہیں ہی اسکا وہاں
 چڑھی ایک دوسرے کا ندھی پر
 ہے تہیدت جائے سے بہتر
 لایا اپنے مکان پر اسکو

عاقلو تین سی ایک نے پہنہ کہا
 تو نے کیونکر سنی طنین گس
 تو سن لیتا ہی گس کی صدا
 ہتکے بولا کہ اے سر پرور
 یہ نہ جو خلوت کو میں شریک تمام
 میری اخلاق بد چہاٹے ہیں
 کرتی ہی میری ہستی مجکو نسبت
 پس مج کہنا نیکو بہرہ بنتا ہوں
 اہل مجلس سمجھ کے کا لیوہ
 نہوں بدستے سے اگر مسرور
 پڑنے کوئے میں ہتکے تو حجت
 خیر و نیک ہی نہ خوش نصیبی لی
 چاہئے تجھ کو نا صح بہت تر

ہے عجب ای بزرگ را خدا
 جسکا سننا ہی سہا مشکل پس
 بہرہ کہنا تجھے نہیں ہے روا
 بہرہ باطل نبوش سے بہتر
 میں سر پرور عیب پوش مدام
 یعنی مجکو نہیں بہاٹے ہیں
 کہ کر تا ہی میرا مجکو مسست
 تا تکلف سے میں متبراہوں
 کہتے ہیں نیک بد مرا شیوہ
 رکھوں کروار بد سے و امین روز
 بہرہ حاتم ساٹکے سن غیبت
 جسے مانی نہ بات سعدی کی
 نہیں معلوم گزری کیا تجھ پر

حکایت زاہد تبریز اور ایک وزو کی

ملک تبریز میں تھا ایک عزیز
 راتوں کو جاگتا تھا نیک تمیز

ہو کے شرمندہ وہ بالشیبہ پر لگا
 سنکے عارف نے اسکی باکی صدا
 سمجھا اسی نور دیدہ تو یہ راز
 وہ خریدار عاجزی دیکھا
 اسکے در پر ہون مثل سگنالان
 پہنچا چاہے جو قدر والا پر
 وہ ہی اس بنا رہے میں پائین
 سیل آتا ہے جب ہول نہیں
 اوس افتادگی دکھاتی ہے

شرم سے حال یہ نہ پوچھ سکا
 کہا اسلئے وہاں ہی کہہ را
 میں ہی بولا تھا گئے کی آواز
 چوڑا عقل وغرور کا لیکھا
 مثل سگ ہی نہ کوئی بیامان
 ہے تواضع کا شیب بالا بر
 جو بیان خود کو کہتی ہیں بقدر
 کے بل گرا ہی بجانب شیب
 مہر سے تب عروج پاتی ہے

حکایتِ حاتمِ صم کی اور تواضع میں اسکی سیرت کے

کہتے ہیں یہ کلام دانشور
 اتنی آواز کہی کی اسکو
 اسکا کل ضعف خامشی تھا کید
 دیکھا اعتبار دل سے کہا
 نہیں ہر جا ہی قند و شہد و شکر

کہ تھا حاتمِ صم لقین میت کر
 مگر ہی کو جا لی بین چپی تھی جو
 قند سمجھا تھا جسکو سو تھی قید
 صبر کہہ ہی اسیر حرص زرا
 کہیں صیاد و دام ہی ہو مگر

کہینچا جلاؤ سنگدل نے وہاں
 کہتے ہیں زور دے کہتے کہا
 کیونکہ پوچھتے تازو نعمت میں
 نہرو ماخوذ کل میرے خون پر
 کہنا اسکا کیا جو شاہ لڑ گوش
 خوب شش می سوت بوس کیا
 پاتی یہہ پاگہ مارا سے
 غرض اس سے یہہ سوزم کلام
 نہیں مج کیا کہ جب کہہ پیکار
 تب پہنتے ہیں ہوشیار اکثر
 چاہتے نرمی شش دشمن تند

دشمنہ تیر مثل شہ زبانی
 ایچا سینے خون معاف کیا
 خوش باہون میں سکی خدمت میں
 اور خوش ہووین سکی دشمن
 ویک شتم او سکی ہیر لائی جوش
 صاحب نیزہ طبل و گوس کیا
 بجائے اس خوف و خطرہ کی جا سے
 آتش شتم کو ہے آب مدام
 گرم چلتے ہیں ہر طرف تیار
 چندتہ والا ریشمی نجستہ
 تیز شمشیر نرمی سے ہو کند

حکایت صاحبون کے عجز و سنا زمین

ایک ویرانہ میں تھا عارف نیک
 بولاد لین کہ سگ کہا تھی یہاں
 دیکھا ہر سونہ سنگ کا پایا پتہ

سنگے آواز سگ کی ہانسی کیا
 آیا عارف گیا یہاں سے کہاں
 وہاں عارف تھا اور کوئی نہ تھا

ہو کے شرمندہ وہاں سے ہر گنا
 سنکے عارف نے اسکا کی صدا
 سمجھا اور نور دیدہ تو یہ راز
 وہ خریدار عاجزی دیکھا
 اسکے در پر ہون مثل سنگ لان
 بیجا چاہے جو قدر والا پر
 وہ ہی اس بار کہہ میں پائین صدر
 سیل آتا ہے جب ہول نہیں
 اوس افتادگی دکھاتی ہے

شرم سے حال یہ نہ پوچھ سکا
 کہا اسکے وہاں ہی کھڑا
 میں ہی بولا تھا گتے کی آواز
 چوڑا عقل و غرور کا لیکر
 مثل سنگ ہی نہ کوئی بیسیان
 ہے تواضع کا شیب بالا بر
 جو بیان خود کو کہتی ہیں بقدر
 کے بل گرتا ہے بجانب شیب
 مہر سے تب عروج پاتی ہے

۱۹
 حکایت حاتم صم کی اور تواضع میں اسکی سیرت کے

کہ تھا حاتم صم لقمین میت کر
 لکڑی کو جالی میں پھیٹی جو
 قند سمجھا تھا جسکو سوہتی قید
 صبر کہہ ہی اسیر حرص زرا
 کہیں صیاد و دام ہی ہر گھر

کتے میں یہ کلام دانشور
 اتنی آواز کہی کی اسکو
 اسکا کل ضعف خاموشی تھا کید
 دیکھ کر اعتبار دل سے کہا
 نہیں ہر جا ہی قند و شہد و شکر

دشمنہ تیرا مثل شہنہ زبان
 ایچا سینے خون معاف کیا
 خوش رہا ہوں میں سکی خدمت میں
 اور خوش ہووین سکی دشمن
 دیکھ شتم او سکی پیرن لائی جوش
 صاحب نیزہ طبل و گوس کیا
 بجائے اس خوف خطرہ کی جا سے
 اتن شتم کو ہے آب مدام
 گرم چلتے ہیں ہر طرف تیار
 چند تہ والا ریشمی بختہ
 تیز شمشیر نرمی سے ہو کند

کہینچا جلا و سنگدل خون
 کہتے ہیں ذر و دل سے کہتا
 کیونکہ پیوستہ از و نعمت میں
 نہ ہوا خود کل میرے خون پر
 کہنا اسکا کیا چو شاہ فرگوش
 خوب شش می سوت بوس کیا
 پانی یہہ پاکہ مارا سے
 غرض اس سے یہہ سکر نرم کلام
 نہیں جگ کہا کہ جب گہہ پیکار
 تب پہنتے ہیں ہوشیار اکثر
 چاہتے نرمی پیش دشمن تند

سوخا پیت صاحبون کے عجز و سنا زمین

سنگ آواز سنگ کی گونگیا
 آیا عار گیا یہاں سے کہاں
 وہاں عار ہوا اور کوئی نہ تھا

ایک ویرانہ میں تھا عارفیک
 بولا اولین کہ سنگ کہاں ہے یہاں
 دیکھا ہر سونہ سنگ کا پایا پتا

بے ارادت کہاں سعاد ہے	بے سعاد جہان اراد ہے
تیرے دل کو عشق کا کیا سوز	جیسا خورشید کو ہر دل افروز
ہر خودی سے بہرا ہوا ایسا	ہو وی قندیل آب سے جیسا
وہ ہی دمی نور شب کو محفل میں	شمع سان سوز جو کہ دہن میں

حکایت خود بینوں کی

ایک کو کچھ نجوم آتا تھا	پر نہیں آئے میں سماتا تھا
دور سے پیش گوشتیاں کیا	شوق دل پر غور کر چھایا
اس سے وہ آنکھ ہی ملاتا تھا	اسکو اکبات ہی سکھاتا تھا
لگا بے بہرہ وہاں سے پھر نے جب	بولا وہ بلند داناست
عقل سے جانتا ہی خود کو بہرا	کیا بہرہ جو پہلے سے ہو بہرا
ا خودی سے ہی کہ تو پر ہو	پر خودی سے ہی خالی جاتا ہو
خالی سستی سے سعدی بہر جا	معرفت سے بہرا ہوا بہرا

حکایت باب میں نماز غضب کو ایک عالم نرمی کو سوا نہیں کہا سکتے

ایک بندہ بد لکشتہ سے گیا	ڈھونڈنے کو گئے نہ ہاتھ لگا
پہر حو آیا تو شہ نے خشم کیا	واسطے اسکے حکم قتل دیا

جہان کے صالح اگر وہاں آکر
 سنا صالح کے پیہہ جو اس نے کہا
 تہوڑی عرصہ میں نکلا چشمہ نوز
 آدمی بھی اونکو بلوا یا
 آنکے اوپر کی آسنے بارش جو
 سہکے وہ رنج بارش و سرما
 رات دن کرتے تھے جو بیجا
 ایک نے انہیں سے کہا کہ نہان
 کہ پسندیدہ پاتے ہیں عزت
 مثل گل شادی سے ہو خندان
 میں نہیں ہوں غور جاہ جو
 تو بھی کر خویشی سے دور
 آج کہو لاہ میں صلح کا دور
 جو ہو مقبل کر اختیار یہ راہ
 شاخ طوبی سے باروہ کہالی

مارے چوتوں کی توڑوں اسکا سر
 پھر شہزاد وہاں درست نہ تھا
 چشم مردم سے خواب ہو گیا دور
 جا سے بیٹھا جگہ سے بیٹھا یا
 کیا صاف انکا کردل سے وجود
 پائی ایسے معززوں میں جا
 خوشبو کرتے تھے عود سے جامہ
 کہا اے تیرا ہو مطیع جہان
 ہم سے آئی پسند کیا خدمت
 ہوا کو نیدہ پیش رویشان
 پیروں تلکس فقیر و نسیخ کو
 تازہ چہرے سے بہشت میں ہونفوس
 کل در صلح تو بھی بت ذکر
 چاہے عزت اگر گدا کو نیاہ
 بیخ ارادت کا جو ہیں الی

اگے لیجائے مجھے نسخہ ایک
جو میں برجاس تیرنج و پلا
اچھے سہتے میں بار بار کان
سنگ سے ٹوڑ دیتے میں بد کو

عیب گوئی مری سب لوگوں تک
میں ہی لوگ مروا ہ خدا
انکو بد کہنے وہی تورہ ناوان
لوگ مٹی سے بنے تھے سب

سکاپت رویشون کی گستاخی اور بادشاہوں کے علم میں

تہا نکلتا غلام کے ہمراہ
آدھا مثل عرب چہا کر و
شاہ صالح جو جو ایسا بشر
پائے تشویش مند و اشفتہ
یا دخور شید میں ہی حرا و ار
ہوگا محشر میں بھی کوئی داوار
مایل لہو و عیش خاطر خواہ
نہ اٹھاؤں میں قبری کہی سر
بند غم میں ہی یا بہا بہا بیان
کہ ہے ظلم آخرت میں ہی

شاہ صالح تھا ایک شام کا شاہ
پہننا بازار و کوچہ میں برسو
تہا وہ درویش دوست اہل نظر
ایک مسجد میں دو گد اخفت
رات ہی سر نیند ہی شور
ایک نے دو سر کے کی گھٹار
یہ جو میں حکم الہی عالیجاہ
آئین جنت کو عاجز و نہیں اگر
ہے بہشت برین بہا بہا مکان
کیا خوشی دیکھی انسو جسے جی

پست پستے ہیں لغتوں سے تاسر
 انکی کرتا نہیں زیادہ صفت
 ہسنے نے دیکھو ایسی باتیں کہیں
 جسے نے آبرو نہیں کے کم
 شیخ کو اک مرید نے یہ کہا
 بدی سے بچے جو بد بتائے مجھے
 ایک نے تیر بنی کارہ میں سا
 تو اسے لیکے میری پاس آیا
 ہنسکے بولا اسے وہ مرد خدا
 جو بدی ہی کہی سو کم ہی رہی
 وہ گمان ہی سمجھتا ہی جیسا
 وہ ہوا روشناس ابھی سال
 جانتا ہے نہ کوئی میرا عیب
 نیک پندار کون ہے اتنا
 وہ جو خوشن ہو میرا گواہ

جیسے نیک فقیروں کا کہہ پتر
 اپنی سیرت کا کہنا ہی شغوت
 عیب جو دیکھتا ہے نہ کہ نہیں
 آبرو کا کیسے کیا اسے نعم
 گرچہ یہ کہنا کچھ درست نہ تھا
 بدتر اس سے جو سناؤ مجھے
 نہ لگاتن میں اسکا دکھ نہ سہا
 چاہتا ہے جگر میں پہنچا یا
 غم نہیں اس کے کہہ کر اور سنا
 جانتا ہوں تو میں ایک ہی
 مجھے تحقیق ہی کہ ہوں ویسا
 جانے نہ ہفتاد سال کا کیا حال
 مجھے بہتر سوا ہی عالم عیب
 جو کہ میرا عیب ہے جتنا
 نہیں دوزخ سے دور نہیں ہی گناہ

ہاتھ میں آ کر تبت تھا کچھ نر
 نکلا باہر وہ خیرہ رو بد خو
 ایسے خاموش کر ڈھونڈنا
 ظاہر اصوف پوش میں اکثر
 بیٹھے ہیں سگڑے کے گریہ وار
 لائے مسجد میں شہد کی گان
 راہ شجار مردار تے ہیں
 سیتے ہیں پارہ سفید سیاہ
 واہ کیا کرتے ہیں فریب نو
 ہیں یہ شب کوک دہر گردا
 دیکھتے بندگی میں پیروست
 ہیں عصا کلیم سے بس خوار
 نہیں پرہیزگار و دانشور
 پارسیا نہ ہے عبائے تن
 ہندین سنت ہی ہر جزا کے خبر

ڈالنا مثل خاک جو اس پر
 لگا کہنے برا بہلا اسکو
 ایسے پر کر مرد موٹے پناہ
 باطنناہین پلنگ مرد مہر
 صید پر توٹے ہیں سگڑے وار
 صید کرتا ہے گہر میں لے سگان
 لوگوں کے کپڑے ہمہ آثار ہیں
 کہتے ہیں سیم وزر کو جاب پناہ
 گیبوں کہلا کر بیچتے ہیں جو
 دانہ خرمن سے مانگتے ہیں اس
 قصہ و حالت میں بنین ان و پناہ
 خود کو دکھلا کر ہیں ضعیف و نزار
 دنیا لیتے ہیں مول دین دیکر
 اور دخل حبش ہی جاہل زن
 خواب چین زمان وقت سحر

سارے نیکی کرنے بد کے ساتھ
 گناہ پتہ جو حق شناسی کری
 جسے نہ ہرگز خسیس کو برآب
 نہیں دیکھا ہے ایسا نالایق
 ہنسکے بولا کہ ای میری دلبر
 ناخوشی سے بڑی اسنے کہا
 ایسے کے ظلم سے نہ ہوتا
 آپ کو دیکھ کر جی و خوش
 جو یہ صورت ظلم کی مانند
 جو لگا نیکی تو درخت کسنا
 گور کر خجی بہت سے میں صوف
 ہے وہی سر بلند شروسے
 بندہ جاہ سے غم مرنما

مثل گریہ پیرین مسکے ہاتھ
 آدمی سے جو ناسپاسی کری
 جسے تو بیخ پر رقم کر اسکا صواب
 رحم کرنا ہے اس پر کیا لایق
 بیخ اس بات سے نہ اول پر
 یہ بڑا میری واسطے ہی بہلا
 جسکو بیالی سے نہ آؤ خواب
 شکر میں نہ وضعیفونکا عکس
 اسم ہی چاہی جسم کی نند
 پائیگی بار نیکنامی سدا
 گور معروف سے نہیں معرو
 جسکو نفرت ہی تاج منحوسے
 جاہ ہے حل میں ضرور سدا

حکایت ناناہوئی حماقت و نرث گوئی اور صاحب دلوں کی محفل میں

ہوا جسوقت کہ نہ تھا حاصل

ایک شخص ایک مرد سے سائل

اور اس بقعہ میں نہتہا اونکار
 وہ ہی خدمت میں رات کو سنا
 ایک شب سر پر اسکو دوڑا خواب
 انکے میں سے ایسی لگی جسکے جب
 ایسی ناپاک نسل پر نقرین
 میں یہہ پاکیزہ پوش اہل نقین
 جانے کیا مست خواب ناگاہ
 بولا معروف سے کلام خراب
 شیخ تو سنکے پی گیا یہ بات
 بولیں معروف سے نہیں دیکھا
 کہہ سے اٹھہ یہاں سے اب کہ جا
 نیک مئی جو نیکیوں سے زیبا
 کہہ نہ سفلہ کے سر کو بالمشیر
 نیکی کرتی جو بد سے کب شان
 نہیں کہتے کسی سے نیکی نکر

یا تھا معروف یا تھا وہ بیمار
 کرتا مانند مرد جو کہتے
 مروا خفتہ لائے کتب تاب
 لگا وہ و اہیات کہنے تبت
 خالی کرو فریب سے جو نہیں
 صاحب کرو زور و مالع دین
 کہ نہیں سویا شب کو چارہ
 کہ ہو اس سے کیوں نہ غافل خواب
 لیک سنتی تہیں ایسی مستورا
 کیا کہا اس فقیر نے بیجا
 دکہ نہ پامرا ہے وہاں پہ جا
 نیک دی بدوں سے ہے بیجا
 ظالم ہے سنگ پر پتیر
 پیر بولتے ہیں شورہ میں نادان
 کر کے ناکس کہہ نہ نیکی کر

بلکہ اسکی ایک مڑھی لا
 بنا سکتے وہ مرد نیک نہاد
 بد ہے یہ اور اسکی عادت لیک
 اسکی برداشت کر سکو گا جب
 بیچے میں نہیں نکوتی ہے
 ہو محل جو اسکی آفت کا
 گرچہ برداشت اولاً نہ مڑھی

سچ جو پوچھتا ہے یہ مڑھی کا
 بولا اسے مہربان نیک نژاد
 میری حق میں ہے اسکی عادت نیک
 دوسروں کی بھی کر سکو گا تب
 غیر سے اسکی عیب کوئی ہے
 بچہ دینے سے اسکو ہے اچھا
 پڑھی عادت نہ شہد سے کہ ہی

حکایت معروف کرخی اور مسافر بخور کی

راہ معروف کرخی آسنی کی
 ایک مہمان اسکے گہرا آیا
 گئی موئی و صفا سنوروسی
 شب کو اسکا لگا یاد ان لسترا
 وہ تھا پنجاب رات پر بیاب
 پڑتا تا مٹا خصہ کرتا ہتا
 سینہ اپنے اور کرنے سے آہ

جسے معروفی سے بابر کی
 چو مرض سے ہمارگ پر آیا
 رہ گئی جان بدین کم موسی
 روتا ہا زار و زار وہ مضطر
 اسکی بیابی سے ہی سب بخواب
 اور مرتے تھے وہ نہ مرتا ہتا
 تہک کے لوگوں نے لی گریزی آہ

حکایت نیک مردوں کی تو واضح میں

اتکا ایک نیک دست دیوانہ
 لیکن اس صاف دل کے چہرہ کہا
 علم ایسے کے ساتھ ہی سرد و
 کہہ کہ نہ بات تو کہی مجھ کو
 کہے جو شیر سے سر پکار
 پکڑے دیوانہ کے گریبان کو
 ظلم بھی سہلی مہربانی کریں

ایک عابدی جو ہنہاں نہرانہ
 اس سے دل سے گرجہ ظلم سہا
 ایک بولا کہ تو ہی تو ہے مرد
 سنکے یہ بات بولا وہ خوشخو
 مرد نادان سی ہو وی وہ لاجا
 نہیں یا اگر نہ نادان ہو
 عقلمند ایسی زندگانی کریں

حکایت لوگوں کو اعزاز میں

کانا اس عصہ سے کہ خون شریکا
 ایک دختر تھی چوٹی اُسکے گہر
 کیا تری منہ میں کوئی دانت تھا
 بولا اس کے امی مری پیاری
 لیک صفت اپنی دانتوں پر آیا
 کروں گئے کہ خون میں دندن ان تر

ایک صحیح الشین کا سگ نے پنا
 خواب آیا نہ درد و شب بہر
 بچو کے برہم پدیری اسنے کہا
 نیسکے وہ بعد گرنہ وزاری
 خود کو کم زور اس نے کم پانیا
 نہیں ممکن اگرچہ کاتین سر

تلخ گوئی میں ہر خرابی ہے
سیکھہ شیرین زبانِ سعدی ہے

سپہی بولی میں کامیابی ہے
مرنے سے ترش و کونجی ہے

حکایت ایک شہزادہ فروش کی

ایک شکر خند چٹا تھا غسل
بت کمر بستہ شکر سے متام
فی المثل ہر بڑی تھا دیتا اگر
ایک بد خوئی کپہ لگی جو نظر
گیا پھر جو لگانے کو چکر
پہرا اھر سو چکا تا الا
شکر کو بے نقد اپنی گہرا کر
جیسے عاصی عید سے بیزار
اسکی نین لڑہنسی سے اسکو کہا
نان اسکی حرام ہے مجھ کو
مت کر ایجو اجر کار خود پر سخت
مانا تو سیم وزر سیھی ریتا

اسکی شیرینی پر تہی دل بیکل
مشتی تھی کس سے گرد و دام
کہا تو تہی لیکے مثل شہد شکر
اسکے بازار میں ہوا یہ اثر
شہد سر رہتا سر کہ ابرو پر
لکھی نے بھی نہ شہد پر کی جا
بیٹھا گوشہ میں تنگدل جا کر
جیسے زندانی عید سے غماز
شہد سی تلخ ترش و کوسدا
مثل سفرہ کمنہ سکوترے جو
زشت خواب ہتا ہی بد بخت
خوش بیان ہی تو ہی نہ سعدی سا

کیونکہ گلگونہ سے گل رنگ
 ہوا بالوحہ کہ خراب تو کیا
 پر جو بر لب کوئی اٹھاتا ہوتا
 جو کوئی چنگ کہتا تھا بروش
 مست پندار و کبر سے وہ جوان
 ہوا تھا باپ بار بار خفا
 سہا ظلم پر اٹھایا بند
 سخت کہتا جو کہی و الاہل
 لا تا اس میں کسی خیال و غرور
 چنگ سے ڈالے شیر غران ڈال
 پوست خصم کہیں نرمی سے
 مثل سندان جو سخت رہتا ہے
 مت ایسے کہ تہہ سختی کر
 خلق سے ہر کیلی خاطر کر
 کیونکہ یہ نرمی اٹھائیگا سر

دھونے سے چوڑا نہ تہا رخ سنگ
 اتنے دن شراب پی ہی سدا
 مثل دف مٹھنہ یہ مار کہا تا ہتا
 مثل طعنور اسکے ملتی تھی گوش
 پیٹھا گوشہ میں مثل سپرو مان
 کہ تو کہہ اپنا قول فعل صفا
 ہوا سو و مند جیسا پسند
 کہ جد سے کہ جوانی و جہل
 زندہ اسکو چھوڑتا وہ ضرور
 بارش سنگ پر لایا خیال
 دوست ہی ہوو خصم گرمی سے
 شواہب کا پتھر لاسہا ہے
 نرمی کر سختی کر کرین تجھ پر
 ہووی کم زور خواہ زور آور
 میٹھی بولی سے وہ جہکا گیا سر

آہیان تو رکھوں قدم پر سر
 ہتی دور وید سپہ کبریٰ پر
 دیکھی عناب و قند و شمع و شہ آ
 ایک تہا ہست ایک تہا بیہوش
 اس طرف خوش صد تہی مطربا
 سارے بد پوش بادۂ گل رنگ
 جتنے گردن قرار تہی سردار
 تہی دف و چنگ یکدگر شیدا
 اسنے فرمایا توڑ ڈالے سب
 چنگ کو اور رود کو توڑا
 پہوڑی مینجانہ میں شراب کرد
 حوروان چنگ نگون تہی ہا
 نو مہینے سخی خم جو حاملہ تہی
 ناقہ تک پہاڑی جو شکم کی مشک
 کہا اسنے تو سنگ صحن سر

جہل و ناراستی سی بس کر کر
 پیش شہ آیا وہ سخن پر
 شہر نعمت آدمی تہو خراب
 ایک گاتا تہا ایک تہا موش
 اس طرف ساقی کہتا تہا موی
 چنگ سا برین خواب سی سر جنگ
 کوئی نرگس سوانہ تہا بیدار
 نالہ زیر دل سے تہا پیدا
 بدلا وہ عیش صاف در سواب
 مطربوں نے سو کو چوڑا
 اور کالی کدو کی ہی گردن
 بٹا کشتہ سے گویا خون تہا روان
 اس بکھیر میں سنو لڑکی جی
 چشم خونین تہی جام کی پر شک
 کہو دکر دوسرا لگایا بجا

ایک اُس گوشہ گیر کے آگے
 بولا اس زندگی کی خاطر
 دم پر سوز باخبر دل سے
 ناتہ اس پیر اٹھا کے کہا
 خوش ہو یہ اور اس کا وقت خوش
 ایک نئے پوچھا ان کو فرجام
 ایک ہی چاہے نیکی بدچاہ
 بولا وہ عقلمند صاحب عیش
 نہیں کہتا کلام ناواجب
 کہ اگر اپنی خوشی کے باز آئے
 ہے فقط پھر وہ عیش مدام
 اس سخن ساز نے کہی جو بات
 وجد سے آب چشم پر لایا
 دل جلا اس کا شوق سیرا کہ
 آدمی ہیچا پیش نیک نہاد

سر خدمت زمین پر لاکے
 کرو عاظمین عاجز و قاصر
 ہے قوی لاکہ تیغ قاتل سے
 ای خدائے کریم ارض و سما
 اس کا ہر ایک وقت رکبہ عکس
 ایسے بد سے ہونیکی کا کیا کام
 چاہی ہو خلاق و شہر کا بدخواہ
 جو سمجھتا نہیں ہے رہ خاموش
 چاہتا ہوں یہ حق ہی سوتا ہے
 عیش و آرام جاودان ہائے
 چوٹے زمین کے اسکے عیش مدام
 ایک نے شاہ سے کہی عیبات
 سیل سا بہکے چہرہ پر آیا
 چہک گئیں چشم موم کو اسے
 تا بانہ کہ سن مری نسیرو

اہل مجلس نسبت محیا شور
گئی سر سو نقیب تیچے دون
ایک لاکہ ایسا عذب بیان
آفرین اس کے چنے ایسا کہا

کہ کہا لئے یہہ آیا تہا منہ زور
کہ ہے دیکھا کسی نے ایسا بون
صرف سعدی کو جانتی تہن بیان
دیکھ کر وہی کو میٹھا کیسا کہا

حکایت شاہ زادہ گنج کی تو بہ کر کے مین

ایک تہا شاہ زادہ گنج
ایسا سجد میں مست گاتا ہوا
ایک مقصودہ میں تہا زار ایک
بات پر اس کے مجمع تہے عوام
اسنے سعیرتی وہاں پر کی
ہو وی منکر جو بادشہ کا قدم
دیتی ہی پیش سیرنگت گل
نہی منکر جو تہے ہو ممکن
گرنہن باختیا ہے تہہ کو
نہی محیاں دست زبان

محض نالایق اور سرخسہ
مے پے سا نگین بجا تہا ہوا
بات تہی دل پذیر دل تہا نیک
بنین عالم تو مستمع ہو دم
اک سربانی اہونکی جان پر کی
کون معنہ اور امر کا ہر دم
جیسی آواز خنک پیش دل
منت اپاچ سا بیٹہ کر کہوں
کہہ نہ اندرز سے سدہرتی ہو
کرین ہمت سے مرد مری عیا

سیر زبکی میں کہ نہیں ہے یہی
 رکابہ نہ دستار و ریش سے کہیں
 آدھی جوین صرف صورت کی
 اگر تقدیر نہ تلائیں مسئل
 تاسے تھی بوریامین کو فحیت
 نہیں اپنا نکالیں خرو سو نام
 الیک کو رہی ہے ایک حصے جو
 مجھے کہہ ملنے کا نہیں ہے تجھے
 نہیں منعم سے مال سے بہتر
 ہوا یہ مروست یون کو یا
 ہو و آرزوہ کا کلام کر دیا
 ہو سکے خصم کا نکال مارا
 ہو گیا قاضی اسقدر لاجاپر
 ہا تجب کے مانے بہت گزارا
 اس طرف نہ جوان و مانے گنا

ہے کہ دوسرے بزرگ پر سے تھی
 وہ زونوی ہو تو یہ ہے سو کہی اس
 چاہے تپت بین ہورت سی
 رفعت و نحسی کہہ مثل زحل
 پر نہیں نیشکر کی خاصیت
 چلین پیچھے تری نزار غلام
 لیا کیچڑ سے کیا کہا اسکو
 ریشمی کرٹے میں نہ بانڈہ مجھے
 خرے گواؤڑے نعل طلسم خر
 کینہ سینہ سے اپنی لون و ہویا
 سستی مت کر جو خصم ہو پڑا
 وقت دہو نیک گاتہ ہو دل سے غبار
 نکلا منہ سے یہ دن جو اوشور
 چشم نہیں و نون فرقدین ہوا
 دہو نڈیا لیکر کہیں پتانہ لگا

اک کہن جامہ عالم مفلس
 دیکھ کر قاضی نے نگاہ کڑی
 کہ نہیں جانتا ہے ایسا دان
 بیٹھتے بیٹھے قسیر سے جا کر
 تو بزرگون کی جا دلیری تکر
 نہیں ہر آدمی سے لایق صدر
 اور کیا حاجت نصیحت ہے
 بیٹھتا ہے جو بیٹھے غریب سے
 آگ سا کہنیا آسردل سحر ہوان
 عالموں نے کی علم کی تکرار
 واکیا جنگ رعد کا در
 گویا شاہ خر و س لٹتے تھے
 ایک عصہ کے بارے میں خود مست
 عقدہ پیدار تھا مشکل
 وہ کہن جامہ پوش اخیر کشین

محاسن قاضی میں ہوا بس
 کی معرفت نے استین پکڑی
 یہہ مکان سے نہیں کے سائیاں
 یا کھڑا رہے نہیں تو جا باہر
 زور پنجہ نہیں ہے شیری تکر
 جای ہر آدمی سے لایق قدر
 کم عقوبت نہ یہہ نصیحت ہے
 نہیں بڑتا ہے بیٹھے دولت سے
 اٹھکے اونچے سے بیٹھے ہوان
 چلے آپس میں کیوں نہیں ہتیار
 نہیں اور مان کا جوا ہتیا سر
 چونچ اور چنگ سے جھگڑتے تھے
 ماسا ہتا زمین پہ دو سر اور دست
 نہ کسی کو تھی راہ حل حاصل
 آیا عرش میں مثل شیر عین

بخشے آئے کہ جو کام جو زنت
 اس عبادت پرست کو جو عار
 کہہ قیامت میں اس سے موت کا
 درد و سوزش و آسکا خون و جگر
 نہیں آگہہ پیار گاہ غسی
 جس کا جامہ پہ پا ک و دل ہی لید
 عاجزی و عری اس در پر
 خود کو چونکے سمجھے سو ہے برا
 کہ نہ مردی کا مرد ہی تو بیان
 پوست نکلا پیاز سا خالی
 فائدہ ایسی بندگی سے کیا
 بر طاعت نہ پاسے ناخرد
 یاد رہی میں عاقلوں سے کلام
 جو گنہگار کے خوف خدا

فضل سے کہ وہ جاہل
 اسکی صحبت سے خلد میں ہونا
 خلا اسکی ہے ورنہ اسکی جا
 شک یہ ہے بندگی پر اسکو اگر
 عاجزی اپنی ہے نہ کبر و منی
 اسکو ورنہ کی چاہے نہ کلید
 طاعت و خود پسندی سے بہتر
 کہ خدائی میں ہی خودی کو نہ جا
 فوق لیجائی ہر سوار کہ سان
 پستہ سنا جو نہ سمجھا تھا خالی
 عذر تقصیر بندگی و کہلا
 جو ہو خالق سے نیک و خلوص
 یاد کہ جسے ایک یہی آدم
 زائد بندگی نام سے بہلا

حکایت دانشمند درویش اور متکبر تاجر کی

ہوا آزاد طفلی میں جو ہوا
 بخش آفریدگار گناہ
 بیان یہ سپر گوشہ میں نالان
 سرنگون تہا یہ شمساری سے
 وہاں عابد نے پر غوری سے
 کہ یہ ناحس مدبر و جاہل
 تاگردن پڑا ہے آتش میں
 ایسی کیا خیر کی ہو اسکو جو
 اچھا ہے یہ نہا لسنے باہر ہو
 اسکی صورت سے ہوا ہون برابر
 ہو میں حاضر جو شہر کو حضور
 اس تصور میں تھا کہ حق ہی پیام
 گو یہ عالم اور وہ ہی جہول
 اسنے جسنے کہے میں جن بر باد
 اسکو چوائے ہونے کے چن پارہ

کہ نہ پیری میں شمسار ہوا
 کہ نہیں مجھ کو نیک کار شاہ
 کہ پکڑ میرا ہتھ امیر سخاں
 چشم سے اشک حیف جاری ہے
 ترش البرو کی اس پہ دوری سے
 لگے ہم میں کہاں ہوا داخل
 عمر کہو کہ کمینہ خوار شمس میں
 میری اور روح حق کی صحبت
 کار و دوزخ پر اپنے حاضر ہو
 کہ مبادا جلای اسکی نار
 ایخدا مجھ کو اس سے کہیو دور
 پہنچا حضرت کو انکو تہیے سلام
 مجھ کو ان دنوں کی عاہی قبول
 کی ہی مجھے بسوز دل فریاد
 نگر و ناپنے دوزخ آوارہ

سر تباہی عقل و حسام سی پر
 ذیل ناراستی سے آلودہ
 بہانہ چلتا وہ چال بینا کی
 مثل قحط اس خوف کھاتی تو
 تھا ہوا وہوس سے خرمین سوز
 متنعم تھا ایسا نامہ سیاہ
 تھا گنہ گار و خود سرفا جاہ
 کہتے ہیں گہرین ایک عابد کے
 آیا نیچے وہین وہ گوشہ نشین
 دور ہی سے وہ عاصی کھیان
 متاثر ہوا پشیمان وار
 تھا نخل غدر خواہ زیر لب
 اشک باران تھی مثل بارش منہ
 دیا برباد نقد عمر شیریز
 مجہد سا زندہ کوئی نہوا صلا

پیٹ تھا القیمہ حرام سے پر
 دودہ ناداشتی سے اندوہ
 نہیں ستا مقال و انا کی
 مہ نوسا سے بتاتے تھے
 نہ تھا نیکی سے نام نیک اندوز
 نہ تھی نامہ میں جاوہر گناہ
 مست و مخمور روز و شب ظاہر
 حضرت عیسیٰ آئے جنگل سے
 چومی انکی ملازمت کی مین
 ہوا نور انکا دیکھ کر حیران
 جسے درویش پیش پایہ وار
 خواب غفلت میں زندگی تھی
 کہ گئی عمر مفت ہاے دریغ
 نہ خریدی کوئی صواب کی چیز
 مرگ میرا زندگی سے پہلا

کب سمجھتا ہے مرد دانشمند
 اس سے بہترین کوئی درج
 تجہہ ساتھ پر غرور کرتا ہے جب
 جیسے مغرور شہکوی مغرور
 تو اگر اونچے پر ہے ستادہ
 بیشتر ایسا وہ پڑتے ہیں
 مانا تو عیب سے بڑی ہونے لے
 اک در کعبہ پر ہے ستادہ
 جو بلائے اُسے تو روکے کون
 نہ عمل پر اُسے بہر دوسرے

سرگرائی میں اپنی قدر لیں
 کہ پسندیدہ خوئے خلقت
 تو بزرگ اسکو مانتا ہے کب
 تو ہی اور ونگو ہی جو ہی مغرور
 ہنس نہ اسکو جو ہو وی افادہ
 اونکی جا او فادہ چڑھے ہیں
 رنج مجھ عیب سے بہرے کوندے
 اک وز میکہ پر افتادہ
 جو نکالے اُسے تو روکے کون
 نہ اُسے بند باب تو بہرے

حکایت عیسیٰ علیہ السلام اور عابد ناپارسی کی

کہتے ہیں ایسا رویاں کلام
 ایک نے کی تھی زندگی برباد
 سخت ناپاک و شوخ و نامہ سیاہ
 کہوئی عمر عزیز بے حاصل

عبد عیسیٰ میں پہنچے انکو سلام
 نہ تھا خبر جہل و گم رہی کچھ نادر
 اس سے بلیں مانگتا تھا پناہ
 ہو کے پیدائہ خوش کیا کوئی دل

اک ہی ہے طرقت ریش
 کر تواضع جو بزرگی کی چاہ

کہے کہے او فادہ وہ تن خویش
 اور اس بام کی نہیں کی راہ

حکایت سلطان بائزید کی

عید کو بائزید نیک سیر
 ایک نے ایک طشت خاکستر
 اکہہ دستار پر تھی اور منور
 کتا تھا نفس میں ہوں لاچار
 وہ دین کرے تین بزرگ نگاہ
 میں گفار و ننگ میں عظمت
 نہ کو پائے گا بہشت میں جا
 تواضع میں فحش و عنف
 شتی سرنگونی کی ہے راہ

گہر سے نکلا ہوا کے وقت
 بیخبر ڈالا کوٹھے سے اسپر
 دست شکرانہ طسا تھا او پر
 مجھے اس اکہہ سے نہیں کچھ عار
 تو خدا بینی خویش میں سو سخاہ
 نہیں پندار و دعویٰ میں فحش
 طالب معنی تارک و عوار
 ہے تکبر میں نکبت و دولت
 برتری چاہی برتری مت چاہ

نار عجب کی عاقبت اور اسکی شکستگی کی برکت میں

ت دنیا کو کیا خبر دین سے
 کی چاہی تو مثل خسان

کیا خدا بینی ہو وی خود دین سے
 مت حقارت سے دیکھہ سو گسان

کون ہوں میں ہاں جہاں آیا
آپ کو جب نگاہ سے ڈالا
آسمان نے بنایا اوسکا کار
پانی ایسی بلندی جو ہوا ^{سست} پہ

وہ اگر ہے تو میں نہیں تھا
لیکے پھی نے گو دین پالا
ہوا لو لوسے نامور شہوار
نیستی اختیار کی ہوا ہست

حکایت مردان حق کی آپ کو حقارت سے دیکھنے میں

ایا دریا سے اک جوان عاقل
دیکھا کہتا ہے فضل و قہر و تمیز
ایک دن بولا سرورِ صلحا
مرد ہر و نے یہ کلام سنا
سمجھے او سپر فرید و سپر تمام
ایک خادم نے لڑاہ میں دیکھا
تو نہ کچھہ خود پسندی ہی سمجھا
رویا باصدق و سوز یہ سنکر
دیکھی میںے وہاں گردنہ خاک
اسلئے وہاں سے میں ہوا پس پا

ہوا در بند روم میں داخل
رخت اسکار کہا بجا سے عزیز
چار گرد و غبار مسجد کا
چل دیا اٹکے پہر پتہ نہ ملا
بہنیں خدمت سے کچھ فقیر کو کم
دوسرے دن کہا کیا عجیب
مرد خدمت سے پانی میں درجا
بولایا دل فروز جان پرور
میں ہی اس پاک جا میں تہا پاک
چاہئے پاک خاک سے وہ جا

ایک پرارت رکھتی تھی کل
 دو دوسرے رہتا اور بہتی گویا
 ہوا چاہے جو عاشقی آموز
 دست عاشق مراد نہ اٹھائے
 گور مقبول یار پریت رو
 جو یہ عاشق تورہ مرض کسنا
 کہتا ہوں تجھ سے جانہ دریا پر

ایک ہی رخ نے کرویا گل
 عاقبت ہی پہہ عشق کی گویا
 مرگ ہے باعث فرج فرسوز
 تیرا سنگ گرچہ سر پر ہے
 اسکا مقبول ہو گیا خوش ہو
 مثل سعدی کی نہ ہو عرصن ہاتھ
 جاے تو تن کو نذر دریا کر

باب چوتھا تواضع میں

خاک سے تو بنا ہے اور بند ہے
 مہت ہو جائے سوز و طامع سرکش
 نار سوزندہ سر اٹھاتی ہے
 سرکشی اس سے ہے کمی اس سے

اسلئے خاک ساری میں تن و
 ہے بنا خاک سے نہ بن آتش
 خاک بچارہ تن گراتی ہے
 بنے دیو اس سے آدمی اس سے

حکایت سی معنی میں

ہوا دریا کو دیکھ کر حیران

گرا بادل سے قطرہ باران

مثل خود دین سے خود پرست کی جاہ
 جب گسر لپایا ہی مینے یہہ کار
 ہے سر انداز عشق میں صادق
 ایک دن موت کیگی میری جان
 موت لکھی ہوئی ہے جب سر پر
 نہ مر گیا تو ایک دن لاچار

کو چہ پر خطر میں مست کی راہ
 تب ہی گسر ہوا ہون دل بڑا
 اور بیزہرہ خویش پر عاشق
 اس سے بہتر کہ کیوسے وہ جانان
 دست دلبر سے مرنا ہے بہتر
 کیون نہیں مرنا پھر پائے یار

مکالمہ شمع اور پروانہ کا

سنا ایک شب جو میں نہیں سوا
 میں ہوں عاشق اگر جوں بجا
 بولی اور نیک خواہ مسکین یار
 مجھ سے شیرینی ہوتی ہے برباد
 ایسا کہتی تھی سیل در فہان
 عشق ای مدعی نہیں تیرا کام
 تو گر زان ہے شعلہ سے داہم
 آتش عشق ہی تری پر سوز

ہوا پروانہ شمع سے گویا
 گریہ و سوز تھمکو کیوں کھپلا
 اٹھ گیا میرا شہد شیرین یار
 اٹھتی ہے سر میں آتش فنا و
 اسکے رخسار زرد پر تہا عیان
 نہ دل صبر ہے نہ پای و قیام
 اور میں جلتی رہتی ہوں قائم
 دیکھتا ہے وہ میری سوز

نہیں دل کسان کا واماں کش
 آگ میں خود نہیں ہون جو افکن
 دور تہا تب سے دل جلاتا ہے
 وہ نہیں کرتا شاہد ہی میں یار
 عیب کیا یار کے تو لا میں
 کیوں ہی آرتلف نہیں عیان
 میں ہوں سوزاں کہ نہ ہوں باز کو
 پر تو مت کہہ کہ اپنے لائق حال
 پسند شوریدہ حال کو مے جو
 اسکو دینا سچا ہے کہ ہی پسند
 ہاتھ سے جسکے چہٹ گئی ہو عیاں
 یہ سجن سندا باد سے ہے یاد
 باد سے نار ہوتی ہی روشن
 تو برا کرتا ہے کہ دل میرا
 ہمنشین ڈھونڈا آپ سے بہتر

اشتیاق اسکا ہے گریبان کش
 شوق اسکا ہے حلقہ گردن
 نہ کہ اب شعلہ جب لگاتا ہے
 کہ سکین زایدانہ پہ کہ گفتار
 خوش ہوں مرنیکو یار کیا میں
 کہ روا ہی ہوں وہ ہو وہاں
 جسمین تاثیر سوز یار نہو
 پیدا کر کوئی یار نیک خصال
 کہے چھو کے کاٹے سمیت و
 پسند جسکو نہو عرفانہ مسند
 کہہ نہ اسکو کہ مت ہو نیز روان
 عشق ہے نار اور پسند ہی باد
 چتیا ہوتا ہی مار سے دشمن
 چاہتا ہے مجھہ ایسے پر پیرا
 وقت کہوتی ہے صحبت کہتر

جامہ پوشیدہ مرد ہوتا ہے غرق
بے تعلق ہو پوری تو وصل

مست بین پیر نام خسرو زرق
بے تعلق ہی اور میان جاہل

حکایت ۲۷

چاہا اسکو جو ہوتی شایان
شہرہ میں اور شمع میں ہی فرق
چاہے مردی پہلے پہر سیکار
آہنیں پنجہ سے عبرت ہی زور
دوست برکتا ہی محض ناوانی
اسکی خاطر جو کہوئی تو جی کو
دیکھے کہائے خیالی بہودہ پر
بادشاہ کا جس یہ دل سے لے
کہے تجھے غریب کنی کچھ چاہ
تو ہے بیچارہ تجھے گرم ہے
گر جلون میں تو کیا ہی استعجاب
شعلہ ہی میری واسطے گلزار

کہا پروانہ سے کہ امی نادان
راہ وہ چل کہ دیکھے راہ رجا
نہ سمندر ہے پر نہ گردنار
خوڑ سے پوشیدہ ہو وہ شوکت
جانکرا بنا دشمن جانی
کوئی تھیکو نہیں کہے نیکو
جو گدا چاہے شاہ سے دختر
تجہ سے کو کب خیال میں لائے
مست سمجھ لیسے جلسہ میں گاہ
اور سب سے اگرچہ نرم ہے
کیا ہی پروانہ نے دیا ہی جوا
ہے خلیل آسائیر دل میں نار

منتشر بادِ سج سے گل ہو
 ہے جہان میں سماعِ مستی و شہو
 کہہ نہ درویش مست کو تو بڑا
 نہیں دیکھا کہ کیا حدِ عجب
 طب و شہراوت کو ہی اگر

تہ کہ ہیرم تبر سے کٹی ہے جو
 لیک کیا آئینہ میں شہو کو
 دستِ پامارتا ہے غرق ہوا
 اونٹ کو لاتی ہے برقص و طب
 ادھی کو اگر ہو تو ہے نہ

حکایت ۲۶

ایک شکر لب جوان تھا ناموز
 باپ اس سے بگڑا تھا اکثر
 ایک دن اس کا سر کیا جو گوش
 کہتا تھا سو کے اشک سے دربار
 نہیں معلوم کس لئے یہ مست
 یاز ہو دل پہ واردات کا در
 یاد جانان میں ہو وہ رقصا
 مانا تو پیر نے میں سے ہشیار
 مانا تو ہے شہا و ریکیتا

مارنے سوز سا تھا خود دل سوز
 اور رکھتا تھا نے کو آتش پر
 ہو گیا آپ بخود وہ پہوش
 آگ کی تپنے والے مجھ میں ابی بار
 رقص میں اپنی تپتے ہیں دست
 بیج آئے یہ کائنات نظر
 جو کہے اپنی استین میں جان
 پیرا نے ہر منگی سے بار
 جز برہنہ نہ ماتے دست پامارتا

اگتی ہی دانہ سے نبات کہان
 اگر گی ایسا آستانے خدا
 جب تک اپنا بے خیال ہے
 یہہ اشارہ انہن کو ہی معلوم
 ہووے مطرب صدای مایستور
 کوئی بھی کہی نہ پر بارے
 حال آشفته جانے کیا بم وزیر
 گانے والا کہی تہین خاموش
 ہوں جو آشفته حال بادہ پرست
 مثل دولاب پرخ میں آئین
 سر رضا کار کہین گریبان پر
 میں جاؤں سماع کیا ہے مگر
 برج معنی ہی جو ہوا سکی طیر
 اور جو ہو ہو بازی پر مایل
 نہیں مرد سماع شہوت باز

جب تک خاک میں ہو وہ نہان
 ہووے گا آپ سے تو آپ خدا
 جانتا اپنا ہے محال ہے
 جو سمجھتے ہیں آپ کو معلوم
 کہے دل میں اگر صحبت دشور
 پیش شوریدہ جو نہ سہارا
 روئے آواز جانور سے فقیر
 لیک دم نہین کہلا ہی گوش
 ہووین دولاب کی صدا پرست
 مثل دولاب شک بہر لائین
 نہو طاقت تو ہوں گریبان پر
 مستمع کو سنا ہی جانوں اگر
 چہورے نیچے ملک کو سکی سیر
 لہو کی ہوزیادتی حاصل
 خفتہ کو کیا آٹھاسے خوش آواز

کہ نہ تیرا یک سے زبرد دوست
 نہیں غرقہ کو دہشت باران
 نہ کہے کہ خیال شیشہ تنگ
 ہوا ایک دیو اس سے ہم بتر
 کوئی یار سکا تہانہ واقف آراز
 گیا سردی کے مار سے پھینچ
 کہ مو آب سُر کے اندر
 رکھے مجھے لفظ کفر سے تو معاف
 اسکی الفت سے صبر مشکل
 دیکھہ جان پراٹھانا ہوں کیا یار
 اور کیا جان پاک کا مسکن
 کہ ہے حسان و فضل اسکا

سہتا تھا جو خرم ہر دوست
 نہیں آگاہ طعنے یاران
 پائے دل جسکا ہو وزیر سنگ
 ایک شب صورت پر می پیکر
 صبح اسکو نہ ہی مجال ناز
 نار اپنی مین غوطہ وقت سحر
 ایک ناصح ہوا لامست گر
 سنکے بولا وہ صاحب انصاف
 چھینا کہ روز اس پیر نے دل
 نہ خوشی کا کیا کہی اظہار
 جسنے یہ خاک سے بنایا تن
 گر سہوں اسکا بار امر حیا

گھنٹا اہل دل کو سماع میں اور حق باطل کی تفریق میں

ورنہ اپنی عافیت کی راہ
 زندہ ہوگا جو وہ کر لگی ہلاک

گر ہے عاشق تو آپ کو مت چاہ
 مت محبت سو ڈرا کر کر خاک

ہنس کے بولا امید و سچ سے تب
آخر اللہ بس کے فیضان سے

کانپتا تھا میرا بدن بیدِ طرب
ہوا استغنی مال گہوان سے

حکایت حق شناس مرد کی

شام کے ایک شہر میں چل پکڑا
باد بے کی تھی اسے جو لہر لہر
کہ کہا گزشتہ شاہ فرمائے
جاننے دوست ایسے دشمن کو
عزت و جاہ یا سوزت و قید
اے خرد مند کہہ مرض سے یہیم
کہا بلاشبہ وہ جو دیوی صیب

ہوا ایک پیر نیک کو پکڑا
جب بید و پامین ڈالی تھی زنجیر
کسی طاقت جو لوٹنے آئے
دوست سے جو ہوا معین ہو
باعث او سکا ہی حق نہ عمر زید
جو دو اناج تھجا کو بھیجے حکیم
وانا بیمار سے سوا ہے طبیب

حکایت عاشقِ صادق و پارِ ساکی

ایک کا دل تھا میرا سا مال
تھا جو دیو پوش اور نہرانہ
اپنے پار و نچی مار کہا تا بہت
ایسا غالبِ حیاں دل پر تہا

ایک پر تہین خرابیانِ حال
ہوا مشہور سب مین و دیوانہ
مثل شمار چرکاتا تھا
کہ لکد کوٹ کا سہہ تہا

دیکھی ہے بارگاہ شاہ بہمان
 کہ سمجھتا ہے ایک سو
 جب پھر سعیدی ندیوں کوئی تہا

دہشت آلودہ میں بزرگ زمان
 ابھی تک تو ہے گانوں کے اندر
 نیربان آوروں سے ہو وہ تھا

حکایت گرم شب تاب کی

شب کو روشن چراغ سا کرمان
 کسلے دن میں تہا ہر نایاب
 عاقلانہ اسے جواب دیا
 پر نہیں شیں مہر میں پیدا

دیکھا ہو ویکھا صحرا میں بیشک
 ایک نے پوچھا کہ شب تاب
 آتشیں گرم خاک ناونے کیا
 صحیحی سہری رات دن ہو جا

حکایت دانشمند کی انابک سعد بن زنگی کے ساتھ

کی بہت بڑی پریشانی کے صدمت
 جاے زیبا سے قدر دانی کی
 پہنیکا خلعت اٹھی پہن سوزن
 کہ اٹھا اور گیا بیباں میں
 کیا ہوا جو بدل گیا تیرا حال
 تیرا اعراض پر درست نہیں

سعد زنگی کی ایک نے بخت
 لیس مخلص سے مہربانی کی
 دیکھا اللہ لیس جو نقش زر
 شعلہ سوزش سے پہر لگا جانین
 ایک صحرائی نے کیا پہر سوال
 چومی جب تین جا پہ تو نے زمین

آئے اُس سے میں کمتر
بحر موج سے ہے بڑا
سورت گنہ گنہ پونجی پوان
نہیہ ہر ایک ڈرہ ہے
ہستہ اگر اٹھائے علم

جسکی ہستی سے بہت میں کیسر
اوج سے آسمان بلبلد کہ پڑا
اہل سعی میں جا کے پہنچے جہان
اور یہ بحر ایک قطرہ ہے
سر چھپائے جہان بحیرہ دم

شکر سلطان ان میں

حکایت و مقام کی

یک دمہ کاریس اسکا سپر
دیکھی چاوش اور تیغ و تبر
سہاوان باک ان شکار فلکن
گیسے تن یہ پر نیانی قباہ
دیکھا جب اسنے پہ فرویا یہ
کہ آثار رنگش ہوا حیران
کہ کجا بولا کہ تو ہی ہے شہر
کیا ہوا کسی ٹوری جان امید
ہو لایان حاکم اور سر ہون

گئے ایک شہ کو قلب کو اندر
اطلسی وزری قبا سے و کمر
بندے ترکش کش اور ناو کن
کسیکے سر چہرانی کلاہ
سہجہا تب باپ کو فرمایہ
ایک بیچولہ میں ہوا پشمان
کہ بزرگان وہ کا ہے شہر
کئے کانپا جیسے باو سے مید
جب تک ہے وہ کے اندر ہون

ڈالا سجادہ اسنے بر سر آب
 شب کو بدبو شئی سے نہنیاں ہویا
 اے نکور اے کیا عجب آیا
 اہل صورت نہنیں سمجھتے ہیں حال
 نہنیں جس طفل کو شہر سے خیر
 پس جو تہہ میں عرق جڑا
 حافظ یار سے ایسا
 ہے شناور کے ساتھ جو لڑکا
 مرد سا کب چلے تو دریا پر

جانا میں کج خیال ہے یا خواب
 صبح دم دیکھ کر ہوا گویا
 تجھے کشتی مجھے حنہ لایا
 اب آتش میں چلے ہیں بدل
 رکھتی لڑکی ماورائے نظیر
 سو میں منظور چشم لطف خدا
 حافظ موسیٰ ہار سے جیسا
 سو نہنیں کہتا و جلد سے دھڑکا
 رکھتا ہے خشکی پر بھی امن تر

۱۹
 حکایت واجب تعالیٰ کے موجودات کی، سچی مین

عقل کی مین تیج پر مین تیج
 یہ حقایق شناس سے کہتے
 نہ کہیں کیا مین پر یہ ارض و سما
 ہے پسندیدہ یہ سوال مگر
 کہ بیابان و بحر و کوہ و فلک

جز خدا جانتے مین عارف، تیج
 ڈرتے اہل قیاس سے رہتے
 یہ نہ دو دو دام و آدمی مین کیا
 دون جواب اسکا ہو پسند اگر
 پری و آدمی و دیو و ملک

<p>مال غارت سے لایا ہی تو کیا آگے ساتھ ساتھ بیوں آیا نہیں کہتا ہوں جیسا نعمت سے مست ہو خدمت سے شاہ کو غافل حق سے جبری جسے تمنا ہے پاس خورشید سکوئی نہ پاس یار نہیں کہتا ہی غیب کا چہرہ از گردِ حرم ہوا اٹھے ہے جہان لہنا بنیاوار ہوتا ہے مرد</p>	<p>دیکھ کر شاہ نے اسے پوچھا عرض کی میں تو کچھ نہیں لایا شغل رکھتا ہوں جیسا خدمت سے ہے اگر بارگاہ میں داخل وہ خلاف طریق چلتا ہے جسکو احسان ہر ایسے درکار وہن آرزو تک سے باز ہے حقیقت کا ایک نقشِ مکان نہیں کہا کہ اٹھتی ہی جب گرد</p>
--	--

حکایت مردوں کی ثابت قدمی میں

<p>جا کے مغرب میں پہنچ کر لپ جو کشتی پر اور اسے رکھنا لاچار کی وہ کشتی وہاں سے مثلِ خان قبہ تہنہ مار کے ہوا گویا لاتا ہے لائیک گامچے ہی سو</p>	<p>باری ایک پیر اور میں ہر دو ایک دم تھا مجھے کیا اسوار ناخدا ترس ناخدا لے روان میں جو اس ساتھی کے لئے رویا روز میری لئے کشتی جو</p>
--	--

اٹھ گیا سسر شور لیلیٰ مگر
 سنکے رویا کمال و مجبور
 آپ ہی زخم دل سے ہوں مضطر
 نہ سدا دور ہی سے بصوری ہے
 کہا ایسا وفا مبارک خو
 بولامت کر تو میرا ذکر وہاں

گئی خواہش ہو خیال دگر
 بولا ای خواجہ کہ ہے مجھ معذور
 کیوں چہرے کتاب سے تو نمک سپر
 بیشتر دوری خود ضروری ہے
 کہہ جو لیلیٰ سے کہنا ہو تجھ کو
 حیف ہے ذکر میرا وہ ہی جہاں

حکایت ایاز اور سلطان محمود کی

عیب جو شاہ غزنین کا ہوا ایک
 بنین بس گل کو رنگ و بو حاصل
 کہا محمود سے کسی نے یہ حال
 بولا عاشق ہوں نیک خوئی پر
 کہتے ہیں ایک کو میں ایک شہ
 بہر غارت ملک نے حکم دیا
 سب سوار کے ساتھ چوٹے
 اتنے جو تھے غلام دولت خواہ

کہ نہیں صورتہ ایاز ہے نیک
 ہے عجب نبل اس تیج ہو مایل
 ہوا پچھدہ فکر سے بکمال
 نہ قد و بالا کی نکوئی پر
 گرا صندوق ٹوٹے بکھرے دور
 اور گہوڑے کو دہانے تیز کیا
 ڈر و مرجان کی لوٹ پر ٹوٹے
 جزا ایاز ایک ہی نہ تھا ہمراہ

بچا زادون میں ہوئی صلحت

لڑکی لڑکے سے شاد و خوش خاطر

لڑکی کا خالق تھا فشتی وار

لڑکی رکھتی تھی زن کی آرائش

وہ کے پیروں نے لڑکی سے یہ کہا

سنسکے بولا کہ غم نہ جی کو

بولی وہ ماخون سی نو چلے پو

تسک الفت و فاق و صول کرے

ا تو ایسی ہی زندگی کروں

سو تو کیا تین لاکہ ہرز بہار

پووے دلبر سے تیرا دلبر

پوچھا اسکو جو عشق سے تھا تیاہ

کہا مت پوچھ مجھ سے یہ وہ

حکایت کیلی کے عاشق صادق مجنون

پوچھا مجنون سی ای مبارک ہے

دونوں عالی نژاد و خور طلعت

لڑکا لڑکی سے کشش و نافر

لڑکے کا رو بجانب دیوار

لڑکا کہتا تھا مگر کی خواہش

مہر کہتا نہیں تو مہر چکا

سو بیرون پر ہی جو رہا بی

کب بہون اتنے پر خدائی دو

ر دگری یا مجھے تبول کرنے

ظلم ہی دیکھوں مہربانی کروں

روے جانان کے ہوں ہم مظل

سے حقیقت میں تیرا دلبر سو

کہ سے دوزخ کی یا بہشت کی

سچے اچھا میرے لئے ہے نک

کیون نہیں آتا ہے پوچھا

کیون نہیں آتا ہے پوچھا

کیون نہیں آتا ہے پوچھا

کیون نہیں آتا ہے پوچھا

تہا پریر و طبیب ساکن مرو
 درد دلہا ی ریش سے نہ خیر
 کیا ایک درد مند نے مذکور
 تندرستی نہیں تھی اپنی پسند
 عشق کا سودا دیکھا ہے اکثر
 سودا ملتا ہے جب درد گوش

باغ دل میں تہا جس کا قامت
 چشم بیمار خویش سے نہ خیر
 کچھ کون اسکے ساتھ تھا
 کہ کہیں اسکا آنا ہو وی نہ بند
 زیر کرتا ہے عقل زور آور
 سہاٹھا سکتا ہے نہیں ہر ہوش

مثال عشق کے غلبہ سے عقل و ہوش کے جانے کی

پنچہ آہن ایک نے تیار
 شیر چرب اپنے پنچہ میں لایا
 بولا ایک سوتا ہے تو کیا زن سا
 سنا کہتا تھا اسکے نیچے پڑا
 عقل وانا ہے پیش عشق پیہر
 تو ہے پنچہ میں شیر درد و کوزن
 عشق کے آگے عقل حیران ہے

کیا جو چاہے شیر سے پرکار
 زور اسنے نہ چپہ میں پایا
 مار رہا کہتا ہے پنچہ آہن سا
 پنچہ سکے میں شیر نہ لڑا
 پنچہ آہنی سے پیش شیر
 سے عبت رکھتا پنچہ آہن
 آگے چوکان کے گوگرد ان سے

حکایت کی نظر میں محبوب کی عرت ہو اور سکوں سے لہرت ہو

حکایت اس شخص کے چھاپنے میں جن بغیر صبر نہیں کر سکتے

کیا یکبار شکوہ شو
کہ بو تلخی سے میری عمر تباہ
مجھ سے کوئی نہیں نشانِ دل
گو یاد و غم ایک کہتے ہیں پو
مقبضہ ہوا ہے میری سو
ہوئے میں ہوشیار پر کہن
خوب رو ہے تو اسکا ناز اٹھا
حسکی مانندل سکے نہیں اور
کلاک حرفت وجود پر کہینچے
ایسا خاوند پانا ہے دشوار

نوعروس جوان نے پیش سر
ساتھ اس لڑکے کے زیادہ نہ چاہا
یہ جو میں میر ساتھ ہم منزل
ایسے اسپین مہروزان میں است
ساتنے دن میں کہی نہ میرا شو
سنکے اس پر مرد نے یہ سخن
کیا ہی پر لہری جواب دیا
چوڑنا اسکو حیف ہے ہر طور
کہینچ مت اس سے جو سر پہینچے
حکیم حق پر ہوا راضی بندہ وار

حکایت ۱۲

کہتا تھا جیسا تھا مالک جب
تجسسا صاحب نہیں ملیگا مجھے

ایک بندہ بے دل جلاٹھریپ
مجھ سے بندے بہت ملینگے تجھے

حکایت محبوب کو وصال کی امید سے دو پرورد اختیار کر نہیں

<p>تہا نہ کچھ کام استراحت واقف حال یوں کہا اسکو کرنہ پہ اپنی بہید وجد حیا لا کے حسرت بولا اسے کتر مینے فتر اک اہم سے چھوٹی دوسری راہ ہوتی گر معلوم اور در جانے تو ہو کیا افسوس پر نہیں اور رہ کہیں چھکو گوش خان میں کسی ٹوٹی ہنڈا کہ نہیں اور ہے پناہ کہیں</p>	<p>شب بچی کو طاعت سے ایسے میرے تہا جو اس طرف کا درد یکسا وت فام چہرے پر بہہ سننے گران لونی تاہ سے گر محترم ایک سو چہرے مالوس یا کوین ہا نہیں چھکو تہا یہ سر بارض خدا ہے گو نہر ہے نہیں</p>
--	--

حکایت ۱۵

<p>بیتا جو بے نماز شب سویا کہ بلا جہد پائے گا در جا جسم بے نفع ہوتا ہے بریکار طاقت عکس میں نہ بہرہ ور</p>	<p>نیا پور میں ہوا گویا بیت امید کہہ اصلا ان جو میں آئے بار سود کہ نہ مان در</p>
---	--

کہتے ہیں ایک سال بیٹھا وہاں
 ایک شب اسکا پاؤں عمر تہکا
 صبح ایک لیکیا چراغ وہاں
 ہتا خوشی میں زبان پر پیراز
 جو ہے طالب تو ہو مہو و مول
 کرتا ہے کتنے زر کو خاکستر
 نہ رہے کچھ لینے کے لئے بہتر
 ایک دیر سے دل جو گہرائے
 ترش رو سے نریخ عیشی اٹھا
 لیک نعلی میں بیٹھیر ہو جو
 دل اٹھانا اسی سیر ممکن

مثل فرادی آہ و نالہ کنسان
 ناتوانی سے دل سنبھل نہ سکا
 ہتی چراغ سحر سے کچھ ایک جان
 جس نے ہو گا دیر اسکا پایا باز
 کہیا اگر نہیں ناپے مول
 تاکہ بن جاے ایک دن س
 لیک گیا ناز دوست سے بہتر
 دوسرے دریا سے صبر آئے
 اب دیگر سے اسکی اک بجا
 چھوڑت تھوڑی بات پر اسکو
 اپنی اوقات کٹ سکین جن بن

حکایت شہاب میں کہ طالب ملوق جفا سہنے سے نہیں پھرتا
 ایک بیدار ایک رات رہا
 ایک لٹ لٹے غیب سے دی ندا
 نہیں تیری دعا بیان مقبول

صبح پہلائے دہلوان دست دعا
 جاہا لٹنے نہو گا کام تیرا
 خواہ جا خواہ بیٹھ زار و ملول

پایا پڑتا ہے آپ میں بیاب

جو ہے عاشق ہوا سکا دامن گیر

ہو وے حال بہشتِ حیات

تخم کارندہ غم میں ہوتا ہے

اُس نے اس سخن میں پایا کام

ڈونے والا امرتا ہے سہرا

جا ہے جانِ نئے من نکرنا خیر

دو زخِ نستی سے گزرے جب

پاکے خرمِ خوشی میں ہوتا ہے

دورا خرمین بس پایا جام

حکایتِ صبر و ثبات میں

میں نے مردانِ راہِ سیحی سنا

گیسا بہر گدائی ایک گدا

ایک بولا نہیں یہ خالق کا گہر

پوچھا پہ کس کا یہ کانِ بزمین

کہا یہ کہنا نامناسب ہے

دیکھا قندیل دیکھی اور مخراب

کیسے افسوس جانا اس گم سے

کسی در سے پہر نہیں محروم

ہمیں خوش کاماتہ پہلاؤں

جو تھے منع فقیر و شاہ و گدا

دیکھا سجد کا در سنائی صدا

کچھ نہ پائے گا جا بہان نہ ہر

نہیں بس کیسے فنیض عیان

صاحب اسکا ہمارا صاحب ہے

نعرہ کہینچا کلیجہ سے بیاب

حیف مایوس جانا اس در سے

پہر در حق سے کیوں پن مغموم

تہیبت سبکدہ سے کیا جاؤں

ایک بون لاکر اپ کر اپنا کام
 یہہ عرض تیری نہیں آنی
 سنی جب یہہ ملامت جانکاہ
 کہا بس تاکہ زخم تیغ ہلاک
 دوست دشمن میں ہو مگر چرچا
 اسکے کون سے گزیر ہے دشوار
 نہ سکہا مجکو تو بے خود میں
 کرے اسکے جو خوش لگے جی کو
 چلتا ہوں اسکی آگے شب بہر
 آج اگر کوئی یار میں میں
 پہر نہ اس جنگ سے سکے جنگ

سہل تر اس سے ہاتھ میں لاکام
 جان ہے دل کے خیال میں جانی
 کہینچی درو جگر سے اسنے آہ
 خون میرا بہا کے پر خاک
 کہ یہہ مارا نہو اسے دلنب کا
 آبرو ریز گو ہو وہ خبش ار
 تو بکر آب ہی کو تو تلقین
 قصد خون رکہتا ہے بہت نیکو
 جیسا ہوں اسکی نو سے وقت سحر
 تو نخل میں کل اسکے خمیروں
 کشتہ عشق زندہ ہے تاک

حکایت اہل محبت کے فدا ہونے اور ہلاک کو عنایت سمجھنے میں

مرا تھا ایک پیاسا کہتا ہوا
 کہا ایک طفل نے اچنبا ہے
 کہا اسنے جو تر ہو میرا دمان

خوش ہی خوش نخت پانی میں جمو
 جب موئے خشکی تری کیا ہے
 دون تصور میں اسکے شیریں جان

میں صدف وار منہ پروبرہ
 ہر کوئی پوست و استخوان ہر کب
 ہر کسی بندہ کو خریدے نہ شاہ
 ہو جو ہر زالہ ہو در شہوار
 مثل باز یگران نہ باندہن پا
 جاس گوشہ سے کست
 نہ غرض سے اٹھائیں تیغ سحرنگ

ہین دریا سے کف بر آوڑہ
 معنی ہر شکل سے عیان کب
 زندہ ہر زندہ میں پرے نہ نگاہ
 جیسے کورچی در سے پر بازار
 پائے چوہن پہلے میں ہر جا
 تاقیامت میں ایک عمر گشت
 کہ میں پر ہر عشق شیشہ و سنگ

حکایت عشق کو غلبہ و محبوب کی بیروانی اور عاشق کے محبت میں

تہا سمرت میں کوئی دلدار
 ہتا گرو سن آفتاب لیا
 واہ کیا حسن کی بہایت تھا
 جہان جانا وہ فتنہ دوران
 دیکھا کرتا تھا یہ اسے چہپ کر
 بولا اور خیرہ سرنہ امیر سا ہتہ
 پیرا گر چہ کوا ایک گانو نظر

ایک کا خوبوشکر گھنار
 خانہ زہد تھا خراب کیا
 گویا رحمت کی ایک آیت تھا
 آنکھیں دے رہے تھیں جانن تھیں
 دیکھ کر وہ ہوا خفا اس پر
 میں نہیں انکا کہیں تیرا ہتہ
 کاٹو نگا بیدار تیغ سے سر

بچوڑو خواب بچرمن بہت سپر
 اِس سے جوڑی ہو دوستی جب
 نجد جب دیکھا اسکا جمال
 جس نے منہ خلق سے پہرایا
 بس پرگندہ حال نہتے ہین
 یا دخی میں فرشتوں نے نہین کم
 ہین قوی بازو اور کوتہ دست
 گوشہ سرور دوز میں گاہے
 نہ سے اپنے نہ اور ون کی پروا
 عقل اور ہوشن کل پرگندہ
 بظ کو کیا اطلاع حال غریق
 ہین تہیدت لیک حوصلہ ور
 نہین کہتے جہان سے چشم پسند
 ہین سز زایل دہر سے یہاں
 شمر و سایہ دار ہین رزوار

کی ملامت تو سنکے بولا سپر
 میں نے توڑی ہر دوستی سب سے
 اور جو دیکھا دیکھا خواب خیال
 نہین کہو یا کہ کہو یا پاپا ہے
 انکو و ذہنی ملک ہی کہتے ہین
 دوسے اہل جہان سے کہتے ہین ہم
 عاقل و ہوشیار و بخود مست
 مجلس سرور سوز میں گاہے
 کنج و جدت میں رہتے ہین تہا
 قول ناصح سے گوشن آگندہ
 ہوسمت در کو کیا خیال حریق
 ہین نیابان نور دانے زہیر
 کہ پسندیدگی حق سے پسند
 نہین منکر بحامہ ایمان
 نہین رنگین لباس میں یہ کار

ہنسکے بولانہ پھر مجھے عنان
 روبرو تیرے میں ہوں نسبت نہیں
 محبت کرگناہ دیکھے اگر
 پکڑی ہے اس سب سے تیری رکاب
 نام پر اپنے سینے کہنیا چلے
 مارتا ہے تیری نگاہ کا تیر
 اگ نے میں لگاتا جا تو ادھر

شاہ پیرین عنان کسی سے کہاں
 یاد میں تیرے خود پرست نہیں
 تو نکالے ہے میری حب سے سر
 کہ نہیں کرتا ہوں کچھ اپنا حساب
 کام پر اپنے سینے رکھتا دم
 کیوں چلا تا ہے مجھ پر شمشیر
 رہیگا بیشہ میں نہ خشک نہ تر

حکایت اہل محبت کے فنا ہونے میں

کہتے ہیں سنکے سخن حنیا گر
 اس پاس آسکے تہی جو عاشق نار
 ہوا ہزار اور غصہ ناک
 ہے جلا اگ سے تیرا دامن
 تو اگر پار ہے تو دم منت مار

رقص میں آیا ایک پری سپر
 لگی دامن میں اسکے سمع سحر
 ایک انہن سے بولا کیا ہے ک
 جلیا ایک ساتھ میں ارن
 شرک ہوتا ہے بان خود و پار

حکایت اہل محبت کے اشتغال میں

ایک شوزیدہ باد میں گیا

یاد ہے ایک بزرگ نے تھا کہا

کہی سار کر مٹاتے تھے
 ایک نے پوچھا ایسی سڑی کیا ہے
 بولا ایسی دوستی ہے جس سے ہمہ مار
 میں نہیں اب دوستی کا دامن
 صبر ہو گا نہیں مجھے اوس دن
 طاقت صبر سے نہ جا ہی سکتی
 کیسے اس بار کہہ سے ہاگوں اب
 مرے پروانہ پیش شمع اگر
 کیا جو گان سے نچا تو مارا اگر
 کہتا مار لگا تیرے سیر پر تیغ
 جس کا معشوق ہو کوئی دلبر
 نہیں ہتی ہے سڑی کی جگہ خیر
 یہ مجھ سے ہی ہے صبر سے نہ ہو سزاوار
 ہیں جو یعقوب و ابراہیم سید
 کیسے ان اسے چوٹی اس کی رکاب

تو بھی شکر کے گرد پائے
 تو جو پہہ سنگ و چوٹ کہا
 چاہے دوست یا رے نہ ہو
 وہ مجھے دوست سمجھے یا دشمن
 کہ نہیں صبر روبرو ممکن
 رہنا ممکن بیان نہ پاسے کر رہا
 تیغ سا کہتے ہیں کہ ہے
 سے اندھیرے میں جھنکے بہتر
 بولا امانت کو ٹروں پا پر
 بولا اس پر ہی کہ نہیں ہے دروغ
 بہر کم تیغ لائے کن دلبر
 تیغ سڑی ہے میرے تھے تیرے
 عشق میں صبر کہا ہے دشوار
 تو بھی دیدار سے نہ توڑوں امید
 باگ سے پہرالی کر کے عتاب

اس قدر صبح گاروتے ہیں
 رات بہرہ وڑا کرتے ہیں پیہم
 بحر سودا و سوزین میں عرق
 حسن صورت نگار پر حیران
 مایل پوست میں نہیں عاقل
 نے وحدت سے وہ ہوا مسرور

چشم سے کمال خواب ہوتے ہیں
 صبح کہتے ہیں تیرے گئے ہم
 جانتے ہیں نہ روز و شب میں فرق
 حسن صورت کے میں نہیں خواہان
 محض بے مغز میں جو میں جاہل
 دو تو عالم سے جو ہوا بس دور

حکایت ایک گدازادہ اور بادشاہ شہزادہ کی

سا ہے میں نے ایک گدازادہ پر
 جاتا اور کرتا تھا خیال حسام
 اسکے میدان میں تھا مثل میل
 نہ نا اسکا راز و استور
 جب قیبوں کو ہو گئی تیرہ سبر
 ایک دم گدراہت کہ روئے یار
 ایک نے توئے اسکے دست پا
 پہر گیا دل پر اختیار نہ تھا

ایک شہزادہ پر تہا کہتا نظر
 جاتا تھا کہ ہو گا حاصل کام
 سپ کے ساتھ رہتا مثل پیل
 گریہ و آہ نے کیا جب بور
 ہوئے مالح کہ اب نہ آنا اور
 دل میں گدرا گیا ابوئے یار
 کہ کہا تھا تجھے اور ہرست آ
 چین بے دیکھ روئے یار نہ تھا

رہتا ہے صدق دل سے لقمہ
 چشم شاید میں قدر ز نہیں
 نہیں رہتا کیلے پاس ورا
 کہتا ہے انکھوں ہی کی نزل
 نہیں سوائی کا خیال ہے
 جان ہی چاہے تو نہیں انکا
 عشق جسکی بنا ہوا پر ہے
 کیا عجب ہی جو ساکان یوں
 مشغل ہیں خیال جان سے
 یاد حق میں خلق سے بنا گے
 انکے دکھ کو دواسے کیا ہوا
 ہے ازل سے آلت انہیں
 اہل حرمت میں کار دار جان
 کوہ ایک نعرہ میں کہا کرتے ہیں
 باد سے ہیں نہان و پوشیدہ

وہر شہجہا ہی اسکے آگے عدم
 خاک و زر تھکے ہے برابر تب
 کہ ہوا اسکے پاس اور کی جا
 ہوندا ہے تو منہ دل میں
 ایڈم صبر محال ہے
 سر جھکائے جو کہنے وہ تلووار
 ایسا فرمان روا و با شہر ہے
 سنبے میں جس معنوی میں غریب
 نہیں آگاہ حال کہاں سے
 مست ساقی گرا کے آگے
 انکے دکھ سے کوئی نہیں آگاہ
 شور قلوبی سے خوشخاطر
 اسٹین عم میں خاکسار زمان
 ملک کیا نہ میں اجاڑتے ہیں
 مشک سے ہیں خموش و گوشت

مین گدایانہ شاہی سے نافر
 و مہدم پیتے ہیں شرب الم
 عیش علی کے تو بلا ہی خمار
 یاد مین اسکے صبر تلخ نہیں
 مین ایر اسکے بند مین خورم
 شاہِ غلت مین اور گداگر خے
 سنتے ہیں سبکی بات مست یار
 پاسے کون انکو اول گویاں سے
 خانہ پاک سے مین ہاک درون
 مثل پروانہ ناز کے اندر
 یار کے پاس یار کے جو یا
 نہیں کہتا کہ آب پائے نہیں

آس سے مین گدائی مین صابر
 تلخ ہی ہو تو مائے نہیں دم
 شاہ گل کے لئی سپاہ ہی خار
 تلخ ہے دست یار سے نہیں
 صید اسکی کھنڈ مین خورم
 واقف جا مین گم کئے ہوئے پے
 شتر مست پہل اٹھاتے مین بار
 مین اندھیری مین آب جیون سے
 انکی دیوار سے حشر برون
 مثل سپینہ ناس کے اندر
 لب جو پر مین شہ لب گویا
 مثل مستحق تاب لائے نہیں

گھٹا ثبوت عشقِ حقیقی مین دلیل عشقِ مجازی سے

رکھتا ہے بے قرار و بے آرام
 سونے مین ہی ہو مثلاً خیال

عشقِ تہیہ سے بشر کا سبجو مدام
 جاگنے مین ہے فتنہ خدو حال

کہا ہر اہم گوئے نے نیکو
 دوسرا پگلائے سے لیجے
 چشمہ ہو میل سے مسدود
 بانڈہ وریا کو جب گشاہی آب
 پائے قابل تو گرگ کو بت چہ
 کہی ابی سے سجود نہو
 جسے بد اندیش کو نہ فرصت جا
 کہہ نہ لکڑی سے مارے یہ مار
 زیر دستوں پہ چو چلائی قلم
 جو کھیر بناتے ہر تانوں
 کہہ نہ وہ ملک کا دیر ہے
 قول سعدی سعید لائے بجا

اس پیر یکران نے چکا چوب کو
 کہ جو سرکش ہو حکم میں سے
 بہرے پر ہونے پیل سے مسدود
 نہیں بند بنی کا جب ہوا سیلا
 گو سپند و نئے وزہ الفت توڑ
 بد گہر سے کی کو سود نہو
 دیو شیشہ میں خصم چہ میں پہلا
 سنگ کے بنچے آئے فوراً مار
 بہتر اسکا جو ہاتھ ہو دی و مسلم
 کہ کہ سے آگ میں تھے مدون
 نہ مدیر ہے بلکہ مدیر ہے
 کہ ہے تو فیر ملک و عقل سل

میراب عشق میں

خواہ سے ریش خواہ دی ہر ہم

خوش میں رہ رہتے ہیں جو سکاغم

کہا زن نے کہ کیوں اٹھاتا ہے
 بات میں آگے وہ گیا ہاں
 مرد دوکان سے اپنے گھر آیا
 بہا گئی تھی جو ہر طرف نالان
 ترش و اورون پر نہو نبار
 درگزر بد کے ساتھ ہے نہ روا
 ہو و آزار خلق گھر میں جو
 کون ہی سگ کہ سکون خون یوں
 خوب سے ایک پردہ نے کہا
 کرے گر کو تو ان نیکوئی
 ایک نئے نیزہ خاک کے اندر
 نہیں ہر کوئی مال کے لایق
 پالے گریہ تو ہو کیو تر ہر
 ت اٹھا جو بنا نہیں محکم

کسلے اسے گھر چھٹاتا ہے
 گھیری زنبورون کے زن اگر
 غصہ اس ہو قوف پر لایا
 دیکھ کر اس کو بولا اسی نادان
 کہتی تھی ان خرمیوں کو مت مار
 بدی ہوتی ہے درگزر سے سوا
 دفع کر تیغ تیز سے اس کو
 حکم سے تاکہ استخوان دیوں
 لت مرا بیل میں بار بہلا
 سونے پائے نہ چور و نشو کوئی
 لاکھوں ہی نیشکر سے بڑا بکر
 میں کوئی گو شمال کے لایق
 گرگ پالے تو ہو و کیوسف در
 جو اٹھاتا ہے اس سے ڈر دم

کا پتہ پشین مینی اور عاقبت اندیشی میں

شجر خشک کا ٹہنے میں اسٹینٹ
روہنت روز سارے درخت ہر

نخل بزدار کا ٹہنے میں کتب
کہ تو بے سانیہ دار و صاحب

گفتار با و شاہوں کی رعیت اور ملک کی سیاست میں

میں نے احسان میں بہت کہا
کہہ جائے ظالموں کے خون مال
تیری صاحب جسکو ہے تکرار
کہو وہ اس بیخ کو جولا آخار
دو زبرگون کا مرتبہ اشکو
کہ نہ ہر گاہ رسم ظالم پر
جہا اچھا پس رخ عالم سوز
ان میں ایک نہیں اس سے جو
جو گوشیزون پر رسم لانا ہی
کہ رسم پیشوں کے سرو نکو صاف

پر نہیں ہر کسی کے ساتھ روا
مرض بد کے اکھڑے پرو پاں
ہاتھ میں اس کے تو نڈی ستیار
مال اس پیڑ کو جو لائے بار
سر گر ان زیر دستوں پر نہو جو
رحم اس پر ہے ظالم عالم پر
تاناہ سوزان ہو اس عالم روز
سوختہ ایک حلق اس سے ہو
آپ ہی کاروان لانا ہے
سے تم شیون پر تم انصاف

گفتار نا لایق سے احسان کرنے میں

کہا ایک مرد کے غم خانہ

چہت میں بنور نے کیا لائے

وقت تیرا وقت امن و امان

نہ کسیکو کسی سے ہے آزار

تو زمین پر ہے لطف اور سزا

غم نہیں تیرے قدروان جو نہیں

نہیں دیکھا کبھی یہہ وقت یہاں

نہ گلستان میں گل کو ہی غم خار

رحمتہ العالمین ہمیں ہر سزا

کہ نسبت دیکھی ہی میں کہ نہیں

حکایت سینک کو کاری کا مشرہ پائے زمین

ایک دیکھا خواب میں صبح

شور و دم فلک پہ جاتا ہوتا

ایک ان سے سایہ کے اندر

پوچھا اے ایسی بزم کو زیبا

ولا تھا ایک رزم سے در پر

خ نو میدی کا چور و ز آیا

خدا یا کر اس پہ بخشائیں

میں نے جو یہ اشارت کی

بہت میں اسکے خلق خدا

بے بار و دم و سزا

شہر کا جلتا مہر سے مس سا

منگر گئی سے جوش کہا ہوتا

تہا بہشتی لباس تہا تن پر

یہاں لائے ہیں چھکوس کے پا

سویا تھا اسکے نیچے ایک شہر

اسنے سارا گناہ بخشایا

کہی پانی جو اس سے آسائیں

شاہ شیراز کو بشارت دی

خوان نعمت پر اسکے خوش ہر سزا

ہے جلانے کی بزم سے سزا

چل دیا وہ جوان تو پکڑا وہ پیر
 پوچھا وہ کہا کے شاہ زاسیوں
 نیکی اور سستی ہے میری خو
 سنکے اس پیر شیر دل نے کہا
 میری اس جھوٹ سی کہ شاہ ہو
 کہ بچا قتل سے وہ بچا پارہ
 یہہ سخن شب کو ایسا خوش آیا
 بہا لگتا جاتا تھا اور وہ جوان
 ایک نے پوچھا کس طرح سی بتا
 کیا کانوں میں اسکے آسن بیان
 تحم اس سے زمین کو دیتی ہیں
 ایک جھرو کتاب ہے سخت بلا
 مصطفیٰ کا ہے یہہ کلام بجا
 نہیں آئی کا پائے خصم بیان
 یہہ جہان شیر روی بی خورم

لائے اسکو حضور شاہ اسیر
 چاہی تھی میری موت تو کیوں
 کیوں بدی میری ساتھ ہی تھیکو
 کاے خدیو پناہ خسلق خدا
 نہ موا بلکہ جان پناہ ہوا
 جسکی جان تن سے ہوتی آوارہ
 کچھہ دیا اور کچھہ نہ فرمایا
 اہتا اور پرتا خوف جان تہا جان
 چار سوئے قصاص سے بے بجا
 کہ بچائی ہی ایک انگلے جان
 باز تنگی کے روز لیتے ہیں
 عوج کش تہا نہیں سنا، عصا
 کہ سخا و کرم ہے دفع بلا
 کہ ہے بوکر سعد شاہ زمان
 وہ جہان سب سے توبے عم

برسون پاتا ہین مج ذر نقصان
 توڑ کر سنگ گ سے خست
 کہا کہلا جمع کر کے مثل مور
 بائین سعدی کی ہر نصیحت پند
 جانتے اسے اپنا منہ نہ پھرا

ہے جو سر پر پیریم کر زان
 بانٹ لیونیکے گنج خوشحال
 شجہا و جب نہ کہا میں کرم گو
 ہوگا عامل تو ہونگی فائدہ مند
 کہہلا ہونا ہے نہیں سے ترا

حکایت تھوڑے حسان سے بہت فائدہ پائین

ایک نے ایک انگ کے عطا
 ہوا ماخوذ ایک گناہ میں جو
 بام پر عام تھے تماشہ کنان
 دیکھا اس پیر نے وہ مرد جوان
 حال پیر کے دل میں تہس آیا
 روکے بولا کہ مر گیا سلطان
 اور کاروں کے دست و رنج
 وہی تہے پہوٹ پھوٹ سب
 دوڑے درگاہ تک پیادہ پا

کام ایک پیر کا کیا تہا روا
 بھیجا مقتل میں شاہ فراسکو
 کوچہ و راہ میں تھے ترک و ان
 خلق کے چہ میں ابر و ان
 کیونکہ تہا پہلے ترس و لایا
 دہر میں نام کر گیا سلطان
 سنا ترکوں نے خلی تہی کہی تیغ
 سر و سینہ کو کوٹ کوٹ کر سب
 تخت پر دیکھا بادشاہ سہا

ہمت خسیج ایک تہا ہارا
 کہ نہیں کہا نا آپ کہہ پاتا
 رات دن سیم وزر کا تہا پابند
 ایک دن لڑکے نے لگایا پاتا
 لیکر اوسنے اڑا دیا کل زور
 اسکے ہاتھوں میں زور نے کی نہ بقا
 ایسا بڑا پمصنہ ہو بد رو
 پاپ نے پہانسی فکر سے کہالی
 آہ وزاری سے شہت سو یاد پر
 اسے پد رکھانیکے لئے زور ہے
 شاگ سے زور کو کرتے ہیں باہر
 مرد طامع کے پاس جوڑ ہے
 اپنے گہر کون سے ہے اگر کنجوس
 سیر کہا بیگے مثل چشم مارو
 مٹھوں بخیل ہے وایم

زور تہا پر کہا فی کا نہ تہا یارا
 نہیں دینا کہ کل کو کام آتا
 سیم وزر اسکے ہاتھ میں تہا پابند
 اس میں کا جہان زور تہا کہا
 رکہہ یا اسکے بدلے اک پتھر
 ایک ہاتھ آیا ایک ہاتھ گیا
 تو پی اور کرتی تک پڑی تھی کرو
 بیٹھے جنگ مانا سے بچوانی
 صبحی م لہنگے اس سے بولا پس
 رکھنے کو شاگ زور برابر ہے
 کہانے کی اور کہلا کی خاطر
 ابھی تک خاک ہی کے اندر ہے
 چاہیں مرناتیرا نہ کر افسوس
 اونچے سے نیچے جب پڑ گیا تو
 گنج زور پر طلسم سا قائم

اے سپہ سالار سنگ کی کہہ مگر
 پاک اوباشوں میں پریشان نگ
 کہنیچ عتد سے بار ہر جاہل
 دل سے جس آدمی کا لب یار
 گل سے ہیں جاہلہ چاک خاروں سے
 سب کا ہوا ایک کے لئے غم خوار
 گو یہ سب خاک یا پریشان حال
 نہو تجھ کو نہیں گرا انکی میتز
 وہ جو تیرے خیال میں ہے تباہ
 ہے در معرفت را سیکو کہلا
 بیشتر تلخ عیش و بے سامان
 عقل و تدبیر ہے تو خدمت کر
 کہ کہی ہو جو قید سے آزاد
 نہ خزان میں درخت گل کو جلا

لعل نہیں نہیں پر گناظ
 ہیں اندھیری میں جسے لعل و سنگ
 ملے گا کوئی تھک کو صاحب دل
 کیسی دشمن کے کہنیچتیا ہمار
 دل ہے خون نینتے ہیں اناروں سے
 سب کا ہوا ایک کے لئے دل دار
 تیری نظر و نہیں میں نہیں کچھ مال
 یہ خداوند و ہر کے ہیں عزیز
 تو نہیں جانتا ہے صاحب جاہ
 اور ہر ایک در ہے جب کو مند
 مثل خوش خوش چلی میں نار ان
 شاہزادہ کی قید کے اندر
 کرے دلشاد ہیں تجھ کو کشاد
 کہ بہارا میں وہ لگے کا بہلا

حکایت پندرہمیں اور فرزند لالہ ابالی کی

گفتار ایک کی خاطر سب کا دل سے کہنے میں

اہل دل کی طرف پوری خاطر سب پر ندون کو روز روز چکا شہنشاہ تیر سنا بڑ پونہر سو ور بھی نکلے جو نیکے چند صد	ہو خدمت گذاری میں قی کہ ہے ممکن کسی دن آئے کہنہی پا جائے کوئی نصیب چند چوبہ سے ایک بار سے ہا
--	---

حکایت اسی باب میں

ایک کو یار اچلہ سے پسرا پوچھا طرف پیرا ناگاہ کوٹا گرایا کاروانہ میں جب جانتا ہے یہہ کس طرح پایا ہر کسی کے بزرگ ہیں طالب پہرین دل یہہ بار اہٹا تہی میں	کی شاہ گاہ قافلہ میں گذر ملا تاریکی میں او سے وہ ماہ سنا کہتا تھا ساروان سبت یہہ ہی سمجھا جو سنا منے آیا کہ کہنہی پائینگے کوئی صاحب پہرین گل یہہ خار کہا تہی میں
--	---

حکایت اسی باب میں

راج شہزادہ سے ملاخ میں چپ باپ بولا کہ ہے اندھیری شہنشاہ	گرا ایک لعل سنگ لائخ میں چپ اسمیں پنچا میں لعل سنگ گے
--	--

کہا اسنے کہ اتنا رنج نہ پا
 کہینچی خلق ولطف سے لایا
 ہو کے آسودہ اسنے مانگی دعا
 شب کو چشموں سے کہہ کر اپانی
 شہر میں پہیلی جا بجا یہ بات
 سنا اس سنگدل نے یہی آخر
 پوچھا جا کر اُسے کہ او خوشام
 کسے بخشا یہ نور و ہر افروز
 تو ہتای عقل اور بغیر صبر
 میری آنکھوں کو اسنے نور دیا
 خاک مروان اگر ہو بوسند
 وہ جو کہتے ہیں بندہ چشم دل
 اسنے شکر یہ بات حرمان سے
 کہ ہنسنا تیری حال میں میرا باز
 آتا ہے اسکے ہاتھ کہ شہبان

اچکی رات چل میری گہر کہا
 اپنے گہر اور کہا نا کہ لویا
 روشنی اسکو بخش بار خدا
 صبح دم دیکھی وہر نورانی
 انکھیں پانی اس نے نہ ہونے کل اس
 کیا تھا جسنے وہ گدا باہر
 سہل کیونکر ہوا یہ مشکل کام
 کہا اے ظلم پیشہ بدروز
 نہ ہمارے کہ چنڈ پر کی نظر
 جسکو کل تو نے گہر سے دور کیا
 ملے جو نور تو ہے جو نہ
 پیشک اس تو تیا سے بن عاقل
 کافی حسرت کی انگلی دندان سے
 میرا طالع ہوا تیرا دمساز
 رکھتا ہی موش کی طرح جو آرز

شکستہ بیہوش کی گفتگو و خراب
 دیکھ کر شاہ نے جو پستہ پر
 پوچھا اپنے رفیقوں سے اسکا
 ایک بولا کہ مائے گردن
 شاہ نے دیکھا تھا بلا میں پنا
 حال پر اس کے مہربانی کی
 زرو پستہ وقتاً دئے اسکو
 ایک بولا عجیب سے اے بیوش
 ہو امین اپنے درد سے مالان
 ہے بدی کا عوفن ہی آسان

لا اسکا سنتے بولنے کی نہ تاب
 سنا تھا اسکی گفتگو ابتر
 میرے اوپر سے کس لئے عصا
 بنین چوڑی کسی کی دستور
 اور کپڑے کے اندر اسکا گدھا
 سہی جو کچھ تھی بند بانی کی
 وقت کین مہر ہوتی ہے نیکو
 بچ گیا قتل سے کہا خاموش
 دیا اسنے جو اسکو تھا سایان
 مرد ہے کر بدی کی جا احسان

حکایت تو نگر سفلہ و درویش صاحب دل کی

ایک مغزور نے غور کیا
 ایک گوشہ میں بیٹھا وہ پرورد
 ایک پوشیدہ چشم نے پوچھا
 روکے باد و واہ اسنے کہا

ایک سائل کو ذر سے دور کیا
 تھا جگر گرم اور آہ تھی سوز
 باعث غصہ کہتا ہی تو کیا
 ظلم جو اسکے ماہتہ سے تھا سہا

جیسا حاتم ہے کوئی مرد سخی
 پر ابو بکر جس کا دست نوال
 اے رعیت پناہ رہ دل شاد
 تیرے دم سے ہو یہ زمین برون
 نام حاتم نہ جانتا کوئی
 ذکر اسکا ہے جیسے درج کتاب
 انکو مطلوب تھی جہا میں ثنا
 نہ تکلف ہے شیوہ درویش
 خیر کر سوسکے جو کچھ تجھ سے

دور گیتی میں دیکھا ہے نہ کبھی
 بندر کہتا ہے کل وہاں سوال
 دین اسلام تجھے ہو آباد
 روم و یونان پر فتنہ اندوز
 گر بہین رہتی اسکی نیکوئی
 تیرا ہی ہو وہی ایسے درج کتاب
 تجھ کو مطلوب کھڑا ہے خدا
 نہ وصیت ہی کوئی اس سے پیش
 خیر تجھ سے سخن ہے مجھ سے

حکایت باو شاہوں کے حلم میں

ہا پنیسا ایک کاگد با گل میں
 سیل و صحرا و بارش سر ما
 رات بہر غصہ کے سبب بچا
 بچا اس سے نہ پارنے اغیار
 اتفاقاً وہ سر خوش نام

خون سودا سے تھا پرا دل میں
 چہا رہا تھا اندیرا ہی ہر جا
 رہا بکتا کلام نازیب
 نہ وہ شہ جو وہاں کا تھا حق ہو
 جو تھا سیر و شکار میں خوش کام

حکم فرمایا قتل کی خاطر
 بولی اک زن نمون و حتر حاتم
 کرم سے حق میں کچھ کرم کی نظر
 پا کے حکم سنول نیگور سے
 اور ون کو مارنے لگے تلوار
 رو کے شمشیر زن سے کہا
 بہن یہ بیوفائی محکوم پسند
 کہتی تھی یوں وہ حال طوڑ پار
 بخشا ان سکو اور بخشی عطا

کیونکہ بدین سب کے سب کا فر
 عرض میری کرو کہ اے حاکم
 کہ تھا اہل کرم سے میرا پند
 کتے دور اسکے بند و سنت و پاد
 کہ بھی بدین بیخ خون کی دہار
 میرا بھی سب کے ساتھ کاٹ گلا
 خود چشون اور زمین فوق بند
 پہنچی گوش بنی میں اسکی بکار
 کہ کبھی اصل سے نہو کی خطا

حکایت حاتم کی آزاد مردی اور ذکر بادشاہ کا

حاتم نے طے کے گہر سے اڑا سنان
 کہنے والے سے یاد ہے یہ خبر
 پوچھا خیمہ سے ایک زن یہ کیا
 سنے یہ بات نامدار سے
 جو یہ دینا بقدر حاجت تھا

دس درم بہر ہوا شکر خواہان
 بیجیدی اسکو ایک تنگ شکر
 نہ تھی مطلوب فرم سے سوا
 شکے بولا کہ اے نگار سے
 ال حاتم کی تھی سخاوت کیا

ملک شیمون کو اسکے پوسہ یا
 دیکھ کر چہرہ شاہ نے جانا
 بولا کہ یہ کہ کیا خوب لایا
 نام اسکا مگر ہوا غالب
 چومی اسنے زمین خدمت کی
 کہا اے شاہ عقلور باواو
 دیکھا مینے وہ نیکنا می جو
 دیکھا فیاض و صاحب چوہر
 بار احسان سے اسنے وار لیا
 دیکھا تھا اس سے جو کرم سو کہا
 یہ کہنا اسکو دیکھے کرم
 اسکو زیبا ہے کوئی ہو جو گواہ

پہر وہاں سے من کار سبتہ لیا
 نے کئے کام اسکا ہے آنا
 کا تاگر کیوں نہ اسکا لایا
 ہوا جو خبر و کا طالب
 کی ثنا اور شبہ کی عنت کی
 سن سچھنا و حساتم آزاد
 عاقل و نیک متظرو محوش خو
 دیکھا مروی میں آسے برتر
 تیغ لطف و کرم سے قتل کیا
 سننے کی شبہ نے آل طو کی ثنا
 مہر حاتم کے نام پر ہے کرم
 نام اور کام کے ہوں ہمراہ

حکایت و حشر حاتم و پیغمبر علیہ السلام کی
 کہتے ہیں طرے جزا و قتل
 حکم ایمان نہیں کیا قتل
 چند لوگوں کو لائے کر کر اسیر
 بھیجا ایک شکر بشیر و نظیر

نیک خوش زبان و دانشور
 ہوا لطف و کرم سے جو دل آ
 چوم کر صبح اسکے دست پایا
 بولارہ سکتا ہوں یہاں یہ مقیم
 کہا مجھے اگر کرے تو بیان
 بولالے مہربان اوہر کر گوش
 یہاں خاتم کو جانتا ہے تو
 اسکا سر چاہتا ہے شاہین
 ہے تیری مہربانی سے یہ جا
 ہنسکے بولا کہ میں ہی ہوں خاتم
 کہ مبادا ہوا آفتاب بلند
 رہا خاتم نے اسکے آگے سر
 خاک پر گر کے پڑا ایک سارہ
 تیغ و ترکش زمین پر ڈالے
 کہ اگر نارون ایک گل چھکو

پیر مہمان لکیت او سے کمر
 لکیت اوہ بدسگال اپنا پار
 کہا کچھ دن قیام رکھہ اسجا
 کہ ہے درپیش اک مہم عظیم
 کروں یاروں کی طرح جہد کیا
 جاتا ہوں تھک پورہ پوس
 ہے بہت نیک نام و نیکو خو
 کون جائے ہو ہی کیوں دشمن
 کہ مجھے اسکا تو بتا دے پت
 کاٹ کر میں سفر اسی دم
 جائے نو میدان اہٹائے گزند
 مثل آزاد وہ ہوا مضطر
 گاہ پا چمے گاہ چمے ہاتھ
 دست بستہ کھڑا ہوا آگے
 مرد کیا زن نہ سمجھیں کل جھکو

اصلی ہے خلق نیک نے کبھی
آفرین کی ہزار بار اس پر
اوس سے ہی بڑے ایک اور سین

زویا انکو سپ و خلعت ہی
یہ خبر شاہ روم نے شکر
نہین حاتم کا ایک بیہن

حکایت بادشاہ مین کی حاتم کی آزاد مردی آزمانے مین

کہ مین مین ہے ایک شاہ ہوا
گنج بخشی مین کہتا تھا نہ نظیر
منہ سار سا ہا تھا ہمیشہ روم
کوئی لیتا تھا اوس سے برہم تھا
نہ جہان رکھتا ہے نہ حکم نہ مال
خوش کہو مثل جنگ سے دل
ایک نے دو سرے ز صفا آغاز
قتل حاتم کو ہیجا ایک امین
نیکی مین نام میں اس کو کام
ڈھونڈتا ہے ہر قتل اسکا پے
ادیت تھی جس کے روحیان

نہین معلوم کس سے مینے سنا
تھا وہ نام اور وہین سب کیر
اسکو کہہ سکتے ہیں صاحب کرم
اسکے آگے جو نام حاتم کا
کہ نہ کہہ ایسی باد سنج کا حال
کہتے مین اسنے ایک کی محفل
کیا حاتم کے ذکر کا در باز
ہوا شہ حاتم نہ برسر کین
کہ ہے دنیا مین جیت تک حاتم
وہ بلا جو چلا بجانب طے
ملا رستہ مین اسکو ایک جوان

سنکے بیڑاوشہ نے قنایا
 مانگن اس سے وہ سپخش فبار
 جانوں رکھتا ہے وہ شکوہ بھی
 پہنچا پیر طے کو اک سفیر لیسق
 ارض مردہ تھی ابرہا گریان
 ہوئی آسودہ اسکے گہر جا کر
 کہانا کہلوا یا زار کر گھوڑا
 رات بہا و سجا بہ کیب آرام
 سنکے حاتم بیت پریشان تھا
 کامی نکو سخت بوید خوش نام
 مینے وہ باد سیر خرام
 کہ چرا گاہ و نیل میں جانا
 اور تیز کچھ نہ آئی نطس
 میرے نزدیک سے نہیں بیان
 چاہتا ہوں جہان میں نام نکو

بڑا گواہی کو چھوٹا ہے دعویٰ
 نکرے مینے من اگر انکار
 ورنہ رکھتا ہے بانگ طیل تھی
 دیکے ہمراہ دشمن خیر لیسق
 بخششی تھی اپڑ صبا نے اسکو جا
 جیسے پایا سے کسار ڈریا پر
 دیا پیچھے سے قذوڑ پھوڑا
 دیا اٹھ کر سویرے وہ پیغام
 یہ سخن کہتا تھا پشیمان تھا
 کیوں نہ پہلے سنا یہ پیغام
 کل تمہاری لٹی بنایا طعام
 سخت باران و نیل میں جانا
 اس فرس کو سوانہ تمہاری گہر
 ہونے فاقہ سے ریش دل جہان
 نامور گھوڑا گز نہو تو نہو

کہا یہ فی بوسہ کے محب کو
 بہر خدمت نہ جو نامیرا اٹھا
 مرد حق بین جو کہتے ہیں ایثار
 دیکھو بین پاس بان تلماری
 ان وہی و کرم کرامت ہے
 حشر کو وہ بہشت میں جانی
 دعویٰ ہوتا ہے معنی سربیا

تو شہ بہتر ہے بوسہ سے محب کو
 روٹی دی چاہے سر پہ چوٹا لگا
 نہ کہ دل مردہ گو بین شب بیدار
 مردہ دل شب کو رکھتی بیماری
 طیل خالی عبتت مقاتلت ہے
 چھوڑ کے دعویٰ معنی جو چھای
 بے قدم دم یہ تکیہ ہے بجا

حکایت حاتم طے کی جو امزدی کے وصف میں

خیل حاتم میں ایک تھا گھوڑا
 رعد بانگ اور رنگ میں تھایا
 دوڑنے میں تھا اولے برساتا
 سیل فٹار ایسا پھرتی سے
 عالموں نے حضور شاہ روم
 کہ کریم اوس سنا نہ کیا نہ بین
 جاتا ہے چون غراب بر سر آب

تیز گامی میں باد کا جوڑا
 جلدی میں برق مانگتی تھی تھایا
 ابر نیسان سائیز تر جباتا
 گرد سے باد رہتی تھی پیچھے
 کیا حاتم کا حال یوں معلوم
 گھوڑا اسکا سا ہی نہ جولان میں
 اڑتا ہے اسکی سیر پر نہ غراب

اسکے اپنے وقت ہمارے کہا
 مرد سا اور نگو کہلا کر کہا
 جو پڑا ہو وے اسکو جا کا تھا
 ہے اوسی پر خدا کی بخشائش
 وہ گرم رکھتے ہیں جو ہیں عاقل
 وہ نبی و نون جہا نہیں نیکی ہے

میری کوشش میں سہما جائیگا
 جھڑے سا اور وٹے سا کر کہا
 آپ پڑ کر نہ کہہ کہ آکے اٹھا
 جس سے ایک خلق کو ہے آسائش
 پست ہمت ہمیشہ میں حاصل
 نیکی خلق خدا کو جو ہے پاس

حکایت محل عابدی

نسا جو ملک روم میں ایک کن
 میں کمی ساتھیوں کے ساتھ استجا
 برسی خاطر سے چوی سرا و ہتہ
 رکھا تہارت و زرع و خادم
 گرم تھا خلق و لطف میں اللہ
 وہ تھا شب بہ نماز سے جواب
 صبح دم اٹھ کے پیر کسا درواز
 ایک خوش طبع بذلہ کو گاہ

عارف پاک ادویا کن سن
 اسکے دیدار کے لئے پہنچا
 سیکو ٹھہلا کے مٹھا سکی ساتھ
 ایک لے جو دو بڑی شہر سا
 سردار میں تھا ویدکن اسکا
 اور ہم ہو کر ہو کر سے بیاب
 اور آئی لطف کا کیا آغاز
 اس سفر میں ہادی تھا ہمراہ

حکایت روش اور روباہ کی

ایک نے ایک لومری دیکھی
 ہوا حیران کہا لئے کہاتی ہے
 اسی عرصہ میں ایک شیر آیا
 کہا کہ اسکو چلا گیا جب شیر
 دو گزر رہی گذر جو کیا
 ویدہ اعتقاد تب ہوئی وا
 کہ رہوں مثل مو گوشہ گزین
 جیب میں لیکیا زخندان کو
 کی کسی نے نہ کہہ کر
 ضعف سے ہوش و صبر کہہ نہ
 مثل زندہ شیر جہا کر
 شیر سا چھوڑے جہا لیا کر
 گردن شیر کہے روباہ
 لاکے اور ونکے ساتھ کہ روش

وے نصیب اپنی دست پاسی ہی
 کس طرح جان کو بچائی
 اک شغال اپنے چنگ میں لایا
 ہنوی باقی سے لومری تب
 دیکھا رازق نے اسکو رزق یا
 لایا پروردگار پر تکسا
 زور سے پہلون کو ہی وزی زین
 روزی دیا ہے روزی جان کو
 ہوا اٹھتھی ساسو کہہ کر لانع
 اتی دیوار سے شب اسکو صدا
 رو بہ مثل سا بیہمت اگر
 رو بہ سا چھوڑے سے شکمت بہر
 پرتا اس سے کتای اچھا
 اور ونکے فضاہ پر کیجے روش

خصم نر ڈال اپنے لطف کا بند
 دیکھے دشمن اگر تطف وجود
 بد نکر بد کر گیا یا ر نیک
 جو بگاڑ گیا یا ر کی خاطر
 ہونگے جو حنائہ کار ترے

تو سنی ہے نہ تیغ سے پہہ کند
 دشمنی پر نہ اس سے پائے وجود
 تخم بد سے ہنوا گا یا ر نیک
 تیری صورت سے ہو دیکھا ناز
 ہونگے دشمن بھی دوستا ترے

حکایت دالون کو احسان سے صید کرنے میں

راہ میں دیکھا میں نے ایک جوان
 کہا رسی ہے اسکی تیرے ہاتھ
 وہ نہیں رسی گلے سے کر لی دو
 ویسی ہی اوسکے ساتھ عالی تھا
 کہیل کر اوسکے ساتھ مجھے کہا
 نہیں لانا اسے پہہ سی کا بند
 نیکی پلیمان ہی باعث صاف
 کر بدوں کے بھی ساتھ تو حسن
 چیا اوس پر نہ حملہ لانا ہے

ساتھ ہی ایک گوسپندوان
 جس سے آتی ہے گوسپند پہ ہاتھ
 ہوئی پونیدہ اس میں چپ سرور
 کہا نادانا جو اوس سے پانی تھی
 اسے خداوند عقل و فہم و ذکا
 بلکہ احسان کا ہے گلے پر اکند
 نہیں آنا جو میل اسکے خلاف
 کہا کہتا ہے پاس کہا کہ ان
 جسکی دوون پینر کہا ہے

حکایت ۱۵

<p>تو بے گریہ و دوش نیت ایا گیہون کا تہلہ جو لیکے پہرتی تھی جو ادھر ادھر مضطرب صبح پہنچا کے گھر مو گویا میرے باعث ہو گھر سے آوارہ تاہنیں تو کہہ ہی پریشان ہو کرے تربت پر اسکے رحم خدا جان رکھتی ہی جان شیریں شکر چاہے جو مور کی دل آزاری نہ کہیں زیر پا ہو مثل مور رحم پر وانہ پر نہیں لاتی کوئی تو ہو گا تجھ سے زور آور</p>	<p>سن نیک و نکی سیر جانوت گیہون واسے اون گیہو نہیں چھوٹی نظر سے رات پہ نہیں سویا رات نہیں یہہ حیارہ کہہ تو دل پریشان کو بافر دوسی طور سی ہی کہا تا مور جو وی دانہ کس سیدل ہی سنگدل بہاری ان پر چھوڑ دست زور ح اس واسطے ہے جل جاتی زور تجھ سے ہیں اکثر</p>
---	--

مار جوان مردی اور جو اخروی کے نتیجہ میں

برم سے تو آدمی کو صید
نیکی سے جشیونکو کر لیں قید

جیسے ہوتے ہیں پاکے زرخیز
 سست سختی کشی سہرا کہتیا
 جا کے اوس تمنذ کو کشتا
 رو پا بخود وہ دیکھ کر اس کو
 ہوا اشکون سے راز سب ظاہر
 ظلم سے کسکے اشک بین بر رو
 دیکھ کر اس ضعیف پر کا حال
 یہہ تھا ذی ملک و مال حشمت و نام
 کرتا ہے اب دراز دست نیاز
 ہے کسی پر نہ جو رگ روش دور
 کبر سے عرش پر تھا اس کا سر
 پایا ہے میرا دن یہہ اور سے
 دہوئی منہ سے میرے گروہ کرم
 دوسرے کہولتا ہے رحمت سے
 ہو گئے ہیں بہت امیر فقیر

شاہ ہوتا تھا دیکھ کر عنبر با
 لقمہ جو شب کو آیا ایک گدا
 دیکھ کر بندہ کو کیا ارشاد
 لیکیا او سکے پاس کہا نا جو
 ہوا خواجہ کے پاس جب حاضر
 ہوا پر سان وہ خواجہ خوشخو
 بولارقت ہی میرے دل کو مال
 کیونکہ میں پتیر تھا اس کا غلام
 ہوا کہ جو دست عزت و ناز
 کہا اُسے کہ یہہ نہیں ہے جو ر
 تنگ روزی نہیں یہہ سوداگر
 میں وہ ہوں جو نکالا تھا گہر سے
 پر خدا نے جو کی نگاہ کرم
 ایک درموندتا ہے حکمت سے
 ہو گئے ہیں بہت فقیر امیر

اور رکھے انکے دل پہ غم کا بار
اور گریون کے نصیب پہ ریز
نکرے زیر دست تہم کو خدا

ہنیں ڈرتے کہ حق کر عذر دار
بیشتر زور مند کرتے ہیں
چاہتے زیر دستوں کو یہ ستا

حکایت ۱۴

تذرو مالدار کے آگے
بلکہ انکار اور غصت کیا
ناخوشی چھوٹ کے کہا کیا خوش
تلخی خواہت کا نہیں خیال
گھر سے باہر ہیہ ظلم زور کیا
کتے ہیں روزگار اس سے پہرا
منشی چرخ نے قلم کہنیا
نہ کیا بار و بار گیسر رہا
کچھ شہید صفت نہ پاس تا
ہوئے کچھ روز منقضی سہ طو
جو تہا دریا دل و سخن زمان

رویالاجاری سے گدا جا کے
اسنے دینار و دام کچھ نہ دیا
ظلم سے اسکے وہ ہوا ناخوش
ترشک و کسلتے ہی صبا مال
اپنے بندہ کو اسنے حکم دیا
شکر پروردگار جو نہ کیا
اسکے اقبال نے قدم کہنیا
بخت نے سپر سار نہ کیا
تہیدستی سے فاقہ کرنے لگا
حال اوسکا تام ہو گیا اور
اسکا بندہ ہا کیسے بیان

کہیں چکر اس طرح لایا آب
 اسکی نسبت کہا پیمیر نے
 گر جھانکار ہے کر اندیشہ
 کتے سے بھی بچوڑی حبیبی
 کر کر م جس قدر سکے کسی پر
 نہیں جنگل میں رکھتا چاہا اگر
 جتنا محنت سے اپنے ایک دینا
 بوجہ اٹھاتے ہیں سب بقدر زور
 نیکی کر خلق سے تو ای خوش سخت
 نہیں افتادگی کے دن لاچار
 حکم آزار کرنے نو کر پر
 جاہ و تمکین جو ہے تھکوا ملا
 کہ کہی پائے جاہ اور تمکین
 سن نصیحت کہ نیک میں ہر گاہ
 اہل خرمین کرتے اپنا زبان

ناتوان کتے کو پلایا آب
 بختے اسکے گناہ داور نے
 اور وفا و کرم کا کریشہ
 چھوڑین نیک آدمی سب کب نیکی
 نہیں موندنا خدا نے خیر کا در
 کسی معبد میں جا چرائی ہی دہر
 ہے نہیں دیتا گنج سے قطار
 بیماری ہے پالمخ کاپش مور
 تانہ پکڑے خدا تجھے کل سخت
 جو کوئی او فسادون کا ہے یار
 نہ جو سالم کہیں تیرے سر پر
 مرد و رویش کو نہ زور دکھا
 جیسے بیذق کہ ہوتا ہی فرزین
 نہیں کرتے کسی کو کینہ خواہ
 کرتے ہیں خوشہ چین سپر جو گران

وون میں اُسکو پکڑنے تک کیا
 گیا زندان میں آخرش لاچار
 رہا کچھ روز قید وہ آزاد
 دن کو چین رات کو بچو اب
 مال لوگوں کا تو نہیں کہاتا
 بولا ہاں اب تک انکو اعمال
 ایک بچارہ قید میں تھا تنگ
 بجز اُسکے کہ آپ قید رُون
 میرے نزدیک پہنچتا پسند
 ہوا آخر کو نیک نام ہوا
 زندہ دل خفتہ خاک کے اندر
 دل زندہ کہی ہو وی ہلاک

کہ چکا اُسکا دینا یا اُسے لا
 مرغ رفتہ کا آنا تھا دشوار
 نہ لکھا رقعہ اور نہ کئی یاد
 کیا ایک پار سالہ استصواب
 پڑا زندان میں یہ سب کیا تھا
 مفت کہا یا نہیں کسی مال
 کچھ نہ تھا اُسکے چھوٹی کاوشنگ
 اور اُسکی مصیبتوں سے لڑون
 خوش ہوں آپ دوسرے ہی بند
 نیک ہے وہ جو نیک نام ہوا
 زندہ مردہ دل سے بہتر
 دل مردہ اگر مرے نہیں باک

حکایت احسان میں

دیکھا تھا ایک رفقہا جا نہیں
 ڈور پکڑی کی ڈول ٹوپی کا

ایک نے پیاسا گیا با نہیں
 کیا سنتے جو نیک تھا چی کا

آب میں آئینہ میں بھی صفا

پر صفا کو ہے امتیاز بجا

حکایت تنگدست کریم کی سائل کے ساتھ

ایک کو تھا گرم نہ قوت تھی

جتنی آند نہ تھی مروت تھی

نہ کمینہ ہو صاحب ہستی

نہ سخی کو کبھی تہی دستی

جسکی ہمت ہو شیر عالی

اسکی قسمت ہو شیر عالی

جیسے سیلاب کو ہمارا کہیں

اوپے پر پاتا ہے قرار کہیں

جیسا سراپہ ہی نہیں ہے سنا

تو تنگ مایہ اسلئے ہے رہا

ہیجا ایک تنگدست نو لکھہ کر

کای مبارک اخیر نیک سپر

کچھ درم سے مری مدد فرما

قید میں ہوں کہ گذرا ہی عرصا

اسکے آگے یہ بات تھی نہ بڑی

پر نہ تھی اسکے پاس ایک ڈھری

آدمی نہیں قید بان کی پاس

کای کو بخت نیک و نیک اساس

بخشوا سکور ہائی تھوڑی دن

لیکے پر آئے کا مجھے ضامن

کہا زندان میں جا کے پر اسکو

جا چھتا تک کہ پامین طاقت ہو

مثل کجشک دیکھا جب دروا

نیچرے کا پر نہ چین اندر تھا

چلا آؤں جا سے جیسے باوصبا

گر دو کو ہی پہنچ سکے نہ ہوا

کہ نہیں اس سے خوشتر کوئی راہ
 کبر کے مارے راہ سے جانا
 دی کہ ای نیک نجات و نیک بنا
 کہ کوئی نذر تحفہ تیری ہے
 ہے ہزاروں نماز سے بہتر

اوسے ابلیس نے دکھایا یہ چاہ
 رحم اس پر جو حق نہ فرماتا
 ایک ہاتھ لے کر یہ ندا
 مت سمجھو بندگی اگر کی ہے
 ایک احسان سے ایک دل خوش کر

حکایت ۱۱

اٹھ ور روزی کا ہو حلقہ زن
 بہو کے مرتے ہیں تیری طفل سپان
 نیت روزہ شہ لئے کی شب گاہ
 اور لگی کہنے فاقہ سے مضطر
 اسکا اظہار عید طفلان ہے
 لاپچی روزہ دار سے بہتر
 روزی جو عاجزون کو دیا ہے
 چہین کر خود سے خود ہی کہا تا ہے
 کرتے ہیں دین و کفر کو شامل

بولی سرنگ شاہ سے یون زن
 جا کہ کچھ خوان سے دیونگی تجھ کو نان
 بولا اٹھنا آج مطہر شاہ
 زن نے نومیدی سے ہکا پکا
 روزہ سے کیا مراد سلطان
 مرد بے روزہ ہے اگر خیر
 روزہ رکھنا اسے کیوں بیا ہے
 ورنہ تکلیف کیوں اٹھاتا ہے
 بس خیالات عاکف جاہل

دوسے زور و نعمت اب ہی تیرا مال
عقبی اونیا سے لے کہ لے سکیگا

حکم اس پر ہے بعد مرگ مجال
ور نہ جا کر یہاں نئے منہ نہ کیگا

حکایت ۹

رو کے شوہر سے ایک نکتہ کہا
گیہو نوالو نکی منڈوی میں جا
بکھیون کے چوم سے گاہک
کہا شوہر نے بہر دلدار سی
اپنی امید سے رہا ہے یہاں
مردمی کر کہ تو ہے استادہ
در گذر اس لئے کہ مرد خدا
سچ جو پوچھے تو ہے کریم ولی

پہر نہ بقال کو سی نان ٹولا
یہہ ہی گیہون دکھا تا جو دیتا
دیکھتے میں نہ اسکو ہفتہ تک
متحمل ہوا سے مری پیاری
لائے اسکے نفع میں نہ زیاں
چاہتے پکڑا دست افتادہ
میں خریدار مفلسو لئے سدا
ہے کر مہ پیشہ عجم علی

حکایت ۱۰

ایکس جاتا تھا براہ حجاز
گرم رو اسقدر براہ خدا
ہوا آخر یہہ دل برش خیاں

ادا کرتا ہر ایک قدم پے نماز
خار ہی تھا نہ کرتا پا سے جدا
کہ پسند آئی اسکو اپنی بیہ حال

ہو وی دنیا سے آخرت مکتوب
دست خالی سے پوری ہونے امید
جو ہے بے زر تو پیش یار بنجا
مل نہ خوبون سے جا کے خالی ہاتھ
جو ہے سو ہاتھ سے جو دی ایک ساتھ
تیری کوشش سے یہمہ گدا نہ کہی

بیچہ دیوزر سے ہو مغلوب
اکہری دولت سے چشم دیو سپید
جو ہے زردار تو تو آ اور لا
ہیچ سمجھنے کے پا کے خالی ہاتھ
وقت حاجت ہو تیرا خالی ہاتھ
موتی ہو دینگے ہوگی تو دہلی

پہراشی فرزند جو اد کی حکایت لکھے ہیں

مال خیر نے ہی یہ بات
بگڑا اس گفتگو سے اسکا جی
یہ جو دولت ہے میری ہاتھ آئی
دونوں خست کے مارے جوڑ گئے
باپ سے پیسے پایا یہ مال
اچھا ہے اب جو آدمی کہا میں
کہا میں بخش اور دی آرام
لیکے جاتے ہیں عاقل انہو ساتھ

پراثر سے ہی رہی یہ بات
ہو کی آشفتنے بولا ای و اہی
باپ کہتا تھا دادی سے پائی
موتی حشر سے بارے چور گئے
میرے چھوٹے بیٹے کا ہر حال
اس سے جو تھپے لوٹ لیجا میں
رکھہ نہ اور ونکے واسطے بکام
ملتے جاتے ہیں جاہل اپنے ہاتھ

کیونکہ بے کسب خرید و فروغ شر	نیک اور بد کو بابت سیم زور
کرے اخلاق نیکو نہ کرے حاصل	نیک نہ جو بصحبت عاقل
کرے غرت سے پذیر سعدی گوش	جس کو عقل و راجی و دانش ہو پیش
نہ بنا گوش و چشم و ابر و وصال	بیشتر جسکی ایسی ہی ہو مقال

حکایت ممسک پدر اور جو اخروہ پر کی

اسکا بیٹا تھا نیک دل ہشپار	مر گیا باپ چھوڑ کر دنیا ر
مثل آزاد کس لٹا یا زور	مثل ممسک ہنیں چہا یا زور
گہر تھا اسکا مسافر و نمکی سدا	ساتھ اسکا چھوڑتے تھے گدا
نہ کیا باپ کی طرح زر بند	خوش و بیگانہ کو کیا خور سند
جو بے سو خرچ و فعتہ مت گر	مضر فابولا ایک علامت گر
بجلا ایک خیال میں حسن	جمع ہوتا ہے سال میں حسن
مت فراخی میں کہو شکیب کہین	بتلگد شتی میں گر شکیب تہین

مشکل

برگ سخی کار کہہ ہر روز لوا	بانو سے وہ بیٹی سے یہ کہا
تین جاری ہمیشہ راہ میں جو	کہہ پیر تو ہمیشہ مشک و جو

دلکو دس من سا ہے گران ہرام
 دن کو رہتا ہے سایہ سا و بنال
 درخانہ سا دلکو رشید رام
 درم اسکو دئے خدا نے پس
 باب لای نصرف سوانہ پڑھا
 آ کے وہ قلمبان ہلا تا ہی در
 چہا اس کے چہرے کے بخشکے سیم
 بخششی دو ایک شرفی اسکو
 گیا مانند مہر تازہ رو
 گرمے چاہتے نکر نی آہ
 بل ابو زید اس سے مانے ہار
 ہنہن مرد زبان ہی تو رہ گوش
 آبرو اسکی خلق میں کہہ لی
 تو ہی مجکو ہنہن ذرا فسوس
 پینکے اس شوخ یا وہ گو کی ہاتھ

ایک کے دس درم میں مجھ پر وام
 رات کو رکھتا ہے پریشان حال
 کرتا ہے کیکے دل پریش کلام
 جب سے پیدا ہوا مگر یہی سوسل
 حرف دین کی کتاب کا نہ پڑھا
 کوہ سے مہر چہا تھا تا ہی در
 اسلئے فکر میں ہوں کوئی کریم
 سنکے اس نے پیر جو تھا خوش خوش
 ہاتھ لگتے ہی زرف نہ گو
 ایک نے پوچھا اس سے ہے آگاہ
 یہہ گدا ہووے شیر براسوار
 بولا عابد بگڑ کے رہ خاموش
 بات اسکی جو سمجھے گرج تہی
 شوخ چہما نہ کر کیا سوس
 کہ چا اپنی آبرو کے ساتھ

کیونکہ میں تیرا پیروں کا ساحل
 کہ زبان پر نہ نام رازق لائے
 ہوا جاتا ہوں میں ممنوع
 کہ ہے آذر پرست یہ بد چال
 پیش پا کان پلید ہے کافر
 پر غضب کاے خلیل نیکو نام
 تو نے نفرت کی ایک دم میں کمال
 کس لئے کہینچتا ہے تو یہ جو د

پوچھا ایسے گوئی ویرین سال
 نامناسب ہو حیب تو روزی کہا ہر
 بولا جو پیر گبر سے سموع
 کیا ولیمین بنی نے بت یہ خیال
 غیر تھا خواری سے کیا باہر
 ہیجا پروردگار نے پیغام
 سننے دی اسکو روزی صد سال
 گو وہ کرتا ہے پیش نارس جو د

حکایت نیک و بد مردم کی ساتھ احسان کرنے میں

کہلے خدا رہے وہ مکار
 بیچین علم و ادب جو بہر نان
 کہ کوئی بیچے دین لئے دنیا
 جن پر ارزان فرس ازتہ دل

بدا احسان میں گروہ مت مار
 مرد تفسیر دان کریں نقصان
 عقل شرعی کہی نہ دی فتوی
 ایک قلعے کہ لیتے ہیں عاقل

حکایت ایک عابد اور مکار کی

کہا کہ چہ طہین بطرح ہوں ہنسا

ایک لسان نے پیش مرد خدا

گو ہے دوران نے اسکو صاف کیا
 حب عاکو می اپنے دیکھے ہزار
 کہ نہیں تو کسی سے خواہشمند
 سیرت دوران پڑیا ہے کرم

ابھی خنجر نہیں غلاف کیا
 لطف اللہ کا ہو شکر گزار
 بلکہ کہتے ہیں تجھ سے خواہش چند
 ہوں کی خلق انبیاء کرم

حکایت پیغمبروں کے خلق میں

نہ مسافر سنا ہے ہفتہ پہر
 نہیں کہتا تھا کہا نا وقت سحر
 جا کے باہر ادھر ادھر دیکھا
 ایک تنہا وہاں تھا مثل بید
 پہر و بچو سے مر حبا بولا
 مردم چشم سے عزیز ادھر
 کہ بکرا گئے نغم اٹھایا گام
 خادمان لہرنے باعزت
 حکم فرمایا خوان ہوا تیار
 کی جو بسم اللہ جمع نے آغاز

آگے جہان ہوا خلیل کے گہر
 کہ کوئی ہو گا آگے گذری ادھر
 جانب وادی کے نظر دیکھنا
 برف پیری سے موسیٰ بھی سفید
 پہر کر میا نہ یہہ صلا بولا
 آگے نان و نمک سے مروی کر
 جانا خلق خلیل آنپہ سلام
 اسکو پھلا کے خوب کی حدت
 پیچھے کہا نیکو آس پاس کہا
 گوش اس پیر سے نکلی آواز

دیکھے جب بے پردہ سرفاگندہ
 کون تسکین سے جو روئے یتیم
 بان نہرو نودی کیونکہ عرش عظیم
 آب چشم اسکا پونہمہ حیرت سے
 اٹھ گیا اسکا سایہ سے جو
 میرا سوقت تا جو رہتا سر
 بیہوشی تھی جو کبھی ہی تن پر
 اب کرن قید خانہ میں جو ایر
 درو سے طفلوں کے ہی مج کو خبر

ہونہر روئے لپسہ کا بوسندہ
 کون جیلے جو غصہ ہوئے یتیم
 بلتا ہے روتا ہے جو کوئی یتیم
 خاک بسم اسکی پونہمہ شفقت سے
 اپنے سایہ میں پال تو اسکو
 کہ تھا والد کی گود کے اندر
 دل کئی تن کے ہوتے تھے مضطرب
 کوئی اگر نہ ہو سے میرا نصیب
 طفلی میں سے اٹھ گیا سو پر

حکایت نیکی کا ثمرہ ملنے کے بیان میں

ایک امیر خجند نے یکبار
 کہ نکالا یتیم کے پاس سے
 سیر کرتا جنان میں کہتا تھا
 تاسکے رحم سے نہو ہا سر
 دیکے بخشش نہ خود پرستی کر

خواب میں دیکھا ایک نیکو کار
 کانا جو تھا لگا کسی جا سے
 کہلے اس کانٹے سے ہین گل کیا گیا
 رحم دیکھے گارحم کے اندر
 کہ یہ میں زیر دست میں ور

گر چہ ہے ہو رنج سے رنجور
 آج گنجینہ خوب بانٹ کہ کل
 چاہئے ساتھ زاورہ لیجائے
 گو ی دولت او سیکے ہاتھ آئے
 کوئی نغوار کی سی میری نشت
 دے کی جو اب ہی تیری پاس
 سرور و نشوونکا چہا جو سکے
 مت پہر اب نصیب در عیب
 خیر محتاجوں پر وہ کرتا ہے
 حال دل خستگان پہ کہ تو نظر
 کر فرما ندون کے دلونکو شاد
 دوسرے سے نہیں گرسال

کہہ نہ رنجیدگان کو دل سے دور
 جائیگی ہاتھ سے کلیہ نکل
 زن و فرزند سے نہ شفقت آئے
 دنیا سے جو نصیب لے جائے
 نہ کچھ آئے مگر عری انگشت
 تازہ گل کاٹے نشت بست پاس
 ستر حق تاکہ ستر تیرا دیکے
 پہرے در در نہو کے گہر سے عیب
 اپنی محتاجی سے جو ڈرتا ہے
 کہ کہی تو بھی خستہ دل ہو مگر
 کر فرما ندگی کو دن کو یاد
 کہ نہ اس شکر میں بدر سائل

گفتار یتیموں کے حال پر مہربانی و رحم کرنے کے بیان میں

سایہ افکن یتیموں پر ہو مدام
 نہیں معلوم کیوں ہیں عاجز خست

گر دغم آنکے دل سے پونہ تمام
 کہی بے بیخ ہون تازہ درخت

دوسرا تیری را جانے گر
 کر کرم پر نکر ستیزہ و کین
 کام لطف و خوشی ہو ہو و جب
 چاہے تو دور سے ہو مجھ کو
 باتوان بازو سے نہو کی سپاہ
 ہے دعا و ضعیف حاجت در
 ستم جو ہوا فقیروں سے

روئے الیسی را و دانش پر
 تب جہان لائے گا بزرنگین
 تندی و سرکشی سے کیا مطلب
 در و مندوں کو درد سے رکبہ دور
 جا کے تو ناتوان سے ہمت چاہ
 بازو سے مروی سے تو انا تر
 جیسا ہے جو لڑا امیرون سے

دوسرا باب احسان میں

حکایت

عقل ہے میل حسنی کر دایم
 بہنین جہین خسرو خاقوی
 وہ ہی سونا ہے خوش بزرگ
 فکر اپنی کر اپنے جیتے جی
 حرص دنیا میں بستلا ہونگے
 دے زر و نعمت اب بکری ای مال

معنی صورت سے رہا ہی قائم
 اسکی صورت ہے محض بھینچا
 جس سے لوگ سوتے ہوئیں
 بہنین کر نیکی خویش مرے کی
 فکر میں تیرے پرے کیا ہونگے
 حکم اسے پھر بعد مرگ مجال

وہ بچاتا ہے اپنا کیتہ وز
 اپنے مالک سے باغی ہوئے جو
 اپنے مالک کا حق شام نہیں
 اسکے سو گند و عہد پر مت جا
 ڈھیلا کر یہاں نو آموز
 کیوں ملک و حصار دشمن جب
 رکھے قیدی جو جسکے خون پر دانت
 دست دشمن سے ملک بچو لیا
 تا جو ہر لڑنے کے لئے آئے
 پر جو پونچھے شہر یوں کو گزند
 کہہ نہ دشمن ہے شہر کے پر
 جلد تیر جنگ خصم دکھا
 راز دل ہر کسی سے مت کرنا
 شرق میں جنگ پر سکندر تھا
 کیا زابلستان میں دشمن جو

جو سمجھتا ہے سب کو کیتہ پر
 رکھ نہ خدمت میں تاسکے سکو
 کر گیا تیرا ہی سپاہیں
 خفیہ اسپر نگاہیں ان پٹلا
 توڑت پیر نہ آئے گا کسی روز
 کر سپر داسکے قیدیوں کے تب
 اسکے خون سے کہی کر محروم
 رکھے رعیت کو شاوا اس سگھوا
 عام اسکا و مار برائے
 مت در شہر خصم پر کر بند
 یار دشمن ہے شہر کے اندر
 مصلحت سوج اور اروہ چہا
 دیکھ جا سوس شہر تمام
 غرب میں اسکے خیمہ کا در تھا
 گیا وائیں کو کیکے بائیں کو

تیغ پیکار کہنیتا ہے اگر
 کیونکہ شکر شگاف ملکستان
 مرد میدان کا ہونہان دل جو
 کوئی سرواخصم آئے ہاتھ
 کیا عجب تیرا ہی کوئی سار
 مار گیا تو اگر وہ بندے ریش
 نہیں ڈرتا کر گیا بندے دور
 نہ کہتا ہے وہ خیال بندے کا
 ایک سرور ہو تیرا تابع جو
 خفیہ دو دل سکے تو ہاتھ میں لا

دل میں رکہہ راہ صلح پر ہی نظر
 ظاہر جنگ چاہیں صلح نہان
 پڑی پائیں عجب نہیں جون گو
 قتل میں جلدی کر نہ اسکے ساتھ
 دست دشمن میں پھینکے ہوا چار
 دیکھنے کا نہیں ہے بندے خوش
 وہ جو کرتا ہے بند یوں پر چور
 حسد دیکھا ہے حال بندے کا
 جو کہ نیک اور تابع ہو
 کہے سو چاہا یہ بارے سے بہلا

گفتار اس دشمن سے حذر کر نہیں جو طاعت قبول کرے

ہووے جب خویش خصم تیرا یار
 تیرے کین سے ہر لوگ کا دل اوگا
 لفظ شیریں خصم پر پت جا
 نہوے سب سے ہمیں

ہونا ہمیں سب سے زہار
 یاد آئے جو ہر شترہ دار
 زہر کے شہد میں سے ممکن جا
 سمجھ جو اپنے یاروں کو دشمن

آیت صلح پڑھتے ہیں اکثر
 ہیں زرہ پہنے سوئے مرد جوان
 تیغ زن مروخیمہ میں اسلا
 خفیہ تیساریں ستیزہ کر
 ہے حذر کار مرد کارا گہر

دن کو آتے ہیں رات کو سہرا
 بستر خوش ہے خواب گاہ نہان
 نہیں سوتا برہنہ عورت سا
 کہ عدو خفیہ آتے گا تجھ پہ
 ہے نیک روئین سد شکر گہر

گفتار دشمنوں کی ساتھ نیک تدبیر می بین

دو عدو میں ہوں گر چہ کوہیت
 کہ چو پیر انگیں ہم کپ راز
 حیلہ سازی سے ایک کار گہر
 تیرا دشمن کرے جو قصد ستیز
 دوستی اسکے دشمنوں سے کر
 برخلافی ہو فوج خصم میں جب
 جب ہوں اسپین گر گن آسٹام
 مستغل خصم خصم سی ہو جان

ہوش رکھہ ہے نہ عاقلانہ نشست
 دست کوتاہ نہونگا ہوگا دراز
 بر لابیستی سے دو سر کا دما
 تیغ دانش سے اسکا ہو خونریز
 محبس اسکا لباس ہو تن پچ
 اپنی شمشیر کر میان میں تب
 در میان بکری کو ملے آرام
 چین کر دوستوں کے ساتھ نہان

گفتار دشمن کی ملاحظت میں عاقبت اندیشی

مثل زن چھوڑتا ہے میدان جو
 پیٹھیہ دکھلا سے روز میجا جو
 ابنین دو یاروں سے ہوز ہو
 مرد ہم جس ہمزبان ہنجان
 شرم ہے جانا پیش تیر سے تب
 یار غی پارونگی بے حقیقت ہو

جا کے مت آبرو مردان کہو
 آسے نام آرون کو نے خود کو
 حلقہ کارزار بین پڑین جو
 ساعی ہوں روز جنگ بادل جان
 بہانی جنگ عدوین قید ہو جب
 تب غنیمت سمجھ نہ ہر میت کو

گفتار ہنرمندوں کی دلداری میں

پال دو ایچد یو خوش قسمت
 فوق نام آرون پرانکو ہو
 کی نہیں جس نے قدر تیغ و قلم
 پائے اہل تیغ و اہل قلم
 نہیں نہ یا بعد و کہے سر جنگ
 اہل دولت ہو مایل بازی

ایک ذی عقل ایک ذی ہمت
 پالین وانا و تیغ زن کو جو
 گرم سے کرنا سکے واسطے عم
 نہیں مطرب سکے جو زن کے قدم
 تو ہے موحام و ساقی و جنگ
 دیکھے بد بختی حاصل بازی

گفتار دشمن کی صلح سے احتراز کرنے میں

صلح چاہے تو ڈر زیادہ کر

بہین کہتا کہ جنگ ختم سے ڈر

جانتے ہیں نہ ہرگز جو ان
 عقل و رہو تا ہے جہاں دیدہ
 نہ جوان عقل و طالع و ر
 ملک آستہ جو چاہے کہا
 پیشرو فوج کا اسمت کر
 سک جو اکثر شکار کرتا ہے
 شیر جسے کہی نہ کہی ہو جنگ
 ہو جو پروردہ شکار پر
 گو و اماج و شتی و شچیر
 جو ہے پروردہ تنعم و ناز
 مدغیر سے جو زمین پر آئے
 جنگ میں جسکی پٹہ دیکھی تو
 ہتر اس مرد سے محنت ہو

رو بہ پیر کے فیہ کہاں
 کہ ہے نیک و بد زبان دیدہ
 پیر کی بات سے پیر اسے
 دے نہ تو خواستہ کو کام بڑا
 جنگ میں جو رہا ہو اکثر
 نہ ہلکتا ہاں سے ڈرتا ہے
 رو بہ سے پہا گتا ہی عاجز و تنگ
 وقت میچا نہ لائے و لمین خطر
 کرتے ہیں مرد و جنگ کو دیر
 ڈرے جب دیکھ جنگ کا دروازہ
 ایک کو دیکھ اسے زمین پر لا
 مارا سکو اگر ہمارے عدو
 مثل زن بہا کے مھر کہ میں جو

کھتا کار آزمودوں کی راہے پر کام کرنے میں

کشتن و قربان جو باندھی ہو دغا

کیا ہی گرگین نے نہ پیر کو ہی کہا

سج لاؤرنے پر کیا کچھ کام
 تاکہ پرفرنے کے لئے جائے
 اس میں رکھ سپاہی کی خاطر
 ہاتھ مردان جنگ کا ستھوم
 جس سپاہی کو برگ سے نہیں کار
 ملک کا پاسبان ہو لشکر سے
 شاہ غالب ہو اپنے دشمن پر
 اپنے سر کی بہا جو کہانا ہے
 ہو سپاہی سے بچو زرب پیرا
 تھے آئے جو زرد لاتے حیف
 کیا جوان مروئی وہ دکھائیگا

چاہئے اوسکو دنیا کچھ انعام
 جنگ یا جوج سے نہ کہ پیرائے
 تاکہ سختی میں وہ سہے حاضر
 نہ کہ جب خصم تجھ پہ لائے هجوم
 کس لئے ہوئے مرگ کو تیار
 اور شکر کا پاسبان زر سے
 سیر و آسودہ دل جو ہو لشکر
 ظلم ہے وہ جو سختی پاتا ہے
 ہو سپاہی کو تجھ سے سپاہی
 کیون نہ آئے اسے اٹھائی سیف
 کہا نیکو تجھ سے جو ناپیگا

گفتار منصب اور جاہ کی افزونی سے سپاہ کو نوازنے میں

خصم کی جنگ کو دلاور بھیج
 کہ جہان و نیکہ کی تیر و پر کا نا
 نہ جو انان تیغ زن سے نہ ڈر

شیر و ن کی جنگ کو غضب فرہنج
 گرگ کہنہ ہے آزماے شکار
 پیر بسیار علم و فن سے ڈر

کرے دیوار روئین کو مسما
 جنگ کے وقت کہہ خیال صفر
 دیکھ جب ملکتے ہیں دو لشکر
 بر کران ہے تو قصدر فتن کر
 گرچہ ہے تو ہزار دشمن دو
 شب کو بچہ سوار پاکے کہیں
 رات کو کاٹا چاہے جو راہین
 خلدن ہر میان دو لشکر
 لشکر ماندہ پڑا سودہ
 گرد و مارا ہے گرانہ علم
 پہاگتوں کو بہت نگر مجبور
 گردیجا سے ہو ہوا نہیں منیغ
 ہر غارت نہ جانے دیوی سپاہ
 حفظ لشکر ہے شاہ کو بہت

پیر کی عقل و برنا کی تلوار
 کون جانے کہ کس کو ہوگی نافر
 جان شیرین تلف نہ تہن کر
 در میان ہے تو بستی من کر
 ملک دشمن میں مت ٹہر شب کو
 پانچ سو کی طرح ہاہین میں
 دیکھ لے پہلے کل کہیں گامین
 چنید سے نہ زور آور
 جا کہ وہ خود ہوا ہے نابودہ
 تاکہ ہلا خرم اسکا ہونہ ہم
 تا نہ ہو جاے یار و لسنے تو دور
 نہو محصور تو بہ نیند و تیغ
 تاکہ خالی نہیں ہے پس شاہ
 اس سے جو ہو دی جنگ کے اندر

حکایت لشکریوں کی نواخت میں

جنگ کمتر سے تو کتارہ کر
 ہو سکے لاجبین پہ تو نہ شکن
 اسکے دشمن ہوں تازہ دستوں پر
 مت سپاہی کی بھر جو ہو وی سوا
 جب تو انا سے جنگ میں ہونگ
 گو کہے زور پیل و جنگ بر
 چل سکے جب نہ حیلہ و تدبیر
 گر عدو صلح چاہی مہرت پہیر
 جنگ سے وہ جو باز آئے گا
 اور جو ہو گیا جنگ کو تیار
 تو بھی تیار ہو جو فتنہ اٹھا
 جو تو نرمی دکھائے سفلہ کو
 آئے در پر چوسم عاجز حال
 چاہے زہنار کر کرم پیشہ
 پہ نہ تدبیر پہر سے زہنار

دیکھا سید لا قلم کو اکثر
 دوست بہ گرجہ ہوز بون دشمن
 جسکے دشمن ہوں و ستونستے بن
 انگلی شتر چاہے نہ رکھا
 نہیں مروی ہی ناتوان سے جنگ
 تو ہی ہے صلح جنگ سے بہتر
 ہے بجا جو چلا ہے پھر شہر
 اور اگر جنگ چاہے کرمت بر
 قدر و مہیت تیری بڑا نے گا
 تجھ سے پانچ نہ پوچھے گا دادار
 کینہ و پر ہے مہربانی خطا
 اسکی گردن کشی زیادہ ہو
 دل سے کینہ و مہر سے خشم نکال
 بخش پر کر سے رکہہ زندیشہ
 ہوتا ہے پیر آرمودہ کار

ہر قیاساً نہیں تیرا احسان
 کہ کیا کار خیر پر تو
 ساری میدان جہد میں آئیں
 تو نے کوشش ہی ہر شہیت نہ لی
 ہوں دل و وقت روشن مجموع
 عمر خوش چلنا ہو براہ خدا

بلکہ ہے فضل و منت یزدان
 نہ رکھا اوون کی طرح متاخر
 کل نہیں گوے جو دلچاپن
 بے ہستی سستی ترقی سے ملی
 قدم و پایہ ثابت و مرفوع
 ہوئے مقبول بندگی و دعا

گفتار اسباب میں کہ جب تیرا کام چلے جنگ کرنی نہیں چاہئے

تا کہ تیرے برائے کار
 گرد و کونہ جیتے قوت سے
 گرد و سے ہی تھکے و شہت جان
 راہ دشمن میں گو کہرو کی جا
 سنا ہوں عقلمند کہیاں
 عقل و تدبیر سے جہاں کہتے
 ہووے تدبیر سے تمہیں قید
 وقت فرصت رکھاڑ سکتے پو

صلح بہت نہ چاہئے پیکار
 بند کر باب فتنہ شروع سے
 حرز احسان سے وک ہی زبان
 مصلحت ہے کہ کسم و زہر ہلا
 تیر و ندان ہوں کند احسان
 ید نہ بوسے سے کات جب سکتے
 ہو اسفندیار جسکا صید
 رکھتے دشمن کسب مراحت و

حکایت نابل کی پند انماض کرنے اور صاحبِ جہل سے اعتراض کر لینے

کہ ہمارا فرمان وہ ایک کشور کا
 خواب شب تھا حرام لوگوں کا
 لوگ اوس سے دعائیں ہمارے
 لوگ کچھوئے ظلم سے جا کے
 کہہ کہ کچھو لیں لائے خوفِ خدا
 بنیں ہر اک کے لائق اس کا پیام
 حق کا اس سے کبھی نکر نہ کو
 کہنا حق کا ہی مرد حق سے جب
 تخم شورہ زمین میں ہو صنائع
 برا مچھکو مناسے خود مانے
 بے قوی اسلئے دل حق گو
 موم پر جتا ہے نہ پہتہ پر
 کیا عجب چور ہے میں چوکیدار
 حفظ اللہ ہووے تیرا یار

ذکر کرتے ہیں ظلم کستر کا
 اس سے ہمارا وز شام لوگوں کا
 نیک اس سے بلا میں بھی سارے
 اس زمانہ کے شیخ کے آگے
 کہ اسے لے بزرگِ شون راس
 کہا کہتا ہے حیف و تو کا نام
 جسکو ای خواجہ دیکھے حق سے دور
 مینے ای شاہ تجھ سے حق ہے کہا
 علم نادان سے کیا کروں شائع
 گریہ سمجھے عدو مجھے جلانے
 تیری ای شاہ حق روی ہی خو
 ہے نگین کی یہ خاصیتِ ظہر
 کوئی ظالم تو مجھے ہو بزار
 تو ہی انصاف کا ہے چوکیدار

کاش یہ آسمان خبر لیتا
 کہ کوئی دن نکالتا ارمان
 کہو دی اس منہ جو ایک دن زمین
 خاک میں اسکی عقد ٹوٹی تھی
 بے زبان منہ یہ کہتا تھا ظاہر
 جب منہ کا یہ حال زیر گل
 گردش روزگار سے مت ڈر
 ہوا یہ راز دل شین بدم
 بولائے نفس خچر ز بہار
 خواہ بندہ اٹھائے سر پر پار
 ہووے جسوقت حال دیگر گون
 غم و شادی کہی ہے نہ سرا
 صرف شش ہے نہ تاج تخت
 ملک جاو شمشیر تکیہ کیا
 چوڑیگا دنیا سا ہوز افشان

مجھے ہی توڑا گنج وزر دیتا
 ڈھانپتا اپنا یہ تن عریان
 گلی ہڈی فرخ کی پائی کہین
 ورددان تمام چھوٹی تھی
 خواجہ ہونا مراد ہی پر صابر
 چاہے شکر کہا چاہے خون دل
 روزگار اٹھا چلتا ہے اکثر
 اٹھ گیا ایک ساتھ دل سے غم
 بار تیار کہنہ چ خود کو نہ مار
 خواہ اوج فلک پہ ہو سدا
 مرنے پر دونوں سکر ہون برن
 ہے خوشنام اور عمل کی جزا
 بخش تہ پرین میں امن خوشخت
 تیرے پیچھے ہی ہوگا چلے ہی تھا
 زرنہ تھا سعدی ہی گہرا فشان

سراوٹھا ہے جو کوئی صاحب زور
کیا شہ نے بگڑ کے حکم روان
بولو اوہ حق شناس مرد یقین
غم نہیں بیزبانی سے مطلق
بیوائی اٹھاؤں خواہ ستم
ہے عروسی وہ نوبت ماتم

کرے زیر او سکو پار می خاک گور
کہ قفا سے نکالو اسکی زبان
مجھے سب بات سی ہی خوف نہیں
جاننا ہوں کہ جاننے لے کہے حق
عاقبت خیر ہے تو کچھ نہیں ستم
عاقبت نیک روزی ہو ستم

حکایت تندرست زور آزمائی

مشتان کہتا تھا نہ روزی سخت
پلیٹ کا مارا کہینچا تھا گل
تہہ زلف نے کی فکر سے داہم
کہہی اپنے دنوں سے لڑتا تھا
میش شیرین خلاق و کپہر کے گاہ
چراغ شہ سے تہا رو با کہی
انکھ سے چرخ شہد و مرغ و برہ
کھینچنے کی تہہ پینا پینے

چاشت و شام کا نہ کہتا تھا سخت
مشت سے روزی پانی ہی مشکل
بسم جہان کے رنج میں قائم
سخت بد سے کہی بگڑتا تھا
پیتا تھا آب تلخ با صداہ
کہ ہے بزدلیت مہسا ہو کہی
ہنہن نان دیکھتی ہے میری تہہ
اور گریہ ہو پو سیتن سپنے

ہتا مگر اسنے کچھ درست کہا
 بارگاہ سے دکھائی قید کی راہ
 کہا اک یار نے اسے خفیا
 کہا کہتا ہے امر حق طاعت
 ہوتی یہ بات انہیں پوشیدہ
 بولا ہنس کر غلط ہے اسکا گمان
 جو غلام اس پیام کو لایا
 ایک ساعت سی سوانہ جہان
 ہاتھ پکڑے تو میں نہیں سہم
 کیا جو کہے سپاہ و زر فرمان
 پہنچنے کے جب درجہ حاصل پرم
 کہہ نہ دل پانچ دن کی دولت پر
 تجھے پہلے ہیبت کیا ہے
 ایسا جی مرنے پر کریں تختین
 چاہئے رسم بد کہی نہ چلا

سرکشی سے مگر نہ اسنے سنا
 کیونکہ روز آ زمانا ہے باز و شاہ
 نہ تھا یہہ مصلحت جو تو نے کہا
 قید سے ڈر نہیں ہے اک سنا
 تر ہی شہ سے نانیوشین
 نہیں آگے کہ وہ مر گیا و مان
 اسی سے یہہ پیام پہنچایا
 غم و شادی گدا کو ہی بکسیان
 سر اڑاتے تو میں نہیں سہم
 کیا جو کہوں عیال و غم حرمان
 ہونگے اک حقہ میں برابر ہم
 نہ جلاثن کو آگ کے اندر
 یہہ جہان ظلم سے جلایا ہے
 نکرین تیری گور پر نفسین
 ورنہ لعنت کر نیگے تجھ کو سدا

بولی لے کاٹ تیج سی بہی
 پوچھا کس سے تیری دل پہ گزند
 بولی سرکاٹ چاہی جیسے مار
 مارین یک بار تیرو تیج ستم
 نہیں بگڑا یہ سنکے وہ خوش
 دل ہوا رنجہ اس سے شدم گو
 کیا اس ماہوش کو اپنا ندیم
 سیکر نزدیک وہ ہی نکو خواہ
 جو غلط رہے بتانے پر رکھی کام
 نہ کہیں عیب تیرے لے لے اگر
 شہد و شکر نہ کہہ اسے فالق
 دارو والے نے کیا ہی خوب کہا
 ہونو جو غرابال معرفت تیری جہنی

پر مرے ساتھ خفت و خیر نکر
 کونسی تو میری نہائی پسند
 تیری بوی دین سے ہوں بیزار
 ماتے ہی دہان کی بو ہر دم
 ہوا پھیرنے اپنے دل میں سخت
 کی دو امنہہ تھا غچہ سا خوشبو
 کہ کہا عیب یہہ ہی یار صمیم
 جو کہنے سے فلا نہ خارا رہ
 ہے قوی ظلم اور چور نام
 عیب کو جاہلی سے خالی ہنر
 ہووے سقمونیاں جسے لائق
 داروے تلخ لی جو چاہے شفا
 اور عبادت کے شہدین ہوسنی

حکایت درویش صادق کی بادشاہ پیداوگر کے ساتھ

ہوا آزدہ ایک شاہ زمین

ایک درویش تنگدل سے کہیں

منہ پر تعریف کر خیسے ہو کیا
 شاہ ظالم نے یہ سخن کیا گوش
 جس جگہ یہی نظر آئے
 عقل و نحو جتنی جاہلون سے تو
 اپنے دشمن سے سن تو اپنی خو
 نیک گو کو سمجھ نہ یار اپنا
 سر زش ترش رو کرے جس ہی
 اس سے بہتر نہ یوگا کوئی پسند

پیچھے جب لوگ کہتے ہو وہی
 آیا غفلت کی مستی سے اور ہوش
 حاکمی وہاں کی اسکو فرمائے
 سیکرے سیکرے نہ عاقلوں سے تو
 دوست و سیکرے نہیں سواری نکو
 جان بدگو کو دوستدار اپنا
 پارخوش طبع کب کرے وہی
 گر سے عاقل تو ہوا اشارہ بند

حکایت مامون خلیفہ عباسی کی کیزر کے ساتھ

پائی مامون نے جب خلیفہ کری
 چہرہ میں مہر بسم میں گلبن
 کیا خون اعرا میں تر چنگ
 وسمہ عابد فیہ بر ابرو پر
 شب خلوت میں وہ نگار حسین
 لگی غصہ کی آگ اس میں عظیم

مولیٰ لی اک کیزر شک پری
 عقل میں عقلمت ریاری کن
 ہوا عیابی انگلیوں پر رنگ
 خور کی قوس قزح بنا رو پر
 ہوئی مامون سے ہکنا رہنم
 چاہا سر اسکا مثل جو زاد و نیم

نہہ پر تعریف کر رہے ہو کیا
 ناہو ظالم نے نہہ سچن کیا گوش
 بس جگہ بیہ سچی تر آئے
 نقل دینو جننی جاہلون سے تو
 اپنے دشمن سے سن تو اپنی خو
 نیک گو کو سچ تیار اپنا
 سر زش ترش رو کرے عیبی
 اس سے بہتر نہ ہو گا کوئی بند

پیچھے جگ کہتے ہو وہی
 آیا غفلت کی سزا ہو عیش
 حاکمی وہان کی اسکو فرمائے
 سیکرے سیکرے نہ مانگیں
 دوست و کینے نہیں سوز کو
 جان بند کو دو سدا اپنا
 بار خوش طبع کب کرے عیبی
 گرے حاکم نو تو تیار بند

حکایت امامون خلیفہ عباسی کی کبیر کے ساتھ

اپنی امامون نے جب خلیفہ کری
 چھوڑیں ہر جسم میں گلین
 کیا خون اعرا میں تر چنگ
 موسمہ عابد فیہ برابر دیر
 شب خلوت میں وہ نہ کر تین
 لگی ہنصہ کی آگ میں عظم

مولیٰ لی اک کبیر شک چری
 عقل میں عقلمت دینقان
 ہوا عثمانی انگلیوں پر دست
 خور کی ہو سوس سوس ہوا
 ہوئی امامون سے کرا تین
 پر ہا سر کاشمش ہوا دین

ولین شور طرب اٹھا جس آن
 حکم فرمایا ڈھونڈنا باندہ سخت
 اس سیہ دل نے کہینچا خنجر تیز
 گناوہ زسیت کا دم خسر
 تیز تر چلتی ہے زبان مسلم
 جب بند کیے گریز سرکش سے
 نہیں سو سکتا وہ میں گور کی ات
 ہے جو بے مہری دور میں تیرے
 میں بھی اس ظلم سے نہیں نالان
 کیوں مجھی سے ہے تیرا دل تیز
 جو نکوش بڑی ہوئی معلوم
 ہے علاج اِستِلم سے باز آنا
 مت رکبہ امید گر ہے تو بیدار
 کیسے کرتی ہیں تیری دیدہ خواہ
 کب تودہ ہو اس طرح کوئی شاہ

یاد آیا وہ رات کا دہستان
 ڈالا خورزی سے اسکو پیش تخت
 پائی بیچارہ نے نہ راہ گریز
 آیا خاطر میں سو گیا ظلم
 ہوتا ہے کار واسکے حسرت دم
 پہنکے بیباک تیر ترکش سے
 حالت یاس میں کہی یہ بات
 شور عالم ہے جو زمین تیرے
 بلکہ ایک ایک خلق ہی بجان
 مار سکتا ہے ساری خلق کو مار
 کر نکوش کی بیج کو محدود
 نہ کہ خون بلیکنہ کا پھیلانا
 کہ ہونیکلی سے نام تیرا یاد
 جب تمدیدہ رہتی ہیں بیباک
 ہوں ستانیدہ مردم درگاہ

تفت ہو اس ملک اور دولت پر
 ظلم ظالم نے تو لیتن یہ کیا
 کہ وہ فردا بہ نر نام و ننگ
 رکھینگے بار اسکی گردن پر
 مانا خراسکا کہینچنگے اب بار
 بیج جو پوچھے تو وہ ہے بدختر
 پانچ دن گہر ہے اسکی آبادی
 اچھا ہے گراہے نہ وہ مردہ
 کچھ نہ بولا ملک یہ سرکرات
 شب کو بیداری سے گئے اختر
 بانگ مزخ سحر سخی حیدم
 شب سواروں کو گھوڑی دورا
 دیکھا اس جا سوار ہے جشاہ
 سب نے عمر بزرگ کہا بریا
 بیٹھے ساری بزرگ مانگا طعام

اقامت ہو جس سے شغف بر
 نہ غریبان پر محن یہ کیا
 پکڑینگے اسکی ریش و جیب ننگ
 سر اٹھینگا نہ عار سے تن پر
 تب خسروں کا وہ پچھوگا کب
 جسکے راحت میں ہے غم دیگر
 رنج مردم میں جسکی ہے شادی
 سوئے ہیں جس سے لوگ آرزو
 سور مار کہے زین پہ سر اسرات
 خواب آیا نہ فکر سے بل بھب
 وہ پریشانی رات کی ہوئی کم
 کہوچ گھوڑے کے صدم پائے
 دوڑی آئی پیادہ ساری سپاہ
 موج لشکر سے تھی زمین دریا
 کہا یا آراستہ کی مجلس جام

نہیں بیہودہ کرتا ہوں یہ کلام
 بیشتر ترے آگے نامعذور
 لگا شہ کو براہیہ اسکا خطاب
 عقل سے تو مگر ہے بیگانہ
 ہنسکے بولا کہ چپہ ادا نادان
 نہ وہ دیوانہ تہا نہ وہ تہا مست
 کہا شہ نے اُسے تو جانے کیا
 اک تہا اوس بحرین جہا پیشہ
 تہے جزیرہ خروش میں اس سے
 اسلئے اسنے کی وہ کشتی شکست
 ٹوٹا اسباب ہو اپنے ساتھ
 کہا دہقان نے ہنسکے ایسا
 نہیں نادان کہ توڑوں پاخر کا
 لنگ و تیار کش بیان بہتر
 تو نہ کہہ اسنے کشتی سولیا کام

جا سمجھتا نہیں جو تو ابحسام
 دیکھے تو مصلحت سے ہی نہیں دور
 کہا بتلا کہ اسپین کہا ہی صواب
 گو نہیں مست پر ہے دیوانہ
 ہے گرتے سے حال خضر نہان
 کیوں کی پھر کشتی ناتوانی شکست
 کس لئے خضر نے کیا ایسا
 جس سے ہر دل تہا بجز اندیشہ
 تہا جہان یم سا جوش میں اس سے
 تا وہ ظالم نہ پائے اسپر دست
 اوس سے بہتر کہ ہو ورنہ حکم کو تہے
 عاقبت آیا حق میری جانب
 پر ہے ڈرا اس شہر ستگر کا
 پر نہیں بارکش وہاں بہتر
 تا ابد خلاق میں رہا بدنام

لائق عیش ہے نہ وہ دبیر
 نیکی کر اس بریں تیرا گانو

ہر سحر جو کرے نیا سحر
 اس برس ہو گا دوسرے کے نانو

حکایت بادشاہ ظالم کی جو کہ عیون کو بیکار میں پکڑتا تھا

عور میں ایک بزرگ تھا جبار
 زہیر بار گران بخت علف
 جب کہ وقت سفلہ کو زردار
 باو سچا کوٹھا ہو تب کہو خود بین
 کہتے ہیں ایک باز بہر شکار
 عقب صید بہاگا جو مر کب
 رہ نہ سوچی نہ چل سکا تہنا
 ایک سردیکھا بار برچالاک
 ایک گردو استخوان سہو مار گیار
 کہا تب شہ نے اسکو ہو کر خفا
 زور رکھتا ہے خود ثانی نہ کر
 یہ نہ سہرا یہ قول خوش نہ آیا

لوگون کے خر پکڑتا ہت ابیکار
 ہوتے تھے وہ عیب بڑا تلف
 رکھ دویشونکے دلون پر بار
 شیخے کوٹھے پہ بول اور چرین
 گیا وہ شہر یار ظلم شعار
 ہوا لشکر سے دور ہو گئی کشت
 رات کو ایک گانوں میں اترتا
 خوب مضبوط کار گرچالاک
 استخوان اسکے کرتا تھا بیکار
 ہوئی اس نے زبان بہ حد جفا
 پڑے پر زور آزمانی نہ کر
 بادشہ پر گہرک کے چلایا

کیا ایسا زمان نے گوشہ گزین
نرہی کوئی شے جیسا کہ پاپس
مرد ہشیار کو ہی دنیا حس

ایک مٹھی پراسکا قبضہ نہیں
رہی فضل خدا پراسکی اس
بعد چنڈے ہی جا بے دیگر کس

حکایت ۲۴

ایک شوریدہ کسے سے مجھے بہ
رہتا جم پراگر یہ ملک و تخت
گنج قارون ہی تو اگر لے گا

بولا اے وارث ممالک ہم
ملتا تجھ کو کہاں یہ تاج و تخت
پرزہ بگا وہی جو کچھ دے گا

حکایت ۲۵

گیا اہل سلان جہان سے جب
تخت شاہی سے گورین دی جا
دوسرے روز بیٹا اسپ سوار
وادے ملک وقت نشیب
ایسی ہوتی ہی گردش دوران
عہد دیرینہ پیر جب سگرا
نہ لگا دل جہان سے بیگانہ

تاج شاہی پیر نے پہنات
نہ تھلنے نہ بیٹھنے کی جا
دیکھا کہ بولا ایک مٹھی ہشیار
گیا باپ اور بیٹا پابہ رکیب
تیز و جتیرا رہد پیمان
سرخوان بخت ہمدھی برلا
مثل مطرب منتہیم ہر خانہ

کرتا ہے جب پرسترجانگاہ
منہ سے اس دم نہ کہنے پاتا ہے
کر دراز ایک ہاتھ پر گرم
کہنچ کا شاہور کہتا ہوا ب ہاتھ
ماہ و خورشید چمکنے اکثر

خواجہ ہاتھ ایک دراز ایک کوتاہ
اسکے ہاتھ سے بتاتا ہے
دوسرا ہاتھ ظلم و از سے کم
پہر کفن سے نکالے گا کب ہاتھ
تو اٹھائے گا قبر سے نہیں

حکایت قول ارسلان کی دانشمند کے ساتھ

تھا قول ارسلان کا ایک حصار
فکر و حاجت کسی سوتی نہ وہاں
زیبے ایک و ضد میں جسیا
کہتے ہیں ایک نگر و جہاں
تھا جہان دیدہ و حقیقت دان
بنسکے بولا یہ قلعہ ہے خرم
نہیں کہتے تھے تھے پہل شاہ
دو سر سے بعد آنگے
باپ کے عہد سے ذرا کرایہ

سخت الوند سا بلند و قار
رہ تھی سچیدہ مثل لاف بان
لا جو روی طبق میں ہو بڑیا
دور سے آیا پیش شاہ جہاں
تھا ہنرمند و واقف گہاں
پر سمجھتا نہیں کہ مجھے حکم
سے کہ کچھ دم چلے گئے ناگاہ
پہل تری آرزو کا کہا سنگے
دل کو کر بند فکر سے آزاد

یہہ جہان رہتا ہی نہیں جاوید
 کیا سلیمان کا تخت سبج و مسا
 عاقبت دیکھا وہ گیا برباد
 نیک بختی کی وہ ہی لگیب گو
 کام آیا ہے وہ جو شرح لیا

ہے وفاداری کی آس سے امید
 نہ اڑا کرتا تھا برو سے ہوا
 اچھا ہے جو گیا بد نشن و داد
 رہا اس خلق کا جو راحت جو
 نہ جو جوڑا ہے اور نہ شرح کیا

حکایت روزگار اور دولت کے انقلاب اور تغیر میں

کہتے ہیں مصر میں تھا میراجل
 گیارخ سے جمال دل نہ روز
 کا نام اناطیسون نے ید فوت
 پاتے میں تخت و ملک سب زوال
 جب ہوا اسکی عمر کا دن رات
 مصر میں مجیسا تھا نہ کوئی عزیز
 جمع کر کر جہان نہ کہا یا بار
 جسے خود کہا یاد و سون کو یا
 جہد کر اس میں تار سے ہمراہ

وقت پر اسکے دوڑی فوج اجل
 خور ہوا زرد پیرا خیر ہی روز
 دیکھی طب میں نہیں جو دار و موت
 رہتا ہی ملک حق تعالیٰ اجمال
 سنا کہتا تھا زیر لب یہہ بات
 تھا جو حاصل ہی نہ تھا کوئی چیز
 چھوڑا سچا پارہ وار خسرو کا
 یہہ جہان پھر خوش جمع کیا
 جو رہا تپہ سے حیف ہی جانکاہ

چاہتے پہلے کرنا عذر خطا
 تجھے میری دعا ہو کیا کاری
 سنکے یہ بات شہر گیسم
 بگڑا آخر یہ اپنے دل میں کہا
 حکم فرمایا کہ جو تھے بند
 شیخ نے کر کے تباہ ادا نماز
 کاوی بلندی وہ سپر بلند
 اب تک تھے دعائیں اسکے ہاتھ
 گویا شادی سے چاہتا تھا اور
 حکم فرمایا گنج و گوہ رزر
 بہر باطل نہ کہتے حق پہان
 جا سرشتہ میں نہ باروگر
 گر یکبار کہہ سبھل کر پیا
 سن لے سعدی ہی قول ہی پیا

مانگنا پیچھے شیخ دین سو دعا
 جب ہو مظلوموں کی دعا جاری
 خوشم و شرمسار نہ کم
 کیوں بگڑتا ہوں کہتا ہی یہ کیا
 ہوئے ازادگی سے کل خورسند
 سوے داوراٹھا تو دست نیاز
 صلح سے چوڑ جنگ سے چوڑ بند
 وہ پڑا اٹھہ کھڑا ہوا ایک سناہتہ
 مورساجب نہ دیکھا بند پیا
 رکھا اس مرد حق کے عشق نظر
 بولا اس سے ہو کو دست افشان
 نہ نکالے یہہر شتہ پھر کہیں
 تانہ پھر چوڑے جا پھل کر پیا
 نہیں اٹھتا ہے بار بار پڑا

گفتار دنیا کی نعمت اور ملک کی بوفانی و ناپایداری میں

پند جالی غرض سے ہے ہر نافع تلخ دار و مرض کی ہے دافع

حکایت اسی باب میں

لکھتے تھیں ایک بادشاہ کا حال
 ضعف تن نے کیا تھا ایسا زار
 شاہ میدانین گو ہے نام آور
 چوم کر ارض ایک ندیم وہان
 ہے یہاں ایک کسب کار کرم
 پاس اسکے نہ لگئے کوئی کلام
 کر طلب اسکو تا کرے وہ دعا
 حکم کرتے ہی محترم چاکر
 بولا اسے پیر کردعا سے بلند
 سنکے یہ بات وہ خمیدہ پشت
 داد گر پر ہے مہربانی حق
 کیسی میری دعا ہو جائیہ مند
 خلق پر تو نہ کر کے بخشائش

مرض رشتہ سے تھا ذو کمال
 کمر نیون پر اپنے کہا تھا خا
 ضعف ہوئے پیادہ سے کمر
 بولا دایم جو عمر شاہ جہان
 جسکی مانند دو سہا کرم
 ایک دم میں جو بزند آیا تمام
 رحم آتا ہے آسمان سے سدا
 لائے اوس پیر نیک کو جا کر
 مثل سوزن ہوں رشتہ پانہ
 بولا سندی سے یہی کلام درست
 داد دے دیکھتے سدا دانی حق
 کہ میں منلوں میر جاہ میں بند
 پائے دولت کے کیسی آسائش

<p>تخم بد سے نہ برہو نیک کہی ہوگا ور پردہ تیری گہرین پہنک کو دکوشی جو ہوتی ہے تجھے ہار حکم داور سے ہووے کسکو گریز دیکھ کر لو چھا تو سنا یہ جواب آپکو تا ابد عقوبت کی</p>	<p>دیکھی ابریس نے نہ نیک بدی پردہ اور و نکا ہار مت گہر جنگ شیر مرد و نکو جا کے مت للکار نہ سنا کہتے ہیں ہوا خون ریز اسی شب ایک نے اُسے جو خواب ایک دم کی مجھے صوبت ہی</p>
---	--

حکایت

<p>کہ نگہ رکھ تو سپرد انشمنند ملے گا ایک روح کو فی زبر کر سکا چھتیا ایک من مجبور دل ضعیفون کا مجھے تہا رنجہ زور سمجھانہ لاغرون پر نیک</p>	<p>ایک شیخ کو دیا تھا یہ پند زبر دستون پہ ظلم و زور نکر نہیں ٹرے با ہے بخیر سے دور ہا جو خوردی میں زور خیر شت زور آورونے کہا کر ایک</p>
---	---

گفتار رعیت پروری اور ضعیف نوازی میں

<p>چشم سالار قوم پر ہے حرام ڈر زمانہ کی زور داری کر</p>	<p>ن نہ غفلت سے سو کہ خواب دم ضعیفون کی غمگاری کر</p>
--	--

عزت اک نیکو دے نہین کی
 ایک سربنگ کو بیترت
 ہووے حجت میں جب جفا تو تگ
 ہنسا اور رویا سنکے مرد خدا
 پوچھا تو کیوں ہنسا کیوں ویا
 روتا ہوں دیکھ کر زمان کا حال
 ہنسا ہوں دیکھ کر میں لطف خدا
 ایک یہ سنکے بولا سلطان
 ایک خلق اس سر کہتی ہوز بہنا
 کر بزرگی و کرمت پیش
 ہے گر اپنے خاندان کا عدو
 مت سمجھہ جب میں نہیں دل گمال
 نہین مظلوم سویا آہ سے ڈر
 نہین معلوم دروے کسی شب
 ہوا غصہ میں ایسا دست افشان

باسے حجاج ابن یوسف کی
 کہا لا نطع قتل سے ابھی کر
 ہووے آمادہ ستیز و جنگ
 ہوا حیران وہ سنگدل سیرا
 ہوا وہ نیک مرد تب گویا
 چار چارہ رکھتا ہوں اطفال
 موانظوم ظلم ورنہ موا
 در گذر اس خیب و بھقان
 سب کو مارا سچا مٹے ایک بار
 اسکے بچوں سے دلین انیشہ
 اور ونکی سی بدی جو کرتا ہی تو
 عاقبت خیر ہوئے بچے حاصل
 اسکے دو دو دل بگاہ سے ڈر
 کہنے گے گا کوئی پاک دل یارب
 رہا حجاج حجتہ حمیران

حکایت مردم آزار سنگ کی

شیر ز جیکے ڈر سے تھا مادہ
 جب گریے دیکھے خود کو عاجز تر
 ہوا ایک سنگ مار کر گویا
 رکھتا ہے آج تو جو بہ خواہش
 دیکھہ سہل اسے ہوتی ہیں کیسے
 ریش دل تجھ سے روٹی میں ہر دم
 اسلئے چاہ میں پڑانا گاہ
 نیک ذات ایک دوسرا بدنام
 دوسرا تاکہ گرے کڑوے خلق
 گرنے انکو رکھتا نہ آئے گلاب
 لیکانگزم کہی وقت درو
 مت سمجھہ بار لائے گا کسی دن
 بیچ ہو گیا ویسا آئے پہل

تھا سس ایک چہ میں افادہ
 کرے بدخواہ بدخواہ نظر
 رات بہرونے سے ہنیں یا
 کیکی تو نے کب سنئی نالش
 تخم شکنی کے ہوتے ہیں ایسے
 کون سے تیرے ریش کو مرہم
 تو نے کہو دے ہماری راہ میں چاہ
 چاہ دو کہو دین بہر خاص و عام
 ایک تاشہ کا کرے تر حلق
 چشم کی نر کہہ جو ہے بدکار
 اے خزان میں جو تو فوہ لے جو
 پرورش گرز قوم کی لیکن
 نہ رطب کا کنیر لائے پہل

حکایت حجاج بن یوسف و مروان کی

کیا ملک سراق کل تسخیر
ہو گیا خود قبضہ کرمان
کر تو مردوں سے ہووی نیند نوش

چرخ یاور تہا نیک تہی تقدیر
جانا پھر میں قبضہ کرمان
چرک غفلت سے صاف گوشن

گفتار نیک کی رو بہی اور او کے انجام میں

بد نہیں کرتا ہو کے نیک انجام
شا ذکر دم سے گہر میں جاتے ہیں
حجر و جوہر ایسے ہیں یکساں
نفع رکھتے ہیں سنگ و آہن
کہ فضیلت ہو سنگ کو اسپر
کہ ہے دو آدمی بد سے بہ
وہ نہیں جو ہو دو سامر دم
ہے فضیلت و واب پر اسے کیا
اس سے پیدل کرے سو اوقات
بار طلب نہ پایا کر جی کا
نیکی پایا ہے کوئی بد کردار

نیک کرتا نہیں کہہ ہی بد کام
کل شر الگ تشر میں جاتے ہیں
منتفع تھیہ سے گر نہیں انسان
بہول کی میں لے خجستہ خو
آدمی ایسا ہی موا بہت
نہیں بر آدمی ہی دو سے بہ
دو سے بر آدمی ہے دانشور
نہیں جانے جو خواب و غور کو سوا
چلے بے رہ جو نصیب اسوار
تخم بویا نہ نیک مردی کا
میں اب تک سنا نہیں نہا

چشم از دین پر زشت نما
کر گئے کل بزرگ روشن دل
کج نہ چل راست باز و نکو چہ

اوفنا دون کے اہتہ ہی جو گرا
تخت اور تاج عقل سے حاصل
سیج سا جاہر سن تو سعدی سے

صفتِ جمہوریت اوقات درویشِ ماضی

کہہ نہ شاہی ہی کچھ نہیں بڑ بکر
جو بکبار میں سبکتر جا میں
سے تہدیت کو غم یک نان
ہو جو حاصل گدا کو نان شام
شادمانی و غم آتے ہیں
خواہ آئے کسی کے سر پر تاج
خواہ ہوں سر از کیوان پر
جب اجل سر پرانے لاتی ہے خیریت

ملک و رویش کا ہوا میں تر
حق سے یہ اچھے کان سپرین
بادشاہوں کو ہے بقدر جہان
چہن سے سوئی جیسے شاہ شام
مرنے پر دونوں سر سے جا میں
خواہ آئے کسی کے سر پر تاج
خواہ زندان کا رنج ہو جان پر
نہیں کر سکتی ہے انہوں کو خیریت

حکایت عابد اور کلہ پوشیدہ کی

کہتے ہیں باری برب و جہ
فر فرماند ہی میں رکھتا ہوا

ایک عابد سے بولا ایک کلہ
سر پر تاج ہی میں رکھتا ہوا

<p>اس دشمن نے روندھا اسکا دیار بلج بے کس سے بہاگا جب سنان جسکے پیچھے ہو بدو عاجا وید نہ کیا نیکون نے جو اسکو کہا نیکمرون نے اسطرح ظاہر کہا وہ پہل جو نہ کہا باظالم نے عدل میں تھا جو ظلم میں کہا</p>	<p>چرخ نے کہووی اسکی نسل و تبار کیا وفا جا ہے توڑا جب پیمان اس سے نیکی کی ہووے کیا امید بخت بر گشتہ اصل میں جو رہا کیا اس نیکمرون سے آخر پاوہ پہل جو نہ پایا ظالم نے سست تدبیر تھی گمان بجا</p>
--	---

حکایت

<p>باغبان بولا دیکھو یہی سخن بلکہ کرتا ہے اپنی ہی دم سے زور سے ڈال مت ضعیفونکو اب جو ہے تیرا گم جو سے انا دشمن نکر کوئی کہتہ ہوگا وہ کہینہ خواہ دامن گیر کہ اگر بار ہوگا نیچا</p>	<p>شاخ پر ایک کاٹتا تھا بن یہہ بدی کرتا ہی نہیں سمسے ہی نصیحت نجات تو سنے جو لیکل کل واو جا کے خسرو جو قیامت کو چاہے ہو بہتر کیونکہ جب جائیگا تیرا یہ سیر چہ تو ناتوانوں سے مت کر</p>
---	---

آسمان تھا خوشی سے پر آواز
 اسے شبہ عقلمند نیک تبار
 سن کہ وہ طفل نیک نامی جو
 کل خواص و غوام کا دلدار
 وہاں قارون ہی جاتا تھا تو یہ
 عہد میں اس کے چہیتا نہیں جار
 ہوا تا یہ ملک سے برتر
 دوسرے نے بڑا ناچا ہاتھ
 مال تجار پر طمع باندھی
 نہیں تھا وہ غریبوں کا بدخواہ
 مفت افرونی کا ارادہ کیا
 صاحب عقل جانتے ہیں خوب
 سمازار کا قانون سے آخر
 بندگی و ہانگی سب خرید و غرو
 ہوا بر شہ اس سے سب اقبال

جیسا بوبکری عہد میں شیراز
 شاخ امید تیری ہو بردار
 تھا پسندیدہ ہے مبارک خو
 سحر و شام حق کا شکر گزار
 شاہ تھا داد گر فقیر تھے سیر
 خار کیا برگ گل نہیں بہار
 ہوئے اس کے مطیع کل سرور
 لیا و سہانوں سے زیادہ بلج
 بنا عجزہ کے جان کو آندھی
 آپ تھا اپنے دشمن جانکاہ
 آپ کہا پانہ دو سرہ کو دیا
 اسکی پہ چال تہمت میری
 ظلم ہے اس کے ملک میں ظالم
 نکلی کہیتی ہوئی رعیت سوخت
 کیا دشمن نے ناگہان پال

حکایت دو بہائی عاقل اور ظالم کی

کہتے ہیں باختر میں تھی ایک جا
 سلین سے فرار لشکر دار
 باپ نے دیکھے دونوں مرد جوان
 کئے کل ملک کے حصہ دو
 کہ مبادا بہم کریں تکرار
 رنگے کچھ دن پد تو بعد ازان
 موت نے کاٹ دی طناب امل
 ہوا قایم وہ ملک دوشہ پر
 بہتری کے لئے سب کم نگاہ
 ایک نے عدل تاکہ نیک ہو نام
 ایک نے عافیت کی اپنی چال
 کیا آسودہ لشکر بترار
 ڈالی اچھی عمارتوں کی بنا
 کئے پریش اور سزا نہ تھی

بہائی دو ایک باپ سے پیدا
 تیج زن نیک راہی واقف کار
 طالب نام روز جنگ پلان
 دیا اک اک ہر ایک بیٹے کو
 کہنچین شمشیر کین پی پیکار
 کر گیا جان سپرد خالق جان
 مرگ فیابند ہا اسکا دست عمل
 حد سے باہر تہا گنج اور لشکر
 دونوں نے کی پسند ایک ایک راہ
 دوسرے نے ستم کئے زرع عام
 کئے دیکر درم گردا خوش حال
 کہا ناہو کہوں کے واسطے تیار
 خانہ شب بنائے بھگتدار
 جیسے کرتی ہے خلق وقت خوشی

نہ وہ شاہی رہی نہ وہ کروں
 تو دیکھہ ظالم نے کی ہے کیسی خطا
 روزِ محشر ہی خوش وہ عدلِ نگاہ
 کرے جس قوم پر خدا احسان
 چاہے جس قوم کو کہ ہو ویران
 نیک مرد اس سے کرتے ہیں پرہیز
 جان اس سے بزرگی و منت
 نہیں قرآن میں دیکھی بہت
 شکر اس ملک مانج جو کیا
 جو سے گزر کر یکا شاہی تو
 بادشہ کو حرام ہی خوش خواب
 کرنے عامی کار امتی بہر ہی زبان
 اس سے گرد دیکھیں ظلم اور بیداد
 کہتوں پر جو ظلم کرتا ہے
 بعد اپنے پنچا ہے بدگوئی

نہ وہ بیدار و ستانی پر
 اس جہان سے گناہ لیکے گیا
 سایہ عرش میں جو پائے پناہ
 اسکو دی نیک و داد گر سلطان
 چھوٹے ظالم کے پنچہ میں حیران
 کہ ہی ظالم خدا کا غصہ تیز
 جاتی ہی ناسپاس کی نعمت
 شکر سے ہی مزیدی نعمت
 ابدی ملک و مال تو نے لیا
 کر یکا شاہی سے گدائی تو
 جب قوی سی و ضعیف ہو بیاب
 گلہ عامی ہی بادشہ گلہ بان
 گر گلہ ہے وہ نہ گلہ بان فریاد
 بدگمان بدخیز مرتا ہے
 نیک ہ تا نہ بد کہے کوئی

دوست لیجائیں جسکے زنداں میں
عیش کباب کو ہو و بستائیں

حکایت

ایک شب دو خلق ایسا اٹھا
ہوا اسوقت ایک شکر کنان
اک جہانگیرہ بولا اے جاہل
چاہے کل شہراک سے جل جائے
کون جز سنگدل شکم کرے تنگ
کیسے منعم کے متہین نان جائے
بہنیں رنجور وار صحبت در
خوش ہو منزل کو جسکے پار گئے
خارکش خر کو گل میں دیکھیں جو
خانہ نیک بختی میں ہے جو
یہہ ہی کافی ہے جو تولد سے سنے

شہر بغداد آدنا اوس سے چلا
میری دکان کو نہ پہنچا زبان
تجھے اپنی ہی فکر ہے حاصل
ہو اگر برکنار تیری سدا
دوسرا بند ہے جب شکم رنگ
دیکھے جیب ہو کا خون جان لبا
کہ ہے رنجور کی طرح مضطرب
بہنیں سونا ہی جسکے پیچھے رہے
بارکش بادشاہوں کا دل ہو
قول سعدی ہو بس ہے حرفت کو
کاشے جو بولوی تو سمن نہ چنے

نصیحت

سنا ہے حال خوارن بسم
تا بھون پر کیا جنہوں نے تم

متحیر ہوا کہ تھا خوشحال
 پوچھا اسکو کہ اسٹودہ خصال
 بگڑا مجھ سے ہر تیری عقل کہاں
 دیکھتا ہی نہیں کہ سختی حال
 نہیں آتا ہی سچ سے باران
 کہا ہی تجھے نہیں کچھ باک
 تو تو مڑا ہی کوئی ہو وری ہلاک
 رنج سے دیکھا تب مری جانب
 کہ اگرچہ ہو کوئی ساحل پر
 غرق ہوتے ہوئے کوئی اجاب
 دوسرا بیوائی سے نہیں زرو
 دیکھہ سکتا ہے کب کوئی عاقل
 شکر ہے ریش سے ہون گواہین
 عیش اس تندرست کا ہر خراب
 بہو کہا مسکین کو دیکھتا ہوں جب

صاحب وہ دولت فرز و مال
 کہہ یہ کہیوں کر ہوا ہی تیرا حال
 جانکر پوچھنا خطا ہے یہاں
 پہنچی ہے اندون بجد کمال
 نہیں جاتا ہی سچ پر افغان
 زہر ماری جہاں نہیں تریاک
 بظ کو طوفان سے کچھ نہیں ہریاک
 جیسے عالم سفیدہ کی جانب
 دیکھو جسوقت بحر کے اندر
 نہیں ممکن ہرودی خود بیاب
 بیواؤں سے دل ہی خستہ در
 اپنا یا غیر کا بدن گھسائل
 دیکھا ریش کا پتا ہے تن
 پاس جسکے مرض ہو بیاب
 نغمہ ہوا ہی زہر منہ میں تب

جیت ہمت سے خصم زور آور
لب مظلوم خشک میں لیکن
ہو وی بانگِ بل سے جب بیدار
کاروان کو ہر فکر باز خویش
مانائے نہیں پڑا سے تو
اسپر ایک سرگذشت کہا ہوں

ہوتی ہمت ہے زور سے بہتر
دانت ظالم کے توڑنے کی لکیر
خواجہ کیا جانی حال چو کنیدار
نہ خیال حمار پشت ریش
پڑنے کے پاس کیوں کہہ رہی تو
ستی ہو اس سے چو رہتا ہوں

حکایت

قحط ایسا دمشق میں آیا
ہوا ایسا زمین چسپوخ بخیل
ہوئے جاری نہ چشمہای قدیم
کسی روزن ہوا سچا بہہ نہ وہوان
ہوئے بے برگ و بے نوا سے درخت
کوہ پر سبزہ کی نمود نہ تھی
سبزہ و شاخ تیرمی کی کہاؤ
یا اسوقت ایک میر دوست

فرق یاروں کے عشق میں آیا
کہ تزلزل اسے کشت و خیل
خشک تھا گل سوا و چشم یتیم
ہتا نکلا جس نہ آہ بوہ زمان
ہوئے مقدور والے عاجز سخت
شاخ کی بوستانین پودہ تھی
آدمی تیرمی کام میں لائے
باقی تھا جس کے استخوان پر پو

جنسا اور ونگو ویسا جان مجھے
 ہو کے اسے شفتہ بولا اے سالار
 نہیں مجکو گزند خلق پسند
 کیسے جانوں کہ میرا دوست ہو تو
 کہ عدو تجھکو جانتا ہے خدا
 دشمن دوست کا نہو گا دوست
 جس سے ایک خلق ہوتی ہی بیتاب
 رجم و دانش کے ساتھ کوشش کر

نہیں کہتا زیادہ نان مجھے
 سنگے پہ بات عارف شیا
 تیری تیری سے خلق کو ہو گزند
 دوستان خدا کا تو ہی عدو
 دوستی تیری مجھے ہو وی کیا
 گر خدا دوست کا کہارین پوسست
 کیسے اس سنگد لگو آتا ہو خواب
 ہاں جو کہتا عقل و ہوش و ہنر

احکامیت و رویشوکی خاطر واری پن

نہیں رہنیو کا ایک سایہ جہان
 جیتے گا پائے گا اگر تباہ
 ہو گا عاجزا اگر کہی تو گرا
 رکھہ خیر نہ تھی نہ خلق الہم
 پڑے تجھکو بھی اس سے کام مگر
 ایک دن ہووے گا تو انا نہ

و بڑی ہو تو توں کو دکھانہ تو ان
 سہ نا تو ان حور نہ تو
 کہتا ہوں لوگوں کو نہ گرا
 ل دوستان نہ رکھہ دو ہم
 ین تو کسی کے دین نہ کر
 سے نا تو ان محفل کر

ایک خدا و نسبت نام مرد حکیم
 گریہ ہے اس غارتیرہ کے اندر
 پابزرگ اسکار کہتی تھی سپر
 عارف پاکباز مثل گدا
 ہر زمان نفس تیرا جو کبریٰ جاہ
 رہتا تھا یہ خبیر پر جہان
 جو جہان ناتوان کو پاتا تھا
 خیرہ کش خلق سوز بے رحمت
 لوگ اس سلم و عاری سیاہ گے
 رہی کہ لوگ خستہ و مسکین
 جس جا پہ دست ظلم ہو و دراز
 بہر دید آتا تھا گہ و گہ
 بارے شہ نر کہا کہ ای خوش بخت
 ہے سردستی مجھے بچہ سے
 مانا کشور کا میں نہیں سرد

غار اقصای شام میں تھا مقیم
 صبر سے اسکے پا قناعت پر
 وہ کیسے بچاتا تھا در پر
 آپ سے ترک آرزو ہے سدا
 کیوں نہ پہر وہ بندہ پیرائی تباہ
 ایک تمکار مر زبان تھا وہ ان
 اپنی سرزوری سے ستا تھا
 اسکی تلخی سے ترش و خلقت
 نام بد اسکا لے چلے آگے
 پس چرخہ سنا تے ہوں نفرن
 لب مردم نہ ہو و خندہ سیا باز
 پر خدا دست کرتا تھا نہ نگہ
 فقرہ مجھ سے پہر مت رنج سخت
 کیوں ہی بہر دشمنی مجھ سے
 پر فقیروں سے میں نہیں کتر

اپنا نعم کہا کہ پیچھے وہ جس دم
 بیچ روزہ قیام پر نازان
 حنر وان بچم سے ہی آگاہ
 کون ایسا ہی جس کا ملک رہا
 کسکو جاوید رہی کی ہی امید
 کس کا رہتا ہی گنج و دولت و مال
 رہتی ہی جس کسی سے خیر روان
 جس سے کیا ہے نیک نام رہنا
 ن اگر پالے گا درخت سخا
 سخا کل جو ہو ویگا دیوان
 جس کی زیادہ کوشش پا
 لیت زودہ چاہتا ہے
 ہاتھ اپنی وانت سے ضرور
 مروتا ہی ہر وقت

ایتکا اپنا آپ کہا تیرا نعم
 ہو کر اپنے چلنے کا سامان
 چلتے تھے جو ستگری کی راہ
 نہیں رہتا سو ہی ملک سرد
 خود جہان رہنے کا نہیں جاوید
 ہوتا ہی جلد مرنے پر پامال
 پانی رہتی ہی رحمت اوسکی روان
 چاہئے کہتا وہ مدام رہا
 کہا تیرا گبار کامانی سرا
 درجہ دیوینگے موافق احسان
 وہاں اوسکا زیادہ ہی درجا
 منہ پہنچا تا ہی وہاں خجالت سے
 نان نیکو جو پا کے گرم تنور
 جو نہیں تسم ہوتا ہی ہر وقت

کاسیت بادشاہ ظالم اور زائدی

چھوڑت اپنا تخت شاہانہ
 صدق و خواہش سر کہہ میان تہ
 دم نہیں رکہہ قدم طرقت میں
 رکہتے تھے جو بزرگ نقد صفا

خلق پاکین سر کہہ گدایانہ
 پوج و دعوی سے رکہہ بان تہ
 بقدم دم ہے کی حقیقت میں
 رکہتی تھی الیا حرقہ زیر قبا

حکایت

ایک شہر روم فریضے سنا
 کہ میرا ملک کل لیا ہے و با
 معنی کو پیشش بہت سی کی خرید
 ایک دشمن نوپا کے اب قابو
 اسکی تدبیر کیا ہے کیا دروان
 بگڑا دانا کہ ہے پہر رونا کیا
 ملک کی کیا توفکر اپنی کر
 اس قدر نہیں ہے تاجی توجیا
 خواہ نادان ہے خواہ دانشور
 لائق رنج ہے نہیں یہ جہان

عالم پارسا سے روکے کہ
 خصم نے باقی شہر قلعہ
 کہ جڑے بعد ہوم اف نرند
 توڑا مردی و جہد کا بازو
 غم سے فرسودہ جسم میں ہو جان
 ایسی دانائی پر ہے رونا جا
 کہ گئی عمر بیشتر بہت
 پیچھے تیری دوسرے کی جا
 فکر اپنی کر گیا تو مت کر
 تیغ سے لیا چوڑا ہی جہان

قول

دوش تہا لطف زندگی حاصل
 دیکھا اسکو جو خواب سو مست
 خواب نوشین سواری نر کس تو
 فتنہ روزگار سوتا ہے کیا
 بولا شوریدہ دیکھ کر مجھکو
 کوتی اس شہ کرمہدین نہار

کہ لعل میں تہا وہ مہ کامل
 کہا اسی سر و تیری گے گسپت
 خندہ زن گل ہو گویا بلبل ہو
 اٹھہ ذرا اور شراب دوشین لا
 فتنہ کہہ کر تو کہتا ہی مت سو
 دیکھتا ہے نہ فتنہ سے یہ پیلہ

حکایت آناک مرحوم تکلمہ بن زندگی رحمۃ اللہ علیہ کو

لکھتا ہوں حال شاہونکا بڑ بکر
 عہد میں اسکے تہا نہ آرزوہ
 بولا تکلمہ پیش صاحب دل
 جب گذرے بن ملک جاہ پیر
 بیٹھونگا گوشہ عبادت میں
 سنکر وہ عقلمند پاک نفس
 خدمت خلق کے سوا جاوہ

بیٹھتا تکلمہ جو تخت زندگی پر
 تہا تم سوزی میں سبق بڑہ
 عمر میری گئی ہے بجاصل
 کون لیجاتا ہے سوا ہی فقیر
 پاؤں جو دن رہیں طلعت میں
 بولا اسے خواجہ زمانہ بس
 نہیں سبج و دلق و سجادہ

لوگوں کو سچ و غم میں حبیب کہا
 لوگوں کے منہ میں زہر دیکھے جو
 غر بار پر جو اس کو جسم آیا
 سات دن میں لٹا دیا وہ نقد
 لگے کرنے سے طاعت تب
 سنا کہتا تھا اور بارش مع
 زیب و سے شاہ کو تہ زینت خورشید
 میری خاتم ہو بے نگین بہنیم
 راحت خلق و راحت خود پر
 بہنیم کرتے پسند و انشور
 تخت پر شہ جو شیش فرمائے
 شب کو بیداری سے کہے جو کام
 شکر ہے ایسی چال سیدی راہ
 اب نہ پارس میں تختہ کاہی نشان
 کل جو یہ شعر بزم میں گائی

نہ تھا آرام اپنا سب زریا
 پی سکے کیسے آب شیرین ہو
 عوض سیم اس کو کھوایا
 غم بکود لا دیا وہ نقد
 ایسا مشکل ہے ہاتھ آنا اب
 عارضوں پر روانہ ہو مثل شمع
 ناتوانی سے خلق ہو جب ریش
 چاہئے دل ہو خلق کا جسم
 جو مقدم رکھے سو ہے بہت
 شادی خوشین عینم دیگر
 نہ گدا سونے چین سے پائے
 خلق آرام سے کرنے آرام
 رکھتا ہے میرا شاہ عالیجاہ
 جز قد و لبس ان ماہ و شوان
 دلو میرے بہت پسند آئی

فتح کر ماہتہ میں جو ہے ستم شہ
کہ نہ تو راشی ہے نہ عشوہ
یا طمہ چھوڑ اور چاہے سوک

مر لا ایہ

سعدی آیا تو سخن میں دلیر
کہہ جو کہ چہ جانے سچ کہہا
یا یہ دفتر دہوا و زخا شہ

سوا

مسلمین کو طاق لے پیچے
التجا طہجی کی پوری کر
تاہو درودل سے تو رنجور
کرے سلطان کو ملک سے باہر
واد خواہندہ و بوپ میں رو
تو خدا تجہ سے واد لیو یگا

ایک مرثیہ عراقی نے
تو بھی ہے طہجی کسی دور پر
مذو و نکاد و دل کر دور
ن کی بخش خاطر
یم میں تو سوئے
سکو واد دیو یگا

عریبون پر نے

تا ہے ای بزر اہل شعور
جسکی قیمت میں جوہری ہو
در روشن تہا روشنی میں رو
ہوا بدر حسین خلق ہلال

مذ
شنگ
ہر افروز
ہ سال

تیرا یاد رہا جو خستہ روش
 منکے چوان نے شاہ کو پہنچا
 بہنیں تذبذب و اسے نکو
 ہے بزرگی یہی بزرگون کی
 یعنی خوردونکو اپنے پہچانیں
 مجھے اکثر حصہ میں ہے دیکھا
 اب جو الفت سے پہر ہوا آنا
 میں ہوں پہچان سکتا تو کئے خور
 گلہ رکھتا ہوں ہوش سی و ایم
 شاہ تذبذب میں شبان سے کم

ورنہ زہ لاجچا تھا میں تا گوش
 پذیر کئے نہ دوستوں نے چہا
 شہ نہ پہچانے دوست و دشمن کو
 بھول جائیں نہ خوردونکو
 کون ہے کس طرح کا ہے جانیں
 پوچھا ہے حال خیل و جا و چرا
 خصم جانا نہ دوست پہچانا
 کوئی گھوٹا ہزار سے فی الفور
 تو بھی رکھ اپنے گلہ کو و ایم
 ہے جہان ہر وہاں بانسی خم

گفتار بادشاہوں کی نظر رعیت کو چھین واجب ہونے کی

خواجگہ تیری ہے جو کیوان پر
 اسطرح سو کہ سن کے لفقان
 دور میں تیرے جو شکر ہے
 پہاڑتا ہے نہ دامن راہی

گوش کب ہو گا داد خواہوں
 آئے گر کوئی داد کا خواہان
 جو ستم کرتا ہے تیری سر
 سگ مگر پرورندہ واہی

چاہئے لڑکے خون نہ پہنچائے
کم سے قیمت میں خون ہو جو کہیں

نرمی سے جب پارہا پارہ آئے
ہے قسم مروی کی کہ ساری مین

حکایت

ایک چشمہ کے سنگ پہ تہا
ہوئے مین اور گئے چشمہ زون
لیکئے پر نہ اپنے ساتھ بگو
مت نہ اسکو سے یہ غصہ بس
اس سے بہر کہ خون ہو گردن پر

ساجشید شاہ نے لکھا
ہم سے اس چشمہ پر کئی و فرن
لیا عالم تمام گر چہ بزور
چلتا ہے جسم پر جو ترا بس
ہووے سرکشہ گرد و شمن گر

حکایت مینا باوشاہ کی دوست و شمن بچا مین

ہوا دارا علیحدہ یکبار
اپنا تعلق سنبھالاشہ نے وہاں
گہر مین ہوا جو خار سول پاک
مین و شمن ہوں وار مجھ پہ نگر
اسن مینا مین چرنے لانا ہوں
اسے نکو بیذہ اسے فرمایا

سنا لشکر سے اپنے روز شکار
گلمہ بان ایک آیا آگے دوان
رکھہ بیبا مین و شمنوٹسے پاک
ڈر کے چوپان پکارا اے سرور
شاہ گاہور مین چپا تہوں
دل فتنہ ٹھکانہ پر آیا

مرد آزاد مفلسی سے مرے

یہ شکم بہاوی گدا سے بہرے

حکایت رعیت پر شفقت کہ نہیں

راہتا تھا ایک بادشاہ وقتاً
ایک بولا کہ اے شاہ والا
کہا اتنا ہی ستر و آسائش
نہیں لیتا ہوں اسلئے میں باج
کروں مثل نان جو زمین تن
مجھے بھی ہے ہر ایک آرزو ہوا
یہہ خزانہ ہے پہر لشکر و جنگ
نہیں خوشدل ہر شاہ ہی جو سپاہ
جو خرد و ساعد و لیجائے
زور کمزور پر ہے خوب نہیں
ہے رعیت درخت پالے گر
وہ جوانی و بخت سے بر کہاوی
گری کر و اپنے پاس سے جب

ہر دور و آستر تھا حسین لگا
چین کی دیبا کی قبا سلوا
اس سے بڑھتا ہر زینہ آرائش
کہ کروں یہ پتھر و تخت و تاج
ہوں مردی سے و افغ و شمن
کل خزانہ مگر نہیں ہے مرا
نہیں از بہر زین و زپور و رنگ
نہیں رکھتی حد و ملک نگاہ
کسلے شاہ باج وہ یک کہاے
مور سے دانہ چھینے مرغ کین
اس سے حسب مراد کہاوی بر
زیر دستوں کو چونہ زور دکہاوی
ڈرنہ روٹی کہیں خدا سے تب

گفتارِ ضعیفون پر بخشش کرنے میں

ہے شریعت سے خون گناوا
 مان کہی مارنے میں مت رکھہ باک
 کر کرمانہ اس سے نیکوئی
 ہے گناہ اسکے طفل وزن کا کیا
 ملک دشمن کی کر نہ طیاری
 بیگنہ ملک پر گزند آئے
 ہو کوئی بیگنہ انہوں میں مگر
 مال مت لے خمیسی سے ظاہر
 کہیندے اسکے رشتہ دار و تبار
 اور ظالم نے اسکا مال لیا
 اسکے پرورد و لکی آہ سے ڈر
 ایک بدنامی کرتی ہے یا مال
 ظلم سے لیتے ہیں نہ مال عام
 ہے گدا یوں سے مال خبی اگر

ہے شریعت ہر پابی پنا خطا
 دے شریعت کی حکم ملاک
 خاندان میں جو اسکے ہو کوئی
 ہتاگتہ مرد ظلم پیشہ کا
 گو قوی تن ہو اور سپہ پاری
 وہ حصار بلند پر جائے
 رکھہ ایرون کو حل پر ہی نظر
 جو مرتے تیرے شہر میں حساب
 بعد اسکے کہ ملکر روئنگے زار
 ملک غربت میں انتقال کیا
 خوف اس طفل بچہ سے کر
 بیشتر نیکامی صد سال
 جو پسندیدہ کار میں خوشنام
 کل زمین کا ہے بادشاہ مگر

عدل سے برسوں ملک انی کی
 ایسے میں بادشاہ دین پرور
 انہیں سے اپنہیں ہے کوئی ہا
 ہے مبارک نہاد و نیک پسند
 ہے پستی درخت تو اسے شاہ
 بخت نیکو سے تھی یہ دل کو ہوا
 عقل بولی نہ بخت دے گا ہما
 اینداز رحم کی نطلب کی ہے
 میں دعا گو ہوں اسکا جون بندہ
 صاحب کم ورحم وراے وشکوہ
 سرخمل سے خالی کبر ہیرا
 نہیں کہتا کہ جنگ میں رکہے پا
 ستمحل ہے عقل ہے جسکو
 جب کہین سے چلاوے حشیم پاہ
 دیو ایسا ندیکہا نہ یز فلک

کیا خوش نامی جاودانی کی
 بازو بے ذین سے گوئی دولت پر
 ہے تو بوجہ شہد ہی تہن
 بیخ امید او سکی ہو بروست
 سایہ تیرا ہے ایک سالہ راہ
 سایہ افکن ہو میرے سر پہ ہما
 بخت چاہے تو اس کے سایہ میں
 اسکے سایہ میں جو جگہ وہی ہے
 اینداز کہہ یہ سایہ پائندہ
 ہو تجوم عوام سے نہ ستوہ
 تاج شاہی کو ہے نہ زیب ناما
 غصہ آئے تو عقل رکہے ہما
 عقل وہ جس سے زیر خصت ہو
 کرے انصاف دین و تقویٰ شاہ
 بہاگ جاتے ہیں جس سے تھی ملک

میرا رخ بھی تھا ایسا ہی گلخام
 چاہئے بنتا اب کفن میرا
 تہی میری زلف ایسی شہ رنگ
 تھے دوسرے وہا نہیں در کی جا
 اب انہیں کہ نظر بوقت سخن
 کیوں نہ پر دیکھوں انکو حسرت سے
 گئے مجھ سے وہ میری ساری دن
 یہ وہ دُر معنی جب پروئے کے تمام
 کی امیر و نکی سمت شہ نے نگہ
 سوی شاہد نظر ہے اسکو روا
 میں تامل اگر نہ منر ماتا
 تیخ تندی سے جو چلا تہ ہے
 بات صاحب غرض کی گوش نگر
 عزت اسکی زیادہ کر کے سزا
 وانا دستور کی وزارت میں

اور بلورینہ خوبی سے اندام
 موہین پنہ تو دو کتن میرا
 تہی قبا تن لے ناز کی سرتنگ
 گو یاد پوار خشت سیم پیا
 گرا ایک ایک مثل حبر کہن
 یاد آتی ہے عمر فقہ مجھے
 یوں بن جائینگے یہ بھی ساری دن
 یعنی ممکن نہیں کہ وہ کلام
 کہ نہیں لفظ معنی افسس بہ
 کرے اس شاہدی سے عذر ادا
 سخن خصم سے یہہ دکھ پاتا
 دانت سے لپٹت بد چاہا تہ ہے
 گر گر گیا دینیکا اپنا سر
 دی چل خور کو تہی جسی بجا
 ہوا خوش نام خود ولایت میں

ایسا ہی میرا حال ہی ہو لیک
 اراغوت سے میرے جکارنگ
 ختم شدہ سے مگر میں ڈرتا نہیں
 حرف کرنا ہوں جب سست قدم
 رفیع دیوانیان سے وہ عامل
 محاسب پرتا ہوا اسکو ہے ڈر
 شاہ اسبات سے ہوا حیران
 کہ گنہ گار ہو سکے نہ ذری
 تیری دشمن ہی سے سنا نہیں
 اتنے مرمو بیان کبریٰ میں مگر
 ہنسا اور بولا وہ فصیح زبان
 اس میں ایک نکتہ ہے سنئے تو اگر
 نہیں دیکھا کہ حسرت پیر گدا
 دستگاہ جوانی میری گئی
 انکے دیدار سے ہے صبر حال

کہتا بدخواہ کینہ سے نہیں نیک
 چاہتے ہیں گا اس سے تا فرسنگ
 بیگنہ خوف دل میں کرتا نہیں
 حرف گروں سے ہے مجھے کیا نعم
 نہیں ڈرتا جو ہوتا ہے بے غل
 پانٹ جیکے ہیں وزن میں کمتر
 ہوا فرماندہ نہ دست افشان
 کر کے تفریح خوش گنہ سے بری
 آنکھ سے دیکھا کیا ہے یقین
 ان ہی دو پر ہے جاتی تیری نظر
 حق ہے اور حق سچا ہے نہان
 حکم جاری ہو بخت زور آور
 دیکھتے ہیں تو نگر و ن کو سدا
 کبیل میں زندگانی میری گئی
 کہ ہیں سرمایہ دار زیب و جمال

مرد بسیار دان اٹھا کر سر
 میرا دامن جو جرم سے ہے پاک
 کبھی مج کو نہ گزرا ہے یہ گمان
 کہا شہ نے بگڑکے بکتا ہے کیا
 مسکرا کر تب او سنے شہ سے کہا
 دیکھے حاسد مجھے جب اپنی جا
 میں نے سمجھا عدا سے تب سے
 دوست مج کو نہ سمجھے گا بیشک
 کہتا ہوں اسپر اک حدیث درست
 دیکھا ابلیس خواب میں اکبار
 پوچھا اُس کو کہ اسی نظیر ماہ
 سہلکین جا کر تیری تصویر
 غسکے بولا نہیں ہوں میں ویسا
 لیکتے دست دشمنان میں قلم
 خلد سے دور کی ہے انکی بنا

بولا اس کا روان سوا و سرور
 خبثت بدخواہ سے نہیں کر پاک
 کہا کسے جو ہے نگزرا یہاں
 کہنے والا ہے یہہ وزیر کھڑا
 یہہ کہے امین ہے تعجب کیا
 کیا کرے ذکر میرا بد کے سوا
 شہ نے پیچھے رکھا میرے جب سے
 میری عزت میں جو ہے اُسکی تہک
 گر سنے شاہ کان دیکے نخست
 ایک نے سر و قدر پی خسار
 حسن سے تیرے ہیں نہیں آگاہ
 کرتے گرامہ میں ہیں بدتیر
 تو نے دیکھا وہاں لکھا جیسا
 چاہیں جیسا کریں مجھ وہ رقم
 لکھتے ہیں دشمنی سے مجھ کو پرا

پرورش کرنی تھی کرم سے کیوں
 جب تک اسکا ہنر ہوا نہ یقین
 اب بھی جب تک یقین ہو وگناہ
 رکھا یہہہ راز شہ نے پوشیدہ
 راز کا قید خانہ ہے یہہہ دل
 کی نظر اسکے کام میں پہنان
 دیکھا اُسے جو سو سے کیا نینہ
 دو کے جب متفق ہیں جان ہوش
 دیدہ دیدار پر جو ہو سے دلیر
 سچ ہوا شاہ کا گمان بی
 تب بھی حسن عقل و رای تمام
 تجکو ذمی ہوش تھا یقین کیا
 سمجھا تھا تجکو زیرک و بجزو
 تیر سے لائق نہیں یہہہ عالیجاہ
 کیونکہ جب بد گہر کو پالو نہیں

خون پینا تھا جو ستم یوں
 ہوا ایوان شاہی میں نہ قرین
 قول دشمن سے رنج او سکا نہ چاہ
 تھا حکیموں سے یہہہ پوشیدہ
 نکلا تب روکنا ہے پھر مشکل
 پایا اسکے متب میں نقصان
 کیا بندہ نے زیر لب خندہ
 باتیں کرتے ہیں گریہ میں خاموش
 مثل مستحق و جاہ سے نہوسیز
 اسیہ سو دامن آکے کی خنکی
 بولا اہستگی سے اے خوش نام
 اپنے اسرار پر امین کیا
 نہیں جانا تھا ایسا خیر و بد
 غلطی میری ہے نہ تیرا گناہ
 کیوں نہ رخصتہ حرم میں طہ الوہین

کون جانے کون ہے اور کیا
 سنا ہندون سے ہی اور کو پیار
 رہتے آوارہ پن سفر کردہ
 چاہئے ایسا خیرہ و بد کام
 بھول جاتی ہے نعمت شاہی
 شبیہ سے یہہ سخن نہیں ہے کہا
 دیکھتا ایک میرا نو کر تھا
 کہدیا میں نے اب ہوشہ غافل
 ایسی بدوجہیہ سے بیان کیا
 خورہ جو بدسگال پاتا ہے
 خورہ سے آگ ہوتی ہو روشن
 گرم ایسا ہوا یہہ سنکر شاہ
 چاہتا تھا غضب فقیر کا خون
 پالے کو مارنا نہ مردی ہے
 اپنی پالے ہوئے کو تو نہ ستا

اب یہاں چاہتا نہیں ہے جیا
 ہے حیانت پسند بد کردار
 ملک و ولت کے پن پروردہ
 کرے ایوان شاہی کو بد نام
 نہ تباہی سے کرتی آگاہی
 نکہا جب تلک یقین نہ تھا
 ایک بندہ کے ساتھ ہم بھرتا
 کر کے تحقیق جیسے چاہوں
 ایسے بد کونہ روزی دیوی خدا
 تو بزرگون کا دل جلاتا ہے
 جلاتا ہے آگ سے درخت کہن
 مثل منجیل کی سر سے شوشے راہ
 منع کرتا تھا لیکن اس کو سکون
 بعد انصاف ظلم سردی ہے
 تیر بردار کونہ تیر لگا

بند تھا اوس سے حرف کیوں کا دم
 ایک جو چوری کا ناپا وجود
 پایا اس سے جو ملک لئے پر تو
 اسمین پایا نہیں کوئی خرنہ
 بد سگال و امین میں طہشت و مور
 شاہ کے رشک مہر تہہ دو غلام
 و دونوں پاکیزہ مثل جو روپری
 و دونوں یکساں نہ کچھ تفاوت تھا
 اس مخندان فصیح کی تقریر
 اسکے اخلاق دیکھ کر منیکو
 ہوا اسکے ہی دل میں میل بشر
 اپنے آرام سے ہوتا خبر
 قدر اپنی ملبند چاہے اگر
 خاص حب ہونہیں غرض میان
 اسمین باپنی حسود نے کچھ راہ

ہاتھ سے حرف بد کیا نہ رقم
 مثل گندم تڑپ سکے جسود
 ہوا دستور کہنہ کو غم تو
 مارتا جس سے اسکو کچھ طعنہ
 رخنہ سازی نہیں ہے کار زور
 کبڑی رہتی تھو اسکے پیچھے دم
 جہر و مہ سے تھو تیسری بری
 آئینہ میں دکھاتی تھو ممت
 و لونین ج و نوں کے ہوتی جاگیر
 لگے وہ دونوں چاہئے اسکو
 پر نہ کم بیون کا سا میل بشر
 اسکے چہرہ پہ تا نکر تا نطر
 سادہ روپوں کے روپ کر نظر
 کر حذر کیونکہ رعب میں ہنریان
 جا کے شکوہ کیا حضور شاہ

پوچھا صل اور زاد و بوم کا حال
 پایا اور وہ سے درجہ اقرب
 ایسا زیبا ہے مملکت کا وزیر
 اسے پر میرے ہوں نہ تختہ زین
 پہر بقدر ہنر مکان دینا
 وہ جو نا از مودہ کرتا ہے کار
 ہووے دستار بند و عنین نہ خجل
 نہ کہ جب ہاتھ سے وہ جا کر نکل
 سال بہر چاہئے کہ ہووے عزیز
 تا نگذری بہت زمان ہی مجال
 پایا ذی عقل و پاکیزین ہر طور
 تہا سخن سخن قدر مرد شناس
 پاکے اپنا بڑا وزیر کیا
 اس سے گوئی نہ در و مند ہوا
 نہ کیو مگر الم کے تلے

یا شکر قدومین ز رومال
 تہی جو سرگزشت پوچھی سب
 شاہ دل سے ہوا صلاح پذیر
 پر بتدریج تاکہ یہہ اشان
 چاہئے اول امتحان لینا
 سہتا ہے ولیہ جو روغم کے بار
 لکھتے قاضی جو غور کر کے اسجل
 جب تک تیر ہاتھ میں ہے سنبھل
 مثل یوسف کوئی بفقہ و کتب
 جان لینا کیا اصلاح حال
 اسکے اخلاق کل جو دیکھے غور
 تہا نکو سیرت اور تیز قیاس
 سب بزرگوں سے ہوشمند ہوا
 ایسی حکمت سے کار بند ہوا
 لایا کل ملک کو قلم کے تلے

آیا عمان کے بجزو اک کس
 دیکھی تاجیک ترک روم و عرب
 عقل موختہ بہرہ ان دیدہ
 تہا قوی صورت عظیم درخت
 دوسور قحہ تھے دوختہ دربر
 آیا وہ ایک شہر کے اندر
 نیک نامی کا تھا خیال اسے
 خادموں نے بخوبی پہلوایا
 عقبہ شاہی پر رکھا جب سر
 پایا دربار شاہی میں جب بار
 آیا اس ملک میں اک منزل
 کہیں دیکھا نہ کوئی مستجاب
 کافی عزیز ملک یہہ شہ کو
 کی سخن کی یہہ گوہر فشانہ
 حسن گفتار یہہ پسند کیا

بحر و بر کا سفر کئے اریس
 کئے حاصل تمام علم و ادب
 صحبت اندوختہ زمانہ دیدہ
 لیک عاجز بغیر برگ کے سخت
 مثل حراق سوختہ اندر
 جس جگہ اک بزرگ تھا سرور
 عجز درویشوں نے کمال سے
 سرتن ملے اسکا و ہلوا یا
 دست رکھا ثنا گمان بر پر
 بولا ہو بخت اور دولت یار
 جہان پایا ستزود کوئی دل
 بل خرابات آپ دیکھا خراب
 دکہہ کیکانہ دیکھا خوش ہو
 بادشہ نے کی آفرین خوانی
 پس اپنے بلا کے فخر دیا

اس جہان میں نہ آ کے ایک رہا
 نہ موا جس کے مرنے پر میرے بجا
 نہ رہی جس کی یاد کی کچھ بود
 خیر و ایشیا چوڑ کے نہ موا
 چاہتا ہے رہے جہان میں نام
 رکھتی تھی یہی کام و ناز و طرب
 لیکن ایک نیک نامی ساتھ
 مت خوشی سے کسی سن ایذا
 عذر خواہوں کا عذر سن الیاد
 گر گنہ گار ہو پناہ پذیر
 نہ سنے ایک بار دے جو بند
 نکرین بند و بند کار اگر
 گر کیسے گناہ پر خفگی
 سہل ہے عمل توڑنا لیکن

ایک وہ جس کا نام نیک رہا
 پل سراجاہ سجدہ گاہ خدا
 بار لایا نہ اس کا غسل وجود
 لائق احمد پڑھنے کے نہ ہوا
 کر بزرگون کے نام کو نہ تمام
 گئے آخر کو چوڑ چھاڑ کے سب
 ایک کو آئی زشت کامی ہاتھ
 گر کہے جاے غور و دل فرما
 چاہیں زہارا اگر تو دے زہا
 بار اول نہ چاہئے تعبیر
 دوسری بار دوسرا بند
 بیخ بولا کہ ہے خبیث شجر
 اتے تعبیر میں نکر حلیبی
 جوڑنا پیر ہے اس کا نام ممکن

گفتار تدبیر ریاست و تاجریست میں

اور اسی ہی جو اسکی خاطر ہو
 چاہے ہو امین کو حق سے ڈر
 دیکھ کر شمار رہے شیار
 ہوں جو ہم میں ہم قلم دو قدیم
 کیا خبر ہوں ہم ستریک و بار
 دزد جب یکدگر سوڑتے ہیں
 کرے عہد سے حسن کی سودو
 کام امیدوار کا بر والا
 کر نو پسندہ کو ستون عمل
 داد گر شاہ اسپے تابون پر
 مار کر گاہ کرتا ہے عنناک
 کرے نرمی بہت تو ہوین دلیر
 گرمی و نرمی مثل رگزن بہ
 رہ جو انحر و نیک خلق و کریم
 اگلے شاہو کا عہد یاد ہو کر

دور گرفتار اور ناطق کو
 ڈرنے سے بچنے سے امن مت کر
 ایک سو میں نہیں امانت دار
 ایک جا کر یا جاتے یہ قسم
 ایک ہو دزد ایک نرزدہ دار
 کاروان امین خوش گزر آئین
 بعد کچھ دن کے بخش و کر امور
 لاکھ قیدی چھرائیے سے پہلا
 گر کے توڑے نہ تا طبا بابل
 غصہ ہوتا ہے چون پذیر سپر
 اسکا انکھو لسنے گاہ کرتا ہر پاک
 کرے گرمی بہت تو ہوین سپر
 کہ ہے جراح اور مرہم نہ
 بر حسیلق جیسا تجھ پہ رحیم
 عہد خود سے لے مطابق کر

بہول متا سکہ بر سو کجرت تب
ہی کرم کا تجھے وہی مقدور

کوئی خدمت گزار پیر ہو جب
وہ خدمت میں ضعف سے معذور

حکایت ۵

کیا خدمت سے خسرت نے جب دور
لکھے بھیجا یہہ حال شدہ کی حضور
خوش ہے تو مگر بفضل خدا
وقت پیری مجھے نکال نہ اب
نسا کر دے ملک سے باہر
نوی بد ساعد و ری پیچھے پڑا
بہیچ مت اور ملکوں میں اسکو
یہہ بلا اور کونہ سننے دے
جس سے آتے ہیں ایسے آدمرو
مرد مفلس مری نہ سلطائے
کچھ نہ جسز مالہ ہاتھ آتا ہے
چاہتور کہنا ناظر اس کے ساتھ

سنا خاموش ہو رہا شا پور
جب ہوا بیوائی سے مجب بور
عادلا میں تہین رہا زبا
صرف خدمت ہی کی جوانی سب
اوسکو جو ہونادی ویا شتر
خصہ اوسپر نہو دے تو ہے بیجا
زاد بوم اوسکی فارسی جو ہو
دو پر ہی وہاں نہ رہو دے
کہ کہنیکے ہو وہ زمین برباد
مرد منع کو دے عمل جو دے
کیونکہ مفلس جو سر ہکا تے
جب امانت سے روک مشرف ہاتھ

عالم ظلم و دوست کی خاطر
جرم اسکا اکپیرنا ہے مجباً
ظلم کرنے سے گو سپندون پر

صبر دل میں کہی نہکڑا
فریبی کے لئے یہی ہے سزا
چاہتی تھی توڑے گرگ کا سر

حکایت ۲

ایک تاجر نے چور و تیر مغلوب
جس جگہ مروی کرتے ہیں رہن
تاجرون کو چوڑا بگاڑتا ہے
شیر سہم بد جو پائینگے
نیکو نیک نامی چاہئے جو
پالتے ہیں غریبوں کو عظام
بجلد وہ ملک ہوتا ہے برباد
رہ غریبوں کا تو محمد و معین
نیک کہہ تو مسافر وہاں
غیر سے کرتا ہے حذر نیکو
زیاد اپنے قدموں کی گرفت

جب ہوا تیر و تیر سے کہا کیا خوب
ایک سے آجگاہ میں مرد اور زن
اپنی بستی کو خود اجاڑتا ہے
پہر نہ وہاں ہو شمند جا نینگے
نیک رکہہ اپنی و تاجر کو
پہن جہانین برنن خوش نام
غریبوں سے آتے ہیں ناشاد
اتنا جلاب نام نیک نہیں
انکے سبب سے یہی رہ ترسان
دوست کے ہمیں میں دشمن ہو
بہنیں ہوتا ہے ہو لئے ڈر

کوئی خدمت گزار پیر ہو جب
وہ ہی خدمت میں ضعف سے معذور

بہول متا سکتے ہر سو کو حق تہ
ہر کرم کا بچے وہی مقدور

حکایت ۵

سنا خاموش ہو رہا شاہ پور
جب ہوا بیویائی سے مجبور
عادلا میں نہیں رہا نہ بنا
صرف خدمت ہی کی جوانی سب
اوسکو جو ہونادی ویاثر
خصہ اوسپر نہوے تو ہے بجا
زاد بوم اوسکی فارسی جو جو
دو پہر ہی وہاں نہ رہو دے
کہ کہنگے ہو وہ زمین برباد
مرد منعم کو دے عمل جو دے
کیونکہ مفلس جو سر جھکاتا ہے
جب امانت سے رو کر مشرف ہاتھ

کیا خدمت سے خسر نے جب
لگے بھیجا بہہ حال شدہ کہ حضور
خوش ہے تو مگر بفضل خدا
وقت پیری مجھے نکال نہ اب
نسا کر دے ملک سے باہر
خوی بد ساعد و عیسیٰ چہ پڑا
بہیچ بہت اور ملکوں میں اُسکو
یہ بلا اور کونہ سہنے دے
جس سے آتے ہیں لیسے آدمرو
مرد مفلس فری نہ سلطانی
کہ نہ جس زمانہ ہاتھ آتا ہے
چاہتور کہنا ناظر اوسکے ساتھ

عالم ظلم و دوست کی خاطر
چرم اسکا اکھڑتا ہے بجا
ظلم کرنے سے گوسپندوں پر

صبر دل میں کہی نکر ظاہر
فریبی کے لئے یہی ہے سزا
چاہئے پہلے توڑے گرگ کا سر

حکایت ۴

ایک تاجر نے چوروشی مغلوب
جس جگہ مردی کرتے پن رہن
تاجروں کو جوشہ بگاڑتا ہے
خبر ہم بد جو پائینگے
نیک و نیک نامی چاہئے جو
پالتے ہیں غریوں کو عظام
جلد وہ ملک ہوتا ہے برباد
رہ غریوں کا تو محمد و معین
نیک کہہ تو مسافر و مہمان
غیر سے کرتا ہے حذر نیکو
زاید اپنے قدموں کی کر قدر

جب ہوا تیر و لسنے کہا کیا خوب
ایک سے آجگہہ میں مرد و وزن
اپنی بستی کو خود اچارٹا ہے
پہر نہ وہاں ہو شمند جائینگے
نیک رکہہ ایلیچی و تاجر کو
پن جہا نہیں برن خوش نام
غریا جس سے آتے پن ناشاد
اٹنا جلاب نام نیک نہیں
انکے سبب سے ہی رہ ترسان
دوست کے بہیں میں دشمن ہو
نہیں ہوتا ملے ہو دے لسنے ڈر

عقل و دانش سوا کی سپرت پہر
 لوگ ظالم سے بہا گئے ہیں تمام
 ڈالتا ہے جو ظلم کی بنیاد
 کرتے ہیں شیر و تیغ زن نہ تباہ
 آتش آہ یوں سے اکشر
 کون اس سے ہنوش نصیب سوا
 اس جہاں سے جو اسکی غربت ہو
 اچھا ہے جو جہاں سے جائے
 کہہ خدا ترس کو رعیت پر
 تیرا بدخواہ ہے وہ بد کردار
 فائن چاہے تیری خاطر جو
 سلطنت او سکو بہ نہیں شایان
 پالتا ہے جو کوئی سیکو کار
 پالنے والا بد کا ہے ہر آن
 مال لیکر نہ چھوڑ دشمن کو

تانہیں جائے تجھ سے خلقت پہر
 اسکو دنیا میں کہتے ہیں بدنام
 اپنی بنیاد دیتا ہے برباد
 جیسا کرتی ہے طفل وزن کی آہ
 شہر ہوتے ہیں جلکے خاکستر
 حکمرانی میں عدل سے جو جیا
 مظہر حرم اسکی تربت ہو
 نعمت انکی ساتھ لیجائے
 کہ ہے معمار ملک وہ بہتر
 اور خلقت کا دشمن خوشخوار
 رنج پہنچا کے خالق کو دل کو
 ہاتھ سے جسکے لوگ ہیں حیران
 دیکھتا ہے ہنسی میں بدی زہار
 آپ ہی اپنے حق میں دشمن جانیں
 چاہئے جڑ سے توڑ دشمن کو

بہار خلق کا دل ریش
ہے تجھ کو راستہ سیدھا

بہن چاہتا گزندک ان
بہن اسطرح کی تیری خو

تیری پانڈر کہہ ضا سے کام
ہو فریحی کا او سچکہ کیا ڈینگ

ڈریو تیکر ولاور سے
خواب میں دیکھے ملک پر آباد

ظلم سے ہر خرابی و بد نام
کر رعیت کو ظلم سے نہ تباہ

بہر خود کر رعایت وہ وار
بدی اس شخص سے بدی گرگی

کرتا ہی کہو دتا ہی بیخ خویش

پسایا نہ تو ہی خوف ورجا

ڈرتا ہی ایسا گزیر یہاں

بہنیں راحت کی تیری ملک میں

گر ہی آزادا تھا خوشی کے گام

جس جگہ خلق شہی ہو دلنگ

اس سے بھی جو ڈرے نہ وار سے

جو کہے اہل ملک کو ناشاد

اس سخن کو سمجھتے ہیں عظام

سلطنت کرتے ہر لشت و پناہ

کر سے مزدور خوش زیادہ کا

جتنے نیکی ہی تجھ سے اکثر کی

حکایت مخصرو کی شیروید کو نپڑ دینے میں

دیا خسرو نے بیٹے کو یہ نپڑ

کہ رعیت کا ہو وی اس میں ہلا

انکہ جب کہینے سے کر لی بند

برارادہ میں رکھے نظر یہ سدا

حکایت

آیا ایک شخص چیتے پر اسوار
 زور پامین نہ چلنے کا پایا
 یہہ جو دیکھا عجب نکر سعدی
 سب اوٹھا تنگے سر پہ حکم ترا
 ذاوراوس کا معین دیاور ہو
 کہ رکھے دست غیرین کسی ن
 گام رکہہ کام لے طبیعت سے
 جسکو ہو ویگا قول سعدی پسند

حصہ رو دو پار سے ایک بار
 دیکھ کر اوسکو ڈر سے گہرا یا
 مسکرا کر کہا اٹر سعدی
 تو یہی حکم خدا سے سر نہ پھرا
 شاہ فرمان پذیر داور ہو
 دوست رکھا ہے تبت نہیں ممکن
 ناروا ہے نہ پھر طرقت سے
 اوسکو ہو ویگا پند فائدہ مند

حکایت اکبرے کی ہر فر کو نید و نین

جسم سے اوسکے جانی تھی جب جا
 نہ گرفتار بند راحت خوش
 خفتہ چوپان ہو گو سپنہ گرگ
 ہے رعیت سے تیری سلطانی
 جڑی ساری لیس پر دخت ہو سخت

بولانہ فر سے اپنے نوشروان
 رہ نگہدار خاطر درویش
 نہیں کرتی پسند عقل بزرگ
 جارحیت کی کر نگہبانی
 جڑ رعیت ہے بادشاہ دخت

جا تکلف کی راہ مت سعودی
 تو ہے منزل شناس شہر پرو
 کر سنی نہہ فلک کو دیا ہے جا
 کہہ نہ عزت کا عرش پر رکہہ پا
 رکہہ اطاعت کے آستان پر پرو
 بندہ ہے رکہہ اس آستانے کار
 گر کرے بندگی یزدانی
 مثل درویش مخلص صادق
 کہ خداوند تو تو نگر ہے
 فاتح ملک ہوں نہ حکم روا
 کر سکے میرا دیت کیا کردار
 طاقت خیر و نیکی بخش ندام
 دن کو کرتا ہے بادشاہی جو
 ہوین سرکش تیری اطاعت
 اچھا بندوں کو صاحب حاکم

ہے اگر سچا بات کہہ سچی
 تو ہے حق گوئی حق شنو خسرو
 کیوں قزل ارسلان کی زیر پا
 کہہ کہ رکہہ رض پر رخ الفت کا
 جاوہ راستان ہے یہہ نیکی کو
 صاحبی کی کلاہ سر سے اوتار
 مت پہن یہہ لباس سلطانی
 کہ سدا آہ و نالہ لائق
 تو تو انا نصیر پرو ہے
 تیری درگاہ کا ہوں ایک گدا
 دست تیرا اگر نہ ہو وے یار
 ورنہ کیا خیر و نیکی کا ہو کام
 کہ گدا کی طرح وعاشب کو
 اور تو ہو خدا کی طاعت میں
 اچھا صاحب کو بندہ خادم

جو صدف ہوتی ہے درویشی پر
 تو ہی ہے ہمسر و ریکت
 اسے خدار کہہ گاہ میں اوسکو
 اسکو آفاق میں گرامی کر
 عدل و تقویٰ پر اسکو کہہ قائم
 غم بدخواہ ناپسند نہو
 برہشتی درخت سے ایسا
 خیر سرگز نہیں ہے پانیکا
 ہے عجب عقل و دین عدل و سخا

نہیں کہتی ہے قدر یکا در
 زیب وہ خانہ ریاست کا
 چشم بد سے پناہ میں اوسکو
 فیض طاعت سے نیک و نامی کر
 دین و دنیا میں کامران دائم
 گردش دہر سے گزند نہو
 نامور سے ہونا چھو پیدا
 جو ہے بدخواہ اس گہرائیکا
 ملک و دولت بنا رہے پیہدا

پہلا باب جہان داری کی تدبیر اور اسے وعدل میں

میں کر جہاں سے حق بعید قیاس
 اسے خدا یہ شہ مجب گدا
 و اما خلق پر رہے نورم
 بارور اسکار کہہ درخت امید

کیا کرے شکر ہیزبان سیاس
 جسکے سایہ میں خلق خوش ہو سدا
 فیض طاعت سے زندہ دل ہر دم
 ہیز سر رحم سے رخ اوسکا سفید

<p>پو پراگت گئی ہو دور دور دل بدخواہ مثل لے ہو ست دل و دین ملک تیرا ہو آباد یہی کہتا ہوں اور ہے نہ بیان کہ ہو تو فقیخ خیر روز اقر و ن کہ خلف تجھسا ارجبند ہوا جسکا تار رض میں ہے عشق جان مشیخ صاحب حمت کر سب بوبکر کا خداحامی</p>	<p>سب ہو مجموعہ ملک ہو محمود ہے تن تیرا مثل دین درست مدد حق سے تو ہے دل شاد تیرے اوپر جو رحمت یزدان بس ہے پیر لطف خالق بچوں سعد زنگی نہ درو مند ہوا جا ہے اوس اسل کو پیغمبر بیان یارب اوس نامور کی تربت پر سعد زنگی اگر ہوا نامی</p>
---	--

مدح شاہزادہ اسلام سعد بن ابی بکر بن سعد زنگی

<p>زور میں ہو جوان و راہی میں پیر ہوشمند زمان و زور اور کہہتی ہے تجھسا پور نیکو نام کہ نہیں اوج میں تیرا سے کہہتے ہیں بنا سے سرفراز جا</p>	<p>نوجوان بخت مند و نیک صفت صاحب بہت حسن و پرور نیک طالع ہے ماورا یام جو دین ہے زیادہ دریا سے تجھے امید بہتری زمان</p>
--	--

سیکو ہے تیرے عہد میں آرام
 وقت ہے تیرا خوش منیہی کا
 ماستاروں سے چرخ ہے معمور
 ہووے جو شاہ نیک نامی جو
 بادشاہانہ رکھتا ہے سیرت
 کی سکندر نے سدرو قائم
 سدیا جوج کفر تیرا زر
 بے زبان ہو اگر کوئی شاعر
 ہے عجیب سر جو دوکان سخا
 تیرے اوصاف کا حساب نہیں
 اب سہوں کو اگر کروں املا
 چرخ باور جہان موافق ہو
 مہر رفعت ترا فروزان ہو
 تجھے کچھ رنج روزگار نہو
 غم جو شاہوں کے دل میں ہوتا ہے

کیا خبر پیچھے ہو گا کیا انجام
 کہ ہوا پیدا اس میں سعدی سا
 ہے تیرا اس کتاب میں مذکور
 سیکھے شان نامی سے یہ تو
 لیگیا اگلے شاہوں سے سبقت
 راہ یا جوج بند کی داہم
 ہے نہیں سدرو نے اسکندر
 نہوا اس امن و داد میں شاکر
 تجھے نے مستفید خلق خدا
 درج ہوں اتنی یہ کتاب نہیں
 کروں دفتر میں دو سر الرشا
 پاسان تیرا لطف خالق ہو
 نار نکبت سے خصم سوزان ہو
 دل میں کچھ فکر سے غبار نہو
 ایک عالم ہو منتشر خاطر

ہیں کہاں ایسے گنج و ملک و میر
 کوئی آیاتہ و روناک عنم
 طالب خیر ہے وہ با امید
 گوشہ تاج آسمان سے لگا
 سرکشوں ہی سے ہے تواضع نیک
 فائدہ کیا اگر ضعیف جہکا
 ذکر خیر اوسکا ہے جہا نہیں علم
 عاقل و نیک ذات ایسا کم
 کوئی اس عہد میں نہیں رہ جو
 دیکھا ہے آج تک کیسے نہیں
 بل فریوں نے ہی نہیں دیکھا
 حق سے ہے اوسکی پارگاہ قوی
 وہر پر ایسا سا پرست ہے
 گردش آسمان و جو زمان
 عہد میں تیرے آتش شامان

وقف میں بہر طفل و بربا و پیر
 جسکے دل پر نہیں رکھا مرسم
 پوری کر اسکی اسے خدا امید
 سر تواضع سے سوار جس جہکا
 ہوگا اسی ہی عادتوں سے نیک
 گر تو انا جیکے ہے مرد خدا
 جاری ہر جا ہے اوسکا صیت کرم
 ہوا عالم میں جب سے ہے عالم
 ظالم ظالم سے ہووے جو جب ہو
 ایسا دستور اور قرینہ کہین
 گرچہ کہتا ہا شوکت زیا
 کہ ضعیفوں کو ہے پناہ قوی
 نہ کسی سے ضعیف کو ڈرے
 رکھتے ہیں آدمی کو نالہ کنان
 نہ کوئی ہے زبانہ سے نالان

تو بھی جو یہ مجھ میں نقص کلام
 سو سے ایک بیت ہو پسند اگر
 ایسی پارس میں ہے مری انشا
 مثل بانگ دہل تھا میر اشور
 گویا گل بوستان میں لایا ہوں
 جون چوہا را ہے میٹھا او پر سے

کر جہاں آفرین کے خلق سحر کام
 ہے شہم مردمی کی طغیان نہ کر
 بے بہا مشک ہے ختن میں کیا
 دور سے لیکن اندرون تھا جور
 مریچ ہندوستان میں لایا ہوں
 حیدرے تو نکل گئی اندر سے

مدح آباک ابو جبرین سعدی کی

میرے دل کو نہ تھی کچھ ایسی چاہ
 پر کیا نظم سے بنا نام لان
 کہ ہوا ہے بلخ سعدی جو
 کیوں نہ ہو عہد میں ہوں نازان لوں
 عادل و بہر دار و حامی دین
 ہے کسیر و ان و تاج جہاں
 جا ہے جو فتنہ سے پناہ کہیں
 مثل کعبہ ہے کیا مبارک در

کہ کروین کہیں ستائش شاہ
 کہ مگر کہیں گاہل لان
 وقت ہو بکر سعدی میں تھا سو
 عہد نوشیروان میں سید چون
 ایسا بعد عمر ہوا ہے نہیں
 جا ہے جواب کرے غور جہاں
 بجز اس ملک کے پناہ نہیں
 دور سے آئے ہیں جہاں اکثر

ہو ایہ قصہ زہرِ جو زہریتِ باب

پہلا ہے عدلِ انتظامِ اسے

رکھی احسان پہ دوسری اس

تیسری اب عشق و مستی شو

ہے تواضع پہ چو تہے کی بنیا

سے قناعت کو تذکرہ میں چھٹا

اٹھواں شکرِ عافیت کا ہے

تو بہ در راہ نیک ہی فوان

دن مبارک تھا اور سالِ سعید

چہ سو سے تہے زیادہ پیچہ بیچ

اسے نکو سیرت و عقیل زمان

پر نیانی ہو یا حریری قبا

تو اگر پر نیان ہے دل شکوہا

ناز ہو ایہ ہم سر کیا

روز امید و بیم سنا ہوں صا

دس رکھے آئینِ تربیت کو باب

پاسانیِ خلق و خوفِ خدا ہے

ماہو محسن سے فضلِ حق کا س

نہ جو کرتے ہیں خستیاں زبور

پانچواں دیتا ہے رضا کی داد

تربیت پر ہے ساتویں کی بنا

دہرین غیرِ عافیت کیا ہے

سے مناجات و ختم پر دسواں

اچھی تاریخ تہی میانِ دو عیب

ہو امر و جب و نسنے یہ

عیب جو ہوتے ہیں عقیل کہا

در میانِ حسو کو ضرور

لطف کر اور میرِ اشجو

لایا ہوں ہیکہ مانگ

پاس کین سے بد ہی

ہوا مداح اپنے منہ سے خدا
 آپکی قدر چرخ سے اعظم
 آپ اول ہی سے پند اصل وجود
 کیا کروں آپکی ثنا خوانی
 عز لولاک سے بہت تمکین
 سعدی سے ہو سکے نہ وصف تمام

جبرئیل آپکے حضور پہر کا
 آپ پیدا تھے جب نہ تھا آدم
 اور سب شاخین آپکی پین نمود
 برتری سے ہے کم شادانی
 مدح کافی ہے طہ اور لیلین
 ای نبی آپ پر صلوٰۃ و سلام

سبب نام کتاب

کیا دنیا میں میںے خوب سفر
 شمع ہوا ہوں میں بہر خبا
 مثل شیرازیاں پاک و حلیم
 او کی الفت نے جو تہی باطل
 حیف آیا کہ باغون میں آنا
 کہا دل سے جو مصر جاتے ہیں
 گو نہیں رہتا قند شیرین میں
 نہیں جو قند طائر کہا تین

عمر کی ہر کیے ساتھ بسر
 رہا ہوں خوشہ چین خرمین ہا
 نہیں دیکھے خدا ہوا و تہ رحیم
 روم اور شام سے اوٹھایا دل
 پہر تہیت یاروں میں جانا
 وہاں سے تھے قند لاتے ہیں
 یہ سخن دلپند شیرین ہیں
 بلکہ کاغذ میں جس کو لیا تین

بولے بیت الحرام کے ستر
 کہا آگے نہیں ہے میری مجال
 سر موہی اگر اڑوں برتر
 کوئی عصیان میں کب مقید ہو
 کیا پسندیدہ نعت ہو ادا
 روح پر آگے درود ملک
 اور آنپر جو آپ کے ہوں رفیق
 اور رفیقو نہیں بین البوکر ایک
 دوسرے پنجہ پہن شیطان کے
 تیسے زندہ دار شب عثمان
 چوتھے دلدل سوار شاہ علی
 پاس آگے نبی سے یزدان کر
 خواہ رد کیے عرض خواہ قبول
 کیا ہو درگاہ حق میں ایسی سزا
 ہوں جو ہوڑی گدا اگر احسان

حامل وحی آئے برتر
 تہک گیا تہک کے سر پر وبال
 جلیں نور تجلی سے سر پر
 پیش رو جبکا ایسا سید ہو
 السلام ای جی نیک ورا
 ہو وی جب تک کہ ہو بود ملک
 اور جو ہو دین پر دان طریق
 اچھے سر و مرد و مرشد نیک
 ہیں عمر نامدار گیبان کے
 دل سے خد متگزار رب ہر آن
 صاحب الفقار شاہ ولی
 خاتمہ میرا قول ایمان
 نہیں چوڑو نگا ذیل الکر
 آپکی قدر عالمی سے
 آپکے خوان جو د پر مہر

وہ جو اس راہ سے ہیں گزشتہ
جو کوئی چلتا ہو خدا رسول
سعدیامت سمجھ نہ کہ راہ صفا

جا کے رہتے ہیں سارے گزشتہ
کبھی نہ سکتا ہی بجا قبول
کوئی لیجائے مصطفیٰ کو سوا

نعت سرور کائنات کی اون پر بہترین صلوٰۃ ہووے

ہیں ستودہ خصال نیک شمیم
پیشوا و رسل خدا کے امین
صاحب شرف و شفیع و را
ہیں کلیم اور پر خ طور اوزکا
نہ پڑھے ہی پیتی سوس پر
ہو کے عازم جو پہنچی تیغ تیم
شہرہ جوانی صیت پاپا
آیتہ لاسے توڑا قامت لائے
لات غمزی ہی دو کونہ تمام
ایک شب عرش پر فلک سے چڑھے
تینہ قربت میں ایسی گرم گہری

ہیں نبی و راشفیع ام
ہبط جبریل ہادی دین
صدر دیوان حشر امام ہدایا
نور جناب ہے عکس نور اوزکا
کتنے مذہب کر دئے دفتر
کیا معجزے ماہ کو دو نیم
قصر کسے میں زلزلہ آیا
رہی غمزی کی غزین گنہات
رد کئے کتے اور اگلے کلام
جاہ و تکین میں ملک سے بڑا
کہ بیت شیعہ جبریل سے

ہووے حاصل بلاغت سبحان
 ہوئے اس میں خاص مرکب تاز
 ہر جگہ ہوتے ہیں مرکب تاز
 ہووے سا لک جو از دان اسکا
 اسکو اس بزم میں ملے ساغر
 سلی اک باز کی ہیں دیدہ اگر
 گنج فارون کسی نے پایا نہیں
 سو اس بحر خون میں آکر
 جو کیا چاہے اس میں کو طمی
 متامل ہو اپنے دل میں اگر
 ہو کے شاید تو بوی عشق سے
 یہاں تک با طلب کر لائیں تجھ
 پر یقین پیارے پردہ ناخیا
 آگے سپرد کو ہی نہ توان
 جائے یہ راہ کون سے راعی

پر نہ کنہ غوامض سبحان
 رہے لا احصی سکے تگ سے باز
 بعض جاہوتے ہیں سپر انداز
 سہذ ہوا ناپہر بیان اسکا
 مے پوشی جو پے آکر
 جلع میں رو کر کے دیدہ و دیدہ
 پایا تو پا کے الٹا آیا نہیں
 جس سے کوئی نہیں ہوا باہر
 کاٹ کے پہلے واپسی پے
 رفتہ رفتہ صفائی آئے نظر
 کر کے چہیت و جو عہد
 پر محبت کے پر راہیں تجھ
 رہی ہائش کہ سوا ہی جلال
 رو کے حیرت کہ جاتا ہی کو کہا
 راہ ہو لے جو جائے دہ

نطفہ کو نجس ثابت ہے شکل پر ہی
 لعل و فیروزہ صلب سنگ سے لائے
 ابر سے قطرہ ڈالے جب تک
 کرے قطرہ سے لو کو تو لالا
 اس سے اک ذرہ علم ہی نہ نہان
 روزی دیتا ہے بہر مار و مو
 اُسے معدوم کو کیا موجود
 پھر بھی کتم عدم میں لیجا کر
 جانتے ہیں الہیت اُسکی
 نہیں دیکھا اُسے سوا حیرت
 وہم کیا اُسکی راج ذات کو جا
 ڈوبی ہیں اس سپور میں کشتی
 راتوں اس دیر گم میں خار رہا
 کہ ہے علم ملک محیط بیان
 ذات اُسکی نہ فہم میں آئے

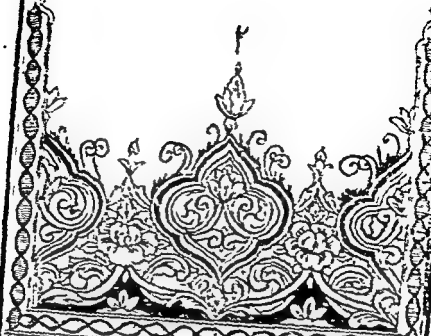
آب پر کسے کی ہی شکل گری
 لعل گل شاخ سبز رنگ سے لائے
 صلب سے نطفہ ڈالے سو شکم
 نطفہ سے سوساوت دبالا
 کہ ہے نیک ان آہن ان عیان
 گوہین بست و پاوت و زور
 کسے نابو کو نبیا بود
 دشت محشر میں ڈالے کالا کر
 جانتے ہیں ماہیت اُسکی
 لیک پایا نہ منہا ہی جمال
 فہم کیا اُسکے ذیل و صف کو پا
 ایک تختہ نے ہی نہ پایا کنار
 آگے حیرت نے ایک بار کہا
 نہیں اسپر محیط تیرا گمان
 نہ صفات اُسکی وہم میں آئے

دے سعادت کا ایک کو ہمیں
 کرے اس خلیل پر گلزار
 وہ ہے فسور اسکے احسان کا
 پردہ میں دیکھتا ہے جرم تمام
 کہینچے سختی سے حکم کی تلوار
 جو سائے کرم کی ایک صلا
 اسکے دروازہ بزرگی پر
 لطف و رحمت عاجز و کور
 ناشدہ پر ہے اسکا علم بصیر
 قدح پاسدار ارض سما
 بری طاعت سے اسکے کسلی شیت
 خود قدیم کو پسند و قدم
 شرق سے غرب تک ہر مہماہ
 فرش گیتی بچھایا پانی پر
 جب پونزہ سے زمین گیتی

دے شقاوت کی دوسرے کو کلم
 خصم کو نیل میں کر کے انکار
 یہہ و اجراے اسکے فرمان کا
 پر ہے نیکی سے پردہ پوش نام
 ہوں ملک صم و حکم سے لاچار
 ہو عزایل بھی نصیب رہا
 بین بزرگ جہان بزرگی پر
 متضرع کی دعوتوں کا مجیب
 اور ناگفتہ پر ہے لطف خیر
 صاحب بارگاہ رؤر جبر
 کہے کون اسکے حرف پر
 کلک قدرت سے نقش بندر خم
 کئے سائر ستارگان ہمراہ
 چرخ کور کہا سائیا نی پر
 ہو کی و امن پر اسکے میچ جبل

کرتا ہی جو کوئی پدر سے ستیر
 خویش سے خویش خوش ہو اگر
 بندہ چونکہ ولاد یوں نہ کار
 تو اگر ہو رقیق پر نہ شفیق
 کام میں سست لشکری ہو
 لیک ہا ملک زمین زمان
 قطرہ بحر علم ہیں دو جہان
 یہہ ادیم زمین سے سفر عالم
 وہ چھاپیشہ پر اگر جائے
 تہمت ضد و عیش کی نہیں راہ
 تابع امر اسکے ہر شے و کس
 رکبتا ہی خوان جو دہیہ وسعت
 کار ساز و کریم و بندہ نواز
 اسکو زیبا ہی کبیرا یا و منی
 کیسکو تاج و تخت دیتا

پدر اسپر ضرور ہوتا ہے تیر
 کرے برگانہ و ارا اسکو بدر
 اُسے مالک کہی نہیں کر مہیا
 چند فرسنگ پہاگے تجھس رفیق
 اس سے شاہ زمین بری ہو
 نکرے بند جسم پر دران
 جرم پر پردہ پوش علم عیان
 خواہ ہو خویش خواہ غیر مدام
 کون بچکر یہ اس سے کہ جائے
 طاعت جن و انس کی نہیں جاہ
 آدمی وحش معرغ و مور و کس
 کہانے سیرغ قاف میں قسمت
 حافظ جسم و جان و واقف راز
 ملک جب کا بڑا ہی ذات غنی
 کسی سے تاج و تخت لیتا ہے



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کرتا ہوں اس کتاب کا آغاز
 خالق جان و پاسبان جہان
 صاحب جود و دستگیر کبیر
 اُسکے در سے جو سر پہاڑ ہے
 سارے گردن فرار ملک کشا
 نہ وہ گردن کشوں کو پکڑے شتاب
 جو کسی پر ہو کار بد سے خفا

نام سے اُسکے چوہی واقف ساز
 بخشا جسے زبان کو زور بیان
 سما کہ جرم بخش و عذر پذیر
 کہیں جائے نہ قدر پا تا ہے
 اُسکی درگاہ میں نیاز نما
 نہ وہ عذر آوروں کو دیوی عذاب
 آئے تب دل کا آئینہ ہے صفا

آلای کربان ساهمی خشتا درن علمای روشن بینی

بوستان نجین و گلستان دانشین

۱۲۸۷
انقلاب در بوستان

در تصنیف دیوان جانهای لعل جی صابو و میل لاج بهر پند

مطبع احکامش و اقع اگر طبعان حلای و افی وقت

میں نہیں جانتا الف بے تے
 میری طاقت کہ کام سعدی کا
 یہہ تو کچھ سعدی ہی کا فیضان ہے
 چاہئے ہیں کہ جسطرح شیراز
 فائدہ مند سعدی کا ہی کلام
 عالموں سے امید عفو و عطا
 میرے اسکے دل کو شاد کرین
 عیب پوشوں سے دل میں رہیں
 عاجزی کرنی ہے مطلب کیا

نہیں چانتا الف بے سے
 کر کے لون آپ نام سعدی کا
 روح کا اسکے دل پر احسان ہے
 ہند ہوا کے فیض سے ممتاز
 چند و اندرز سے پر ہے تلم
 ہے جہاں میں دیکھیں نقص و خطا
 ہو سکے تو دعا سے یاد کرین
 عیب جو بولنے عجز کرتا نہیں
 اپنی طینت نہ چھوڑنی کے صلا

راضی راضی ہے اعتراضی نہیں
 اعتراضی کسی سے راضی نہیں



اور کرنل جی سی برک صاحب
لکے ایجنٹ راج پوتانہ
قدردان عالمونکے صاحب علم
چشمہ صاف منت احسان
انکے بروقت ہون محدود معین
صاحب نیک نیکناہی خواہ
جوہن اب جا والٹر صاحب
ہو دین انکے نگاہیان ہر آن
ایسی ہے انکے نام میں برکت

قہم کے نیک اور کے صاحب
صاحب شوکت بلوکانہ
مہربان عاصیونکے صاحب علم
روز و شب دل سے شاکرستان
بلکہ بروقت ہون محدود معین
کیپٹن پولٹ ایسے عالیجاہ
کار فرماے والٹر صاحب
جون تن و چشم کوید و مرقان
پا ہون اپنے کام میں برکت

سبب ترجمہ

ترجمہ بوستان کا کرتا ہون
یعنی تیار اسے بناتا ہون
فیض سعدی سواتی بہت ہے

نام ہندوستان کا کرتا ہون
آپ میں سعدی کو دکھاتا ہون
ورنہ ظاہر ہے جتنی بہت ہے

جب نصیب ہو سکا زور آور
 ایچھا آنکو مہربان رکھیو
 کوئین وکٹوریائی خوش اقبال
 ملک انگلنڈ و ہند کی مالک
 باعث بہتری خلق خدا
 زیب افزائی تخت سلطانی
 بین ملوک زمانہ فرمان بر
 قدر افزائی اہل علم و ہنر
 رکھین اپنے نظر عنایت کی
 لارڈ میوگورنر جنرل
 حاکم حاکمان ہندستان
 نیک حاکم ہیں نیک ناظم ہیں
 مہربان سپہر جو دوست سچا
 سالیرا نیک مہربان ہوین

تب ایسا مہربان داور
 کامران انکو جاودان رکھیو
 سایہ لطف ایزد متعال
 راہ انصاف و عدل کی سالک
 لایق سرور ہی خلق خدا
 قدر افزائی تخت سلطانی
 ہے سلوک زمانہ فرمان پر
 دور فرمائی جہل علم و ہنر
 جیسے فرزند پر رعایت کی
 نائب سلطنت امیر اجل
 ناظم ناظران ہندوستان
 نیک ناظم ہیں نیک حاکم ہیں
 نود افزائی ماہ و صفا
 قدر افزائی جاودان ہووین

مدح جناب مہاراج اوہراج مہاراجہ
برچندر سوامی جسوت سنگھ صاحب بہاؤ

بہاؤ جنگ دام اقبالہ

اب بہرت پور کے مہاراجہ
ایسے جسوت سنگھ نامی ہیں
تیرے آقا کے یادگار جہان
مہراقبال ایسا روشن ہی
جو ذوالی سے پہلے میں زیادہ
جاہ جمشید سے زیادہ ہے
رستم وقت النہر میں تسان
رعب سے شیر شور کرتے ہیں
رحم دل سے غریب پرور ہیں
کل رعایا ہے دل سے شکر گزار

ملک شہور کے مہاراجہ
جیسے جسوت سنگھ نامی ہیں
کیونکہ ان سے زیادہ جہان
شیر ۱۰۰ اور نجات دشمن ہے
عدل ظاہر سے تاسو عداوت
نور خورشید سے زیادہ ہے
بید باؤ تندر سے لہران
کھڑوں پر نہ زور کرتے ہیں
غریب کے نصیب برتر ہیں
خوش گذرتے ہیں سب کیلئے بہاؤ

با طفلی بدین سخن بر جیسا
 عہد پیری میں ہوش آیا ہے
 کہ بدترین بہنیں ہی ہر تو ان
 رات دن نادمانہ روتا ہوں
 تو ہی جو دستگیری فرمائے
 تیری آگے یہ بات ہی کیا بات
 بخش سکتا ہی تو جہاں گناہ
 تیرا دریا عفو جاری ہے
 اکیدن اپنے پاسے ٹوٹے گا
 عفو کرنا کتر ختم کر
 دور کر جو ہر دور سے حاصل
 دور ہر اب حضور سے راضی
 کر مجھے ایسے کام سے راضی
 کہ رہوں پہر حضور میں حاضر

ہا جوانی میں بے بصیر ویسا
 کس آسیری میں ہوش آیا ہے
 زور بے ضعف کا زمانہ زبان
 رات دن نادمانہ کہوتا ہوں
 تیرا بندہ نہ تجھے شرمائے
 نام تیرا ہی قاضی الحاجات
 کیوں نہ بخشے گا ایک جان کو گناہ
 شجرہ گناہ گاری ہے
 ایسا ٹوٹے گا جا سے چوٹے گا
 سوی خود کو نظر ختم کر
 کر مجھے اپنی نور سے حاصل
 دور ہر کب حضور سے راضی
 کیا ہی جیسے نام سے راضی
 نہ رہوں دار و دور میں قاصر

عذر خواہی ابھی سو اجاب ہے

چاہتے کرنی جو مناسب ہے

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

ایچھا و نڈا فریند
 مالک مہربان کریم الشان
 بے بدل چارہ ساز ہر بند
 صانع بے مثال مصنوعا
 عاصیوں کے گناہ بخشند
 کیا کروں عذر خواہی تیرے حضور
 بجز اسکے کہ تیری میت سے
 کیونکہ قسمت میں جو ہوا رقم
 لیکے مہربانی فرمائے
 کیا عجب ہے کہ غفور و رحیم
 تجکو آمرزگار کہتے ہیں

حال خورد و بزرگ بنیند
 حاکم جاودان عظیم الشان
 بے سبب کار ساز ہر بند
 حافظ بیہمال مصنوعا
 عاجزون کے پناہ بخشند
 ہنیں پوشیدہ تجھے میرے قصور
 ہوتے ہیں مستفید قسمت سے
 اس سے ہو سکتا ہے نہ بیش از کم
 پہر قلم اپنا کام میں لائے
 مغفرت پائی میرے قصور و اثم
 تجھے امیدوار کہتے ہیں

صرف تبدیل شکل کرتا ہے
 ہستی ہے پابند ہستی جان
 سچا معلوم دیتا ہے یہ بیان
 جو جہاد و نبات و حیوان میں
 جانین میں ذرہ نامی نور خدا
 پہنچا ہے انکو امتحان کو لئے
 ہنیں مالک کو جانتی جب تک
 دیکھ کر اس جہان کو پہنچتی
 اتنے اجسام میں گذرتی ہیں
 اشرف کائنات ہے انسان
 اس میں ہی لگے جب میں غافل
 آخرش روزِ حشر آئیگا
 کہاٹینگلی تب یہ سب پشیمانی
 ہو کے برہم جو پوچھ گیا دادار

پر ہنیں ہستی سے گذرتا ہے
 اور جان کو کہی ہنیں آزیان
 غلطی پر مگر ہے تیرا گمان
 کل کم و بیش تابع جان میں
 امتحان کیا ہے دور و جدا
 ہنیں پہنچا ہے اس جہان کو
 پہرتی میں خاک چھاتی تب تک
 ہنیں کہتی ہیں فکر مقبولی
 تو ہی خود میں ہنیں سد ہرتی ہیں
 منظر نور ذات ہے انسان
 ہوونگی ذات حق سے کو اصل
 جو نہیں دیکھا ہے دکھاٹینگا
 نہ پشیمانی کام ہے آئی
 ہوونگی یہ جواب میں لاچار

جیسے اپنی خوراک میں موجود
 وہ جو ساکن ہیں ظاہر حیوان
 وہ جو جاندار ہیں نہیں ظاہر
 ایسی نادر ہی انکی پیدا
 بعضے میں ارض و کان سے پیدا
 بعضے رہتے ہیں آب کے اندر
 بعضے رہتے ہیں با زمین آباد
 ایسی ایسی نمود کرتا ہے
 کون قدرت کو اسکے پہچانے
 راضی پہہ بجز حمد اور ہے
 جو شناور میں غوطہ کھاتی ہیں
 تو نے اتنی شنوری کی ہے
 اگر جائیگا غوطہ کھائیگا
 تیری تقریب سے ہوا معلوم

ہو کی ہوتے ہیں آخرش نابود
 تخم سے یا بذات خود ہیں عیان
 خواہ ساکن ہیں خواہ ہیں سیر
 نہیں ظاہر ہی انکی پیدا
 بعضے میں اسی شان سے پیدا
 بعضے رہتے ہیں ارض کو تن پہ
 بعضے رہتے ہیں نار میں دلشاد
 کیا عدم سے وجود کرتا ہے
 چونہ پہچانے کیسے کہہ جانے
 تو نہ اس بجز کاشیاور ہے
 نہیں اسکی تباہ پائی ہیں
 لطف داور نے یاوری کی
 ہاتھ آیا ہی سو ہی جائیگا
 جو ہی موجود سو ہی نامعلوم

چوتھا یہ ہے کہ بے چلائی کہیں
 اور چلائی تو پھر تاہیں
 یا پھر ان میں کہ حسبِ جذبہ خویش
 جس سے آئے ہیں وہ بزرگ نظر
 جذبہ نزدیک سے مرکب ہیں
 ورنہ مفرد میں آئے ہیں چوتھے نہیں
 چہاں یہ ہے کہ جتنے ہیں موجود
 کتنے ہی حصہ کیجئے لیکن
 گو قیاساً کہ میں نہیں اوزار
 چند اقسام کے ہیں یہ اجسام
 ایک سے ایک جسم کی ہیں تمام
 جسم کو جسم سے ہی پیدائش
 وہ جو سایر میں ظاہر اجازت
 بعضے ایسے ہیں اب سے پیدا

ایک تل پر ہی کوئی چلتا نہیں
 جب تک منع کوئی کرنا نہیں
 جاذب بیکہ گریہ میں کل کم و بیش
 چھوٹے چھوٹے ہیں گول گول گول
 کہ بزرگ اور مختلف سب ہیں
 آنکھ سے جنکو دیکھہ سکتے کہیں
 پاتے ہیں انقسام نامحدود
 نیست ہونا ہی اور بکانا ممکن
 جسے حل ہو یہ عقدہ و شور
 چند اقسام کے ہیں یہ اقسام
 نظر آتے ہیں مختلف سے مدام
 قسم کو قسم سے ہی افرایش
 زو مادہ میں بعضے انسان وار
 نہیں ہا سے نہ باپ سے پیدا

جیسے اپنی خوراک میں موجود
 وہ جو ساکن ہیں ظاہر حیوان
 وہ جو جاندار ہیں نہیں ظاہر
 ایسی نادر ہی انکی پیدائش
 بعضے میں ارض و کان سے پیدا
 بعضے رتے میں آب کے اندر
 بعضے رتے میں باد میں آباد
 ایسی ایسی نمود کرتا ہے
 کون قدرت کو اُسکے پہچانے
 راضی یہ ہے حمد اور ستائش
 جو شناور میں غوطہ کھاتی ہیں
 تو نے اتنی شناور کی ہی
 آگے جائیگا غوطہ کھائیگا
 تیری تقریب سے ہوا معلوم

ہو کی ہوتے ہیں آخرش نابود
 تخم سے یا بذات خود ہیں عیان
 خواہ ساکن ہیں خواہ ہیں سائر
 نہیں ظاہر ہی انکی پیدائش
 بعضے میں اسکی شان سے پیدا
 بعضے رتے میں ارض کرتن پر
 بعضے رتے میں نار میں دلشاد
 کیا عدم سے وجود کرتا ہے
 جو نہ پہچانے کیسے کہ جانے
 تو نہ اس بسر کا شناور ہے
 پر نہیں اسکی تہاہ پاتی ہیں
 لطف داور نے یاوری کی
 ہاتھ آیا ہی سو ہی جائیگا
 جو ہی موجود سو ہی نامعلوم

چوتھا یہ ہے کہ بے چلائی کہین
 اور چلتا ہی تو ہوتا نہیں
 یا سچوان یہ کہ حسب جذبہ خویش
 جس سے آئے ہیں بہ بزرگ نظر
 جذب نزدیک سے مرکب ہیں
 ورنہ مفرد ہیں اس لئے چھوٹے نہیں
 چٹا یہ ہے کہ جتنے ہیں موجود
 کتنے ہی حصہ کیے لیکن
 گو قیاساً کہ ہیں بہین اوزار
 چند اقسام کے ہیں یہ اجسام
 ایک سے ایک قسم کی ہیں تمام
 جسم کو جسم سے ہی پیدا ہیں
 ویسا ہی میں ظاہر اجاڈار
 بعض ایسے ہیں آب سے پیدا

ایک تل پر ہی کوئی چلتا نہیں
 جب تک منع کوئی کرنا نہیں
 جاذب بیکہ گریں کل کم و بیش
 چھوٹے چھوٹے ہیں گول گول گول
 کہ بزرگ و مختلف سب ہیں
 آنکھ سے جنکو دیکھ سکتے کہین
 پائے ہیں انقسام نامحدود
 نیست ہونا ہی اور کانا ناممکن
 جسے حل ہو یہ عقدہ و شور
 چند اقسام کے ہیں یہ اقسام
 نظر آتے ہیں مختلف سے مدام
 قسم کو قسم سے ہی افرایش
 زودادہ ہیں بعض انسان وار
 بہین ماسے نہ پاپ سے پیدا

واحد ولا شریک و لا ثانی
 پہلے پیدا کئے عناصر چار
 اونکی ترکیب سے کئے طہا ہر
 سار جاندار ہیں نہیں بیجان
 کہا کے جاندار جیسے ہیں جاندار
 تو ہی جان جو ہر قدرت یزدان
 بل عناصر ہی مثل جان ایم
 یعنی تبدیل شکل کرتے ہیں
 اسلئے جان ہے عنصر اعظم
 یعنی جو ہر ہے جان عرض موجود
 جتنی موجود سے نکلتی ہے جان
 خاص میں چہر خواص انکی لئے
 ان خواصوں میں شکل اول ہے
 دوسرا عرض طول و علو سدا
 تیسرا یہ کہ ایک ایک کی جا

اور فانی ہیں وہ ہر لافانی
 مختلف خاک باد و آب و نار
 جو ہیں موجود ساکن اور سایر
 اشکارا کوئی کوئی نہیں ان
 نہیں جاندار جو نہیں جان خوار
 نہیں پائے کہیں کہیں نقصان
 کسی حالت میں رہتے ہیں قائم
 پر نہیں مستی سے گذرتے ہیں
 اور عنصر میں اس سے حکم
 جان موجود ہے عرض موجود
 بی وجودی ہر اتنی اسکی عیان
 کہ ہیں مخصوص خاص انکے لئے
 جو ہے موجود تو مشکل ہے
 کہ ہیں موجود کے لئے یہ بجا
 پانہیں کتابے ہٹائے ذرا



کیا کہوں نہایت تیرا بیان
 ہے عیان ہر کہیں نہان جیسا
 دیکھتا ہے وہ ظاہر و باطن
 کچھ نہیں اُسکے نور سے خالی
 آپ ہی خالق جزو کل ہے
 گہہ بنا تا ہے گہہ بگاڑتا ہے
 اپنی قدرت سے آپ ہی قادر

تو تیرے تین مہین تیرت
 ہے نہان ہر کہیں عیان جیسا
 ایک ہی اسکورت ہو یادوں
 چاہے چشم دیکھنے والی
 آپ ہی رازق جزو کل ہے
 گہہ لیا تا ہے گہہ اوجاڑتا ہے
 اپنی قدرت سے آپ ہی قادر

بیمین ایستخون و بون جدایس لالی صبا

بوستان گلستان و نشتین دین اعتری جبره بوستان سعدی می استاد ماضی المسیح

دلائل ارام راضی

دوایان جان بهر لایلی حی صبا کیل ایهر مجر فرماشود و واجب و
از تعریف آن جان بهر لایلی حی صبا کیل ایهر مجر فرماشود و واجب و

در طبع ایجا کشتن کربار هم منشی کشتن لعل نوری طبع ایگر و

(58) Dikhar am Rang

صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	مصحح	غلط	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر
۲۵۹	۱	دوڑہ ڈوڑہ پیرنگ	دوڑہ ڈوڑہ پیرنگ	۲	۴ ۲۶۸
۲۸۱	۰	بدررو	بدررو	۱	۳ ۲۶۹
۲۸۴	۰	بہرنی	بہرنی	۱	۰ ۲۷۰
۲۸۵	۱	آمارہ	آمارہ	۱	۸ ۲۷۱
۲۸۸	۰	دانا	ڈونا	۱	۱۴ ۲۷۲
۲۸۹	۰	تجسے	تجسے	۲	۴ ۲۷۳
۲۹۰	۱	رعب	غیب	۲	۱۳ ۲۷۴
۲۹۱	۱۵	خوش حال	ہونا	۱	۹ ۲۷۵
۲۹۲	۱۵	کے	نصیحت	۱	۱۱ ۲۷۶
۲۹۳	۰	کے	غفلت	۱	۳ ۲۷۷



کتابت در مجلس لالی مین

پوشا سعدی می استاد ماضی المسمی

الاصحیح
الاصحیح

از تصنیف آن جناب میرزا علی حسینی صاحب کمالی
از تصنیف آن جناب میرزا علی حسینی صاحب کمالی

در مطبع اسحاق کشتن کربلا
در مطبع اسحاق کشتن کربلا

صیح	غلط	۱	۲	۳	صیح	غلط	۱	۲	۳
ک	گر	۲	۸	۱۲۹	دوہ ذرہ تراہریگا	ذره ذرہ پیرگی	۲	۴	۲۶۸
تو	جو	۲	۱۵	۲۸۰	بدررو	بدررو	۱	۳	۲۶۹
گناہ	گدا	۱	۲	۲۸۶	بہرنی	بہرتی	۱	۰	۲۰
گم	کم	۲	۱۳	۱۳۱	آمارہ	آمارہ	۱	۸	۱۳۱
ہووسے جوڑو	ہووسے رو	۱	۹	۱۶۸	وانا	وانا	۱	۱۶	۲۶۲
بینائی	بیناہی	۱	۱۲	۱۶۹	تجے	تجے	۲	۴	۲۶۳
بند جوہت پیرا صوبن پر قلم لارانی	.	۰	۱۶	۱۶۶	رعب	عیب	۲	۱۳	۲۶۴
خوشحال	خوش خال	۱	۱۵	۱۶۷	ہونا	ہوتا	۱	۹	۲۶۵
کے مین	کے	۲	۱۵	۲۶۵	فضیحت	نصیحت	۱	۱۱	۱۱۱
.	.	۰	۰	۰	نجلت	خفلت	۱	۳	۲۶۸



صحیح	غلط	تعداد	تعداد	صحیح	غلط	تعداد	تعداد
روسے	روپے	۲	۹	۲۵۶	پر	۱	۴
دانا ہے	ڈرنا ہے	۱	۱۲	۲۵۷	قسمت	۲	۷
طاقت ور	طاقت پر	۲	۱۴	۲۵۸	پہنچتی	۲	۳
زنہور	رنہور	۱	۵	۲۵۹	یار	۱	۱۳
جب	تب	۱	۱۳	۲۶۰	جماد	۲	۱۴
کئی	گئی	۲	۷	۲۶۱	پیر دیر	۱	۴
برق	برف	۲	۱۲	۲۶۲	ہوا	۱	۹
باری	پاری	۲	۱۲	۲۶۳	ستیزہ	۱	۱۰
مارکر	بارکر	۲	۱۵	۲۶۴	پہلا	۲	۳
پہرتی	بہرتی	۲	۳	۲۶۵	اسکا	۲	۷
زور و طاقت	زور و طاقت	۱	۵	۲۶۶	بناتی	۱	۱۰
پہری	برہی	۱	۴	۲۶۷	رنگبار	۱	۲
جوب	خوب	۱	۸	۲۶۸	کہا	۱	۷
گیا	کیا	۱	۱۲	۲۶۹	پختہ	۲	۹

صحیح	غلط	نقص	نقص	صحیح	غلط	نقص	نقص
بہو فنی اور لہو فنی اسکی لغت میں بہو فنی	۰	۰	۱۱ ۲۲۲	رای و دیوانہ	رای دیوانہ	۲	۶ ۱۲۷
ہین	مین	۱	۲ ۲۲۲	یر	ہ	۲	۲ ۱۲۸
جوہین	جوہے	۱	۹ ۲۲۲	ہین	ہین	۲	۱۰ ۱۲۸
جانا ہتا	جانا ہتا	۲	۱ ۲۲۲	پہ	پے	۱	۱۲ ۱۲۸
بوس و طعام	بوسی تام	۱	۱۳ ۲۲۲	تا	تا	۲	۱۳ ۱۲۸
پند و قرآن	پند قرآن	۱	۱۲ ۲۲۵	برہو ہئے	برہوئی	۱	۲ ۱۲۹
پائی صحت	پائی صحت	۲	۲ ۲۲۶	آپ	آب	۲	۵ ۱۲۹
تیرا	تیرا	۱	۵ ۲۲۶	جرم	چرم	۲	۷ ۱۲۹
پاست پا	پاست پا	۲	۱ ۲۲۶	کرسکون	کرسکین	۱	۱ ۱۳۰
کیا	کیا	۲	۹ ۲۲۶	چہدو کوشش	چہدو کوشش	۱	۵ ۱۳۱
رونا سو	روناہو	۲	۶ ۲۲۶	ایضاً	ایضاً	۲	۵ ۱۳۱
زاہد	زاہد	۲	۵ ۲۲۶	کیا ہنگے	کیا ہنگی	۲	۲ ۱۳۱
ہے	ہتی	۲	۱۳ ۲۲۶	نوش	نوش	۱	۸ ۱۳۱
ایک بولا کہ	ایک کی بولی	۲	۹ ۲۲۶				

صحیح	غلط	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صحیح	غلط	صفحہ	صفحہ	صفحہ
گیا	کیا	۲۲۳	۹	ایضاً	قدر و مکان	قدر مکان	۲۱	۴	۲۲۵
پڑیگی	پڑیگی	۲۳۱	۴	ایضاً	خوشی ہوا لائق	خوشی ہوا لائق	۱	۳	۲۲۴
سے ہے بتر	سے ہی بتر	ایضاً	۶	ایضاً	آرام جان	آرام و جان	۲	ایضاً	ایضاً
پے	پے	۲۳۲	۲	۱۳۳	پارسا ہے	پارسا ہی	۱	۵	ایضاً
فضل	فضل	ایضاً	۲	ایضاً	خوش روے	خوش روئی	۱	۸	ایضاً
شورش	سوزش	۲۳۳	۱	۲	بدروے	بدروئی	۲	ایضاً	ایضاً
خورد و بالغ	خورد و بالغ	ایضاً	۲	۱۳۳	جسکی	جسکی	۲	ایضاً	ایضاً
پرتر	پرتر	۲۳۴	۳	۱	بچی	بچی	۲	۳	۲۲۷
نار	تار	ایضاً	۲	۴	گہون کا	گہون کا	ایضاً	ایضاً	ایضاً
تازان	نازان	ایضاً	۱	۸	جور	چور	۱	۵	۲۲۸
تا	تا	ایضاً	۲	۱۲	کیا	کہا	۲	ایضاً	ایضاً
پند	سند	۲۳۵	۲	۱	چاہتا	جاننا	۱	۱۲	ایضاً
پریا وہ	بریا وہ	۲۳۶	۱	۱	وعدہ و بیم	وعدہ بیم	۲	۳	۲۲۹
بدگو	گو	۲۳۷	۱	۱	چلاتا ہے	چلاتا ہے	ایضاً	۱۳	ایضاً

صحیح	فعل	۱	۲	نمبر	صحیح	فعل	۱	۲	نمبر
جنگ	چنگ	۱	۷	۱۱۲	تورہے	طورہے	۱	۲	۲۰۹
خوشین دار	خوشین وار	۱	۹	ایشیا	سی	سا	۲	۴	ایشیا
سپے	لے	۲	۱۰	ایشیا	ہر بار	زبار	۱	۶	ایشیا
پہر	مت	۲	۱۲	۱۱۷	بک	یک	۱	۸	ایشیا
بڑیگی	پریگی	۲	۵	۱۲۱	گمش	گمش	۱	۴	۲۱۰
دزدی	درزی	۱	۷	ایشیا	بلا لای	بلا آئی	۲	۳	۲۱۱
غسل پا	غسل و پا	۱	۵	۲۲۰	دور نزدیک	دور نزدیک	۱	۶	ایشیا
وہ	وہ	۱	۱۲	ایشیا	پھاڑا اسکے	پھاڑا کے	۲	۹	۲۱۲
وہ	وہ	۱	۱۳	ایشیا	رکنا	رکنا	۱	۱۱	ایشیا
رجم	رجم	۲	۱۱	ایشیا	پوچ و پوچو	پوچ پوچو	۱	۱۲	ایشیا
بہنیکو	بہنیکو	۲	۱	۱۲۱	آگ جو زبان	آگ جہی زبان	۱	۱۳	ایشیا
مرغز	مرغز	۱	۱۲	ایشیا	کہنا	کہنا	۱	۱	۲۱۳
پز	پز	۲	۱۰	۱۲۱	آئینہ گراہل	آئینہ گراہل	۲	۲	ایشیا
دام	دام	۱	۸	۱۲۱	تورہی	توری	۱	۷	ایشیا

صحیح	غلط	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صحیح	غلط	صفحہ	صفحہ	صفحہ
بلا	بہلا	۱	۵	۲۰۳	شاہ درویش	شاہ درویش	۲	۲	۱۹۷
سیلاب	سلااب	۱	۸	۲۰۱	پہنچے	پہنچے	۲	۹	۱۹۸
شب روز	شب وروز	۲	۹	۲۰۱	آبروی وقار	آبروی وقار	۱	۱۵	۱۹۸
پہہ ہی ہے	پہہ ہی ہے	۲	۵	۲۰۲	دست پرآز	دست دراز	۱	۳	۱۹۸
بنا	بتا	۱	۶	۲۰۱	روز	زور	۲	۱۳	۱۹۸
جواب دیا	آب دیا	۱	۳	۲۰۵	باربار	باروبار	۱	۸	۱۹۹
زمین دولت	زمین دولت	۱	۹	۲۰۱	بندوز بخیر	بندی ز بخیر	۱	۱۱	۱۹۸
گر	کر	۲	۱۰	۲۰۱	ہے	ہین	۱	۱۱	۱۹۸
موسے سے	موسے	۲	۱۰	۲۰۴	پوچی	پوچی	۲	۱۱	۱۹۸
زاد	زار	۱	۱۱	۲۰۱	خوان	خون	۲	۲	۲۰۰
گوی و جوگان	گوی جوگان	۲	۱۲	۲۰۷	آستینین	آستین	۱	۸	۲۰۱
نفس	نقش	۱	۳	۲۰۸	گہرے وہ	گہرہ	۲	۱۰	۲۰۱
حُر	خر	۱	۸	۲۰۱	نان و پیاز	نان پیاز	۱	۸	۲۰۱
ہے	سے	۱	۱۵	۲۰۱	تین	سین	۲	۱۵	۲۰۲

صحیح	غلط	۲	۳	۱۸۴	صحیح	غلط	۲	۴	۱۸۳
کئے	سکھی	۲	۳	۱۸۴	اِسکو	اُدسکو	۲	۴	۱۸۳
تر	س	۲	۱۲	۱۸۴	نہ سہیگا	نہ سہیگا	۱	۲	۱۸۴
خونی	خونین	۲	۱۰	۱۸۵	سچتی	سچی	۲	۲	۱۸۵
دولت و بلند	دولت بلند	۲	۱۲	۱۸۵	ہین	مین	۱	۸	۱۸۵
انگین	آنگین	۲	۱۳	۱۸۸	پاپ	پاے	۲	۲	۱۸۸
گر	کر	۱	۱	۱۹۱	مرنے	مرتے	۲	۱۵	۱۹۱
دلیق و زنا	دلیق زنا	۱	۲	۱۹۱	یادکر	یادے	۲	۲	۱۹۰
بڑی سے آئے	بڑی سے آوے	۲	۸	۱۹۲	کہاگی	کہانگی	۱	۷	۱۹۲
آپ	آب	۲	۹	۱۹۲	اڑاگی	اڑانگی	۲	۲	۱۹۲
آدمی خونی	آدمی خوے	۱	۱	۱۹۶	طامات	تامات	۲	۱	۱۸۱
ملک خوی	ملک خونی	۲	۲	۱۹۶	لطف داور	لطف داور	۱	۲	۱۹۶
حکمتہ	حکمتا	۲	۷	۱۹۶	مار و خنجر	مار و خنجر	۲	۱۱	۱۹۶
چشم و شکم	چشم شکم	۱	۸	۱۹۶	خودسر	خودسر	۲	۴	۱۸۲
خوردن سے	خوردنی	۲	۱۱	۱۹۶	ایا	دیکھا	۲	۱۲	۱۹۶

صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط		
شکرخندہ	شکرخند	۱	۴	۱۵۷	ہون	ہین	۱	۱۴	۱۲۰
بے غیرت	بے عزت	۱	۴	۱۵۹	چاہے	چاہے	۲	۲	۱۲۵
چہ	چہ	۲	۱۰	۱۶۱	شاہ گدا	شاہ وگدا	۲	۷	۱۶۱
مرنا	مرتا	۲	۱۱	۱۶۱	پے	پے	۱	۱۳	۱۲۸
کرنی	کرتی	۱	۱۴	۱۶۱	محب	محبت	۱	۱۵	۱۲۹
پر	پے	۲	۱	۱۶۲	آپ	باپ	۲	۱۱	۱۳۴
کرنا	کرتا	۲	۶	۱۶۳	بنکر	پیکر	۱	۴	۱۳۷
سی	سبھی	۱	۸	۱۶۳	رکھنا	رکھتا	۲	۸	۱۴۰
جوہرستانی	جوہرستانی	۲	۶	۱۶۴	روپر	ادپر	۲	۶	۱۶۵
جیتے جی	جسے جی	۱	۱۵	۱۶۵	خود مین	خود مین	۱	۸	۱۶۵
کیا لے	کہا لے	۱	۱۶	۱۶۶	اسی	اسی	۲	۹	۱۶۶
پہنچا چاہے	پہنچا چاہے	۱	۶	۱۶۹	پے	پے	۱	۴	۱۵۳
ذرا	زرا	۲	۱۳	۱۶۹	دیتی ہے	دیتی ہے	۱	۱۳	۱۶۹
توجوسن	توسن	۱	۳	۱۷۰	جنگ	جنگ	۲	۶	۱۵۵

صحیح	غلط	۱	۲	۳	صحیح	غلط	۱	۲	۳
پکڑی	پکڑی	۲	۱۵	۹۱	بہمن	دشمن	۱	۱۵	۹۹
دینا	دینا	۲	۷	۹۲	نہوگی	نہوگی	۱	۵	۸۷
نیک بین	نیک بین	۱	۱۲	ایضاً	باب دوم				
لکارا	انکار	۲	۷	۹۳	جاہگی	جاہنگی	۲	۲	۸۱
پہن ظلم	پہن ظلم	۲	۹	ایضاً	غمواری	غمواری	۱	۵	ایضاً
تہیلہ	تہیلہ	۲	۳	۹۵	تہی	بہی	۲	۹	۸۳
پہر	پہر	۲	۲	۹۶	مردمی	مردی	۲	۱۱	ایضاً
بے جو د بے شتر	بے جو د بے شتر	۲	۱۱	۹۶	جنس	جن پر	۲	۱۳	۸۴
ہو دے	ہوئی	۲	۱۲	۱۰۰	دل پریش	دل بریش	۱	۳	۸۵
اس	اس	۲	۳	۱۰۱	اس	اس	۱	۱۰	ایضاً
جہینہ	جہینہ	۲	۷	ایضاً	سج	سج	۱	۱۳	ایضاً
نذیر	نظیر	۱	۱۵	۱۰۲	قدم پے	قدم پے	۲	۱۳	۹۸
پیشک اس	پیشک اس	۲	۱۳	۱۰۷	دل پریش	دل بریش	۱	۱۵	ایضاً
سوکا	سپکا	۲	۷	۱۰۹	اسیکو	اسیکو	۱	۱۳	۹۹
مچو سر کی خبر	سر کی مچو خبر	۱	۱۳	۱۱۰					

صحیح	غلط	۱	۲	۱۵۷	صحیح	غلط	۱	۲	۱۵۷
شکر خندہ	شکر خند	۱	۲	۱۵۷	ہون	ہین	۱	۱۲	۱۲۰
بے غیرت	بے عزت	۱	۲	۱۵۹	چاہے	چاہے	۲	۲	۱۲۵
چہ	چہ	۲	۱۰	ایضاً	شاہ گدا	شاہ و گدا	۲	۷	ایضاً
مرتا	مرتا	۲	۱۱	۱۶۱	پے	پے	۱	۱۳	۱۲۸
کرتی	کرتی	۱	۱۲	ایضاً	محب	محبت	۱	۱۵	۱۲۹
پرے	پے	۲	۱	۱۶۲	آپ	باپ	۲	۱۱	۱۳۲
کرتا	کرتا	۲	۶	۱۶۳	بنکر	بیکر	۱	۲	۱۳۷
سہی	سہی	۱	۸	ایضاً	رکھنا	رکھتا	۲	۸	۱۳۰
جوہستانی	جوہستانی	۲	۶	۱۶۴	روپر	اوپر	۲	۶	۱۳۵
جستے جی	جستے جی	۱	۱۵	۱۶۵	خود مین	خود بین	۱	۸	ایضاً
کیا لے	کہا لے	۱	ایضاً	۱۶۶	اسی	اسی	۲	۹	۱۳۶
پہنچا چاہے	پہنچا چاہے	۱	۶	۱۶۹	پے	پے	۱	۲	۱۵۳
ذرا	ذرا	۲	۱۳	ایضاً	دیتی ہے	دیتی ہے	۱	۱۲	ایضاً
توجوشن	توشن	۱	۳	۱۷۰	جنگ	جنگ	۲	۶	۱۵۵

صحیح	غلط	۱	۲	۳	صحیح	غلط	۱	۲	۳
پگڑی	پگڑی	۲	۱۵	۹۱	بہن	دشمن	۱	۱۵	۷۹
دینا	دینا	۲	۷	۹۲	نہوگی	نہوکی	۱	۵	۸۰
نیک بن	نیک بن	۱	۱۳	ایضاً	باب دوم				
لکارا	انکار	۲	۶	۹۳	جائیگی	جائینگی	۲	۲	۸۱
پنظم	پہنظم	۲	۹	ایضاً	نعمخوارگی	نعمخوارکی	۱	۵	ایضاً
تہیلہ	تہلہ	۲	۳	۹۵	تہی	بہی	۲	۹	۸۳
پہر	پر	۲	۲	۹۶	مردمی	مردی	۲	۱۱	ایضاً
بے جو د بے شتر	بے جو د بے شتر	۲	۱۱	۹۸	جنس	جن پر	۲	۱۳	۸۴
ہووے	ہوئی	۲	۱۲	۱۰۰	دل پریش	دل بریش	۱	۳	۸۵
اس	اُس	۲	۳	۱۰۱	اس	اُس	۱	۱۰	ایضاً
مہینہ	مہنہ	۲	۷	ایضاً	سج	سج	۱	۱۳	ایضاً
نذیر	نظیر	۱	۱۵	۱۰۳	قدم پر	قدم پے	۲	۱۳	۸۸
بیشک اس	پیشک اُس	۲	۱۳	۱۰۷	دلبریش	دلبرش	۱	۱۵	ایضاً
سوکا	سپکا	۲	۶	۱۰۹	اسیکو	اسیکو	۱	۱۳	۸۹
سری کی خبر	سری کی خبر	۱	۱۳	۱۱۰					

صحیح	غلط	۱	۲	۱۵۷	صحیح	غلط	۱	۲	۱۵۷
شکندہ	شکند	۱	۳	۱۵۷	ہون	ہین	۱	۱۴	۱۲۰
بے غیرت	بے عزت	۱	۳	۱۵۹	چاہے	چاہے	۲	۲	۱۲۵
چہ	چہ	۲	۱۰	۱۶۱	شاہ گدا	شاہ و گدا	۲	۷	۱۶۱
مرنا	مرتا	۲	۱۱	۱۶۱	چہ	چہ	۱	۱۳	۱۶۸
کرنی	کرتی	۱	۱۴	۱۶۱	محب	محبیت	۱	۱۵	۱۶۹
پر	پے	۲	۱	۱۶۲	آپ	باپ	۲	۱۱	۱۶۲
کرتا	کرتا	۲	۶	۱۶۳	بنکر	بیکر	۱	۴	۱۶۳
سہی	سہی	۱	۸	۱۶۳	رکھنا	رکھتا	۲	۸	۱۶۳
جوہستانی	جوستانی	۲	۶	۱۶۴	روپر	اوپر	۲	۶	۱۶۴
جستہ جی	جسے جی	۱	۱۵	۱۶۵	خود مین	خود بہن	۱	۸	۱۶۵
کیاے	کہاے	۱	۱۶	۱۶۶	اسی	اسی	۲	۹	۱۶۶
پہنچا چاہے	پہنچا چاہے	۱	۶	۱۶۹	چہ	پے	۱	۴	۱۶۹
ذرا	زرا	۲	۱۴	۱۶۹	دیتی ہے	دیتی ہے	۱	۱۲	۱۶۹
توجوسن	توسن	۱	۳	۱۷۰	جنگ	جنگ	۲	۶	۱۷۰

صحیح	غلط	صفحہ	صفحہ	صحیح	غلط	صفحہ	صفحہ	
پگڑی	پگڑی	۲	۱۵	۹۱	دشمن	۱	۱۵	۷۹
دینا	دینا	۲	۷	۹۲	نہوکی	۱	۱۵	۸۰
نیک بین	نیک بین	۱	۱۳	۱۱۳	باب دوم			
لکارا	انکار	۲	۶	۹۳	جائیگی	۲	۲	۸۱
پنظم	پہنظم	۲	۹	۱۱۳	غنجوارگی	۱	۵	۱۱۳
تہیلہ	تہلہ	۲	۳	۹۵	تہی	۲	۹	۸۳
پہر	پر	۲	۲	۹۶	مردمی	۲	۱۱	۱۱۳
بے جو دے شری	بے جو دے شری	۲	۱۱	۹۸	جنس	۲	۱۳	۸۴
ہو دے	ہوئی	۲	۱۳	۱۰۰	دل پریش	۱	۳	۸۵
اس	اُس	۲	۳	۱۰۱	اِس	۱	۱۰	۱۱۳
مہینہ	مہنہ	۲	۷	۱۱۳	سچ	۱	۱۳	۱۱۳
نذیر	نظیر	۱	۱۵	۱۰۲	قدم پے	۲	۱۳	۸۸
پینک اس	پینک اس	۲	۱۳	۱۰۷	دلبرش	۱	۱۵	۱۱۳
سوکا	سپکا	۲	۶	۱۰۹	اِسکیو	۱	۱۳	۸۹
مکجو سر کی خبر	سر کی مکجو خبر	۱	۱۳	۱۱۰				

صحیح	غلط	صفحہ	صفحہ	صحیح	غلط	صفحہ	صفحہ
کہنا	کہتا	۱	۶۷	شاہ زمان	شاہچیان	۲	۱۰۵۹
روتا	روتا	۱	۶۸	نخبت	تخت	۱	۶۹
ہوتا	ہوتا	۲	۶۹	پیکا	پہاگا	۱	۹۰
رہنگی	رہین ہین	۲	۷۰	آزماؤ	آزمانی	۲	۱۰۶
کہنا	کہتا	۱	۷۱	گرک کے	گڑک کے	۲	۱۰۷
اسکا	اسکا	۲	۷۲	کام	کلام	۱	۱۰۸
چنگ	جنگ	۱	۷۳	جواب	خطاب	۱	۱۰۹
یاورونے دور	یاورونے تو دور	۲	۷۴	اس سے	اس سے	۲	۱۱۰
اس سے	اس سے	۲	۷۵	اسکی گہری	گہری اسکی	۱	۱۱۱
اب	مت	۱	۷۶	خواہی	خوزی	۲	۱۱۲
چنگ	جنگ	۲	۷۷	سے	ہی	۱	۱۱۳
پائین	پائین	۲	۷۸	سند	سند	۲	۱۱۴
کر	کر	۲	۷۹	جانی	خالی	۲	۱۱۵
کیسے	کیسے	۲	۸۰	آزردہ	آزردہ	۲	۱۱۶

صحیح	غلط	۱	۲	۳	صحیح	غلط	۱	۲	۳
اُس سے	اِس سے	۱	۴	۴	بروقت	ہر وقت	۲	۱۳	۳۱
اُس سے	اِس سے	۱	۱۳	۱۳	گڑبے	گڑبے	۱	۲	۲۲
نے	سے	۱	۱۳	۴۹	پیر	پر	۱	۶	۱۶
روزِ	روزِ	۲	۱	۵۰	گہ گہ	گہ گہ	۱	۱۳	۱۳
لے	بے	۲	۲	۱۳	مرور	مرور	۱	۶	۳۳
بڑبک	بڑبک	۱	۵	۵۱	اَسنے	اَسنے	۲	۹	۳۴
ہین	ہے	۲	۱۳	۱۳	کل	کل	۲	۱۰	۱۳
بار	بار	۲	۱۳	۵۳	بود	بود	۲	۱۳	۱۳
تیز	تیر	۱	۲	۵۴	عیان	پہان	۲	۳	۳۵
یون	تب	۲	۵	۱۳	رومیرا	دوسلا	۱	۱۱	۱۳
پر	کر	۲	۱۵	۵۵	اُس	اِس	۱	۱۳	۱۳
ہوے	ہوئی	۲	۵	۵۶	باندھیں	باندھی	۲	۴	۳۶
گراکیار	گراکیار	۱	۱۳	۵۷	صحبت ور	صحبت ور	۱	۹	۱۳
دراز	دراز	۱	۳	۵۹	اُس سے	اِس سے	۱	۶	۳۷

صحیح	غلط	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صحیح	غلط	صفحہ	صفحہ	صفحہ
حضر	حصر	۱	۴	۳۶	سوا	سوا	۱	۱۲	۲۵
قائم	دائم	۲	۹	ایضاً ۱	بہولجانی	بہولجانی	۱	۵	۲۷
زیانسی	زبانسی	۲	۱۰	ایضاً ۱	کرتی	کرتی	۲	ایضاً ۱	ایضاً ۱
خوانان	خواہون	۲	۱۲	ایضاً ۱	عافل	عافل	۱	۱	ایضاً ۱
ایک	ایگ	۲	۱۲	۳۷	پے	پے	۲	۳	۳۱
تب	سب	۲	۱۰	۳۸	ید	بد	۲	۱۲	ایضاً ۱
سو	ہو	۲	۲	ایضاً ۱	گیا	کیا	۲	۱	۳۲
راحت خلق و راحت	راحت خلق و راحت	۱	۹	ایضاً ۱	پے	پے	۲	۴	ایضاً ۱
ماہ و شان	ماہ و شوان	۲	۱۷	ایضاً ۱	اسکے	اسکے	۲	۷	ایضاً ۱
بارے نرگس دہسو	باری نرگس ہو	۱	۳	۳۹	چلاؤ چشم سیاہ	چلاؤ چشم سیاہ	۱	۱۵	ایضاً ۱
کہر	کہر	۲	۴	ایضاً ۱	سی	سی	۲	۹	۳۳
پڑہکر	پڑہکر	۱	۹	ایضاً ۱	پڑہتا ہے	پڑہتا ہے	۲	۵	۳۴
چھوڑنا	چھوڑنا	۲	۱۵	۴۰	زیب و خوش	زیب و خوش	۲	۶	ایضاً ۱
دینگے	دیونگے	۲	۱۰	۴۱	چویان	چویان	۱	۲	۳۶

صحیح		غلط		صحیح				صحیح				
ہماں	ہمان	۱	۱۳	۱۱	صحیح	غلط	۱	۱	۱	۱	۱	۱
چاہے	جاہے	۱	۱۳	۱۳	ہین	ہین	۲	۹	۳	۲	۹	۳
ایک	نیک	۲	۵	۱۳	ہر	ہر	۲	۱	۳	۲	۱	۳
ان	اب	۱	۱۱	۱۳	ویا	جیا	۲	۱	۸	۲	۱	۸
موا	ہوا	۱	۴	۱۳	واردور	دارودور	۱	۱۳	۱۳	۱	۱۳	۱۳
اُس	اِس	۲	۷	۱۸	ماہ ہرورا	ماہ ہرذرا	۲	۱۳	۱۰	۲	۱۳	۱۰
				صحیح نامہ ویساچہ ترجمہ بوستان								
بدھے	بدی	۱	۱۲	۱۳	اِس سے	اِس سے	۱	۹	۵	۱	۹	۵
چاہے	چاہئے	۱	۹	۲۰	ہناں و عیان	ہناں عیان	۲	۱۳	۱۳	۲	۱۳	۱۳
کرنا	کرنا	۱	۱۳	۱۳	تب تک	جب تک	۲	۴	۸	۲	۴	۸
نذر	ڈر	۲	۱۵	۱۵	کیجھو	کیجھے	۱	۱۳	۱۳	۱	۱۳	۱۳
باشہ	یاشہ	۱	۸	۲۱	زینت یاب	زینت باب	۱	۱	۱۰	۱	۱	۱۰
عدوہے	عدوئی	۲	۹	۱۳	انتظام و اسے	انتظام اسے	۱	۲	۱۳	۱	۲	۱۳
لیپر پور	پپر پور	۲	۱۰	۲۲	چور	چور	۲	۳	۲۲	۲	۳	۲۲

صحیح نامہ

اعلام

کتاب دلائل راضی
یعنی

ترجمہ بوستان سعدی شیرازی

واضح ہو کہ یہ کتاب مطبع ایجاو کشن آگرہ میں چھپی ہے اسلئے کاپیان اسکی مترجم کے
ملاحظہ میں نہیں گذرین کہ مترجم کوہ آہو پر رہتا ہی اب جو کتاب چھپ کر آئی اور
اول سے آخر تک دیکھی گئی تو اکثر جاہلوں سے غلطیان معلوم ہوئیں اسلئے
یہ صحیح نامہ چھپو کر ابتدا میں شامل کیا جاتا ہے اور ناظرین سے یہ
امید ہے کہ جہاں انکو غلطی یا اشتباہ اس کتاب میں واقع ہو خیال تکلیف
نہ فرما کر صحیح نامہ ملاحظہ کریں اور غلطی و اشتباہ کو رفع فرماوین فقط



